بسم الله الرحمن الرحیم

Surat No 4 : سورة النساء - Ayat No 93

اورجو شخص مومن کو عمداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیگا اس پر الله کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور الله نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے

صحیح مسلم
حدیث نمبر: 3306
ترجمہ:
رسول الله ﷺ فرمایا کہ جس کا کوئی قتل کردیا جائے تو اسے دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار ہے ایک یہ کہ یا تو اسے دیت دی جائے اور دوسرا یہ کہ یا پھر وہ قاتل سے قصاص لے گا

صحیح بخاری
حدیث نمبر: 2442
ترجمہ:
رسول الله ﷺ نے فرمایا ایک مسلم دوسرے مسلم کا بھائی ہے.

www.aljamaat.org

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ

ثقہ و صدوق محدث جناب عبید بن ابی امیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((جَاءَ أَبُوْ مُسْلِمِ الْخَوْلَانِيُّ وَ أُنَاسٌ مَعَهُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالُوْا لَهُ أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا، أَمْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَا وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِنِّيْ وَأَنَّهُ لَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ مِنِّيْ، وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ؟ وَ إِنَّمَا أَطْلُبُ بِدَمِ عُثْمَانَ، فَائْتُوْهُ فَقُوْلُوْا لَهُ فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ، أُسَلِّمْ لَهُ، فَأَتَوْا عَلِيًّا فَكَلَّمُوْهُ بِذٰلِكَ فَلَمْ يَدْفَعْهُمْ إِلَيْهِ)) [تاريخ دمشق : ٥٩ / ١٣٢، و إسناده حسن لذاته]

"ابومسلم عبداللہ بن ثوب الخولانی رحمہ اللہ اور ان کے ساتھ دوسرے لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی: "کیا آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جھگڑنا چاہتے ہیں یا پھر آپ اپنے آپ کو ان کی مثل قرار دیتے ہیں؟" یہ سن کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "نہیں، اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مجھ سے زیادہ فضیلت اور مقام و مرتبے والے ہیں اور وہ مجھ سے زیادہ خلافت کے حق دار ہیں، لیکن کیا تم جانتے نہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مظلومانہ شہید کر دیا گیا ہے اور میں ان کا چچازاد بھائی ہوں؟ میں تو صرف سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں، لہٰذا آپ لوگ ان کے پاس جائیں اور انھیں کہیں کہ وہ قاتلینِ عثمان کو میرے حوالے کر دیں، تو میں ان کی اطاعت قبول کر لوں گا۔" تو یہ لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے اس سلسلے میں بات چیت کی، لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قاتلینِ عثمان کو ان کے حوالے نہیں کیا۔"

سیدہ عائشہ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے مہم

احنف بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''ہم (بصرہ سے) مدینہ منورہ آئے، ہمارا ارادہ فریضۂ حج ادا کرنے کا تھا۔ ہم منزل بمنزل طے کر رہے تھے۔ ہمارے پاس ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا: ''لوگ گھبراہٹ کے عالم میں مسجد میں جمع ہیں۔'' میں گیا تو لوگ مسجد میں جمع تھے۔ ان میں سیدنا علی، زبیر، طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ ہم مسجد ہی میں تھے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے، کہا گیا کہ یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ اندر داخل ہوئے، انھوں نے زرد رنگ کے کپڑے سے اپنا سر ڈھانپ رکھا تھا۔ انھوں نے فرمایا:

«هَاهُنَا عَلِيٌّ؟ قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ هَاهُنَا الزُّبَيْرُ ؟ قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ هَاهُنَا طَلْحَةُ؟ قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ هَاهُنَا سَعْدٌ ؟ قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِيْ فُلَانٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ، فَابْتَعْتُهُ بِعِشْرِيْنَ أَلْفًا أَوْ بِخَمْسَةٍ وَّ عِشْرِيْنَ أَلْفًا، فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهُ ابْتَعْتُهُ، قَالَ اجْعَلْهُ فِيْ مَسْجِدِنَا وَلَكَ أَجْرُهُ ؟ فَقَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ! قَالَ فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، أَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ رُوْمَةَ

غفَرَ اللّٰهُ لَهُ، فَابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ قَدِ ابْتَعْتُهَا، قَالَ اجْعَلْهَا سِقَايَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ وَأَجْرُهَا لَكَ؟ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ! قَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، أَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ، فَقَالَ مَنْ جَهَّزَ هٰؤُلَاءِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ، يَعْنِيْ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰى لَمْ يَفْقِدُوْا خِطَامًا وَلَا عِقَالًا ؟ قَالَ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ! قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثًا»

''یہاں علی رضی اللہ عنہ ہیں؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں!'' انھوں نے کہا: ''یہاں زبیر رضی اللہ عنہ ہیں؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں!'' انھوں نے کہا: ''یہاں طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں!'' انھوں نے کہا: ''یہاں سعد رضی اللہ عنہ ہیں؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں!'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کیا تمھیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''جو شخص فلاں قبیلے کا باڑہ خریدے گا اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا'' تو میں نے اسے بیس یا پچیس ہزار میں خریدا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر انھیں بتایا کہ میں نے وہ جگہ خرید لی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے مسجد میں شامل کر دو تمھیں اس کا اجر ملے گا؟'' انھوں نے کہا: ''اے اللہ! ہاں!'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا: ''میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''جو شخص ''بئر رومہ'' خریدے گا اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا'' تو میں نے اسے اتنی اتنی قیمت میں خریدا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس سے آگاہ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دو، تمھیں اس کا اجر ملے گا؟'' لوگوں نے کہا: ''اے اللہ! ہاں! (ایسے ہی ہے)۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا:

''میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''جو شخص اس تنگی والے لشکر (غزوۂ تبوک) کو تیار کرے گا اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا۔'' تو یہ لشکر بھی میں نے تیار کیا، یہاں تک کہ لوگوں نے ایک نکیل اور رسی کو بھی گم نہیں پایا؟'' لوگوں نے کہا: ''اے اللہ! ہاں! (ایسے ہی ہے)۔'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے پھر تین مرتبہ فرمایا: ''اے اللہ! تو گواہ رہ۔''

احنف بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں (وہاں سے) چلا اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے کہا: ''تم دونوں مجھے کس کے بارے میں حکم دیتے ہو اور کسے میرے لیے پسند کرتے ہو؟ میرے خیال میں تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا۔'' ان دونوں نے کہا: ''ہم تمھیں علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیتے ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''کیا تم دونوں مجھے ان کے بارے میں حکم دیتے اور انھیں میرے لیے پسند کرتے ہو؟'' انھوں نے فرمایا: ''ہاں!'' احنف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں حج کے لیے نکلا، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ ابھی ہم وہیں تھے کہ ہمیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر ملی۔ اس وقت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔ میں ان سے ملا اور پوچھا: ''آپ مجھے کس کی بیعت کرنے کا حکم دیں گی؟'' انھوں نے فرمایا: ''علی رضی اللہ عنہ کی۔'' میں نے کہا: ''کیا آپ مجھے ان کی بیعت کا حکم دیتی ہیں اور انھیں میرے لیے پسند کرتی ہیں؟'' انھوں نے کہا: ''ہاں!'' اس کے بعد میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ میں آیا اور ان کی بیعت کی، پھر میں اہل بصرہ کی طرف لوٹ گیا۔ میرے خیال میں سارا معاملہ ٹھیک ہو چکا تھا۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم مقام ''خریبہ'' کے پاس فروکش ہو چکے ہیں۔ میں نے پوچھا: ''وہ کس مقصد کے لیے ادھر آئے ہیں؟'' اس نے کہا: ''وہ آپ کی طرف آئے ہیں اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلا لینے کے لیے تم

سے مدد کے خواہاں ہیں، جو مظلوم قتل کیے گئے ہیں۔'' میرے لیے یہ خبر انتہائی پریشان کن تھی۔ میں نے کہا: ''میرے لیے اس گروہ سے علیحدہ ہونا جس میں ام المومنین (عائشہ رضی اللہ عنہا) اور حواریٔ رسول (زبیر رضی اللہ عنہ) ہیں، بڑا مشکل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد کے ساتھ جنگ کرنا بھی میرے لیے بڑا مشکل کام ہے، اس کے بعد کہ انھوں نے خود ہی مجھے ان سے بیعت کرنے کا حکم دیا تھا۔'' جب میں ان کے پاس حاضر ہوا تو وہ کہنے لگے: ''ہمیں عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلا لینے کے لیے تمھاری مدد کی ضرورت ہے، انھیں ناحق قتل کیا گیا ہے۔'' میں نے کہا: ''ام المومنین! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا میں نے آپ سے پوچھا نہیں تھا کہ آپ مجھے کس کی بیعت کرنے کا حکم دیتی ہیں تو آپ نے علی رضی اللہ عنہ کا نام لیا تھا؟ پھر میں نے کہا کہ کیا آپ مجھے ان کی بیعت کرنے کا حکم دیتی ہیں اور انھیں میرے لیے پسند کرتی ہیں تو آپ نے اس کا جواب بھی اثبات میں دیا تھا؟'' انھوں نے فرمایا: ''یہ سب ٹھیک ہے مگر علی رضی اللہ عنہ بدل گئے ہیں۔'' پھر میں نے کہا: ''اے زبیر! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور اے طلحہ! میں تم دونوں کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا میں نے تم سے پوچھا نہیں تھا کہ تم مجھے کس کے بارے میں حکم دیتے ہو تو تم نے علی رضی اللہ عنہ کا نام لیا تھا؟ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم ان کے بارے میں مجھے حکم دیتے ہو اور انھیں میرے لیے پسند کرتے ہو تو تم نے اس کا جواب اثبات میں دیا تھا؟'' تو وہ دونوں کہنے لگے: ''کیوں نہیں! (ایسے ہی ہے) مگر اب علی رضی اللہ عنہ بدل گئے ہیں۔'' یہ سن کر میں نے کہا: ''ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! نہ تو میں تم سے قتال کروں گا، کیونکہ تمھارے ساتھ ام المومنین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہیں اور نہ ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد سے قتال کروں گا، جن کی بیعت کرنے کا تم نے مجھے حکم دیا تھا۔ تم میری طرف سے تین باتوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرلو، یا تو تم میرے لیے ''باب الجسر'' کھول دو، تاکہ میں غیر عرب زمین میں جا بسوں، یہاں تک کہ اللہ نے میرے بارے میں جو فیصلہ کرنا ہے کر دے، یا پھر میں مکہ

مکرمہ چلا جاؤں اور پھر وہیں مقیم رہوں، یہاں تک کہ اللہ نے جو فیصلہ میرے بارے میں کرنا ہے کر دے، یا میں فریقین سے الگ بھی رہوں اور ان کے قریب بھی۔" وہ کہنے لگے: "ہم اس کے متعلق مشورہ کرتے ہیں۔" مشاورت کے دوران انھوں نے ان امور پر غور و خوض کیا کہ اگر ہم اس کے لیے "باب الجسر" کھولتے ہیں تو جماعت سے الگ ہو کر بے یار و مددگار چھوڑے جانے والے اس سے جا ملیں گے اور اگر یہ مکہ میں رہائش پذیر ہوتا ہے تو قریش میں رہ کر تمھارے درپے ہوگا اور انھیں تمھارے حالات و واقعات سے آگاہ کرتا رہے گا۔ ان دونوں باتوں میں سے کچھ بھی مناسب نہیں ہے۔ اسے ادھر کہیں قریب ہی رہنے دو، جہاں تم اسے درست بھی رکھ سکو اور اس کی نگرانی بھی کر سکو۔"

راوئ حدیث کہتا ہے کہ اس پر احنف بن قیس رحمہ اللہ بصرہ سے دو فرسخ دور "جلحاء" کے مقام پر لوگوں سے الگ ہو کر بیٹھ گئے اور تقریباً چھ ہزار (۶۰۰۰) لوگوں نے مزید ان کے ساتھ گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ پھر فریقین کی آپس میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس جنگ میں سب سے پہلے قتل ہونے والے طلحہ اور کعب ابن سُور تھے۔ کعب نے اس وقت مصحف اٹھا رکھا تھا۔ وہ فریقین کو سمجھاتے رہے، یہاں تک کہ خود ہی ان کے درمیان قتل ہو گئے اور زبیر رضی اللہ عنہ "سفوان" کے مقام پر پہنچے جو بصرہ سے اتنا ہی دور ہے جتنا تم سے قادسیہ ہے۔ وہاں انھیں بنومجاشع کا "نَعِر" نامی ایک شخص ملا، اس نے پوچھا: "اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ میرے پاس آئیں میں آپ کا ذمہ دار ہوں، آپ تک کوئی شخص نہیں پہنچ پائے گا۔" اس پر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ ہو لیے، تو ایک آدمی احنف رحمہ اللہ کے پاس آیا اور انھیں آ کر بتایا کہ زبیر رضی اللہ عنہ مقام "سفوان" پر مقیم ہیں۔ وہ کہنے لگے: "زبیر رضی اللہ عنہ کیسے پُرامن رہیں گے، جبکہ انھوں نے مسلمانوں کو آپس میں ٹکرا دیا، یہاں تک کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر تلواریں برسانے لگے اور وہ خود اپنے گھر اور اہل و عیال میں جا بیٹھے ہیں۔" یہ بات عمیر بن جرموز، بنوتمیم کے ایک غلط کار شخص، فضالہ بن حابس اور

نُفیع نے سنی تو وہ ان کی تلاش میں لگ گئے۔ آخر کار جب وہ ''نُعر'' کے ساتھ کسی جگہ موجود تھے تو ان کی ان کے ساتھ مڈبھیڑ ہو گئی۔ عمیر بن جرموز نے ان کے پیچھے سے ان پر وار کیا، اس وقت عمیر ایک کمزور سے گھوڑے پر سوار تھا، اس لیے وہ ان پر نیزے کا کمزور سا وار ہی کر سکا۔ پھر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر جوابی حملہ کیا اور وہ اس وقت ''ذوالخمار'' نامی گھوڑے پر سوار تھے، عمیر نے سمجھا کہ زبیر رضی اللہ عنہ اسے قتل کرنے والے ہیں تو اس نے اپنے دونوں ساتھیوں فضالہ اور نُفیع کو مدد کے لیے پکارا، پھر انھوں نے مل کر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ پر اس قدر زور سے وار کیا کہ انھیں شہید کر دیا۔'' [مصنف ابن أبي شيبة: ٦/١٩٧، ح: ٣٠٦٢٠، و إسناده حسن لذاته، ٧/٥٣٩، ٥٤٠، ح: ٣٧٧٨٧]

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں بر بنائے اجتہاد جو باتیں وقوع پذیر ہوئیں ان میں ہر فریق کے لیے بوجہ اجتہاد اجر و ثواب ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جن کا اجتہاد درست ہے ان کے لیے دگنا اجر ہے اور جن کے اجتہاد میں خطا ہے ان کے لیے بھی اللہ کی طرف سے ایک اجر ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود وہ تمام کے تمام درجہ بدرجہ ایمان کے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہیں اور سب کے سب اللہ کی رضا و خوشنودی کا پروانہ حاصل کر چکے ہیں اور تمام کے تمام دشمنانِ اسلام کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ چنانچہ ثقہ تابعی علقمہ بن وقاص لیثی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''جب سیدنا طلحہ، زبیر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے تو اس جماعت کی قیادت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی۔ جب یہ لوگ مقام ''ذاتِ عرق'' پر پہنچے تو انھوں نے عروہ بن زبیر اور ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کو چھوٹا خیال کرتے ہوئے واپس لوٹا دیا۔ علقمہ بن وقاص بیان کرتے ہیں کہ میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ تنہائی میں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں اور اپنی ڈاڑھی کو سینے سے لگائے رکھتے ہیں۔ اس پر میں نے ان سے کہا: '' اے ابومحمد! میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ تنہائی زیادہ پسند کرتے ہیں اور اپنی ڈاڑھی کو سینے سے لگائے رکھتے ہیں، اگر آپ کو یہ (قصاص والا) معاملہ ناپسند

ہے تو اسے ترک کر دیں، اس کے لیے آپ پر کوئی زبردستی تو نہیں کرتا۔'' وہ کہنے لگے:

« يَا عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ! لَا تَلُمْنِيْ ، كُنَّا أَمْسِ يَدًا وَاحِدَةً عَلٰى مَنْ سِوَانَا فَأَصْبَحْنَا الْيَوْمَ جَبَلَيْنِ مِنْ حَدِيْدٍ ، يَزْحَفُ أَحَدُنَا إِلٰى صَاحِبِهٖ » [مستدرك حاكم : ٣/١١٨ ، ح : ٤٦٠٧، وإسناده حسن لذاته ، محمد بن عثمان ابن أبي شيبة صدوق حسن الحديث، وثقه الجمهور، و ٣/٣٧١، ٣٧٢، ح : ٥٥٩٥، و إسناده صحيح]

''اے علقمہ بن وقاص! مجھے ملامت نہ کر، ہم کل تک دوسروں (یعنی کافروں) کے مقابلے میں بہت بڑی قوت تھے، جب کہ آج ہم لوہے کے دو پہاڑ بن چکے ہیں اور ہم ایک دوسرے کی طرف گھسٹتے چلے جا رہے ہیں۔''

ابو اسود بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے:

« لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَأَنْقَطِعَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكُوْنَ شَرِكْتُ فِيْ دَمِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ » [المعجم الكبير للطبراني: ١/٨٧، ح : ١٣٢۔ تاريخ المدينة المنورة : ٤/١٢٥٠، و إسناده صحيح۔ أمالي المحاملي : ١/١٠٥، ح : ١٩٢]

''اگر میں آسمان سے گروں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں تو یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا خون کرنے میں شریک ہوتا۔''



ابو رزین مسعود بن مالک ؒ بیان کرتے ہیں کہ جب واقعۂ تحکیم کے بعد سیدنا علی ؓ صفین سے واپس لوٹے اور نہر کے پاس پہنچے تو کچھ لوگ وہیں رک گئے۔ سیدنا علی ؓ (باقی) لوگوں کے ساتھ کوفہ میں داخل ہو گئے اور وہ (خارجی) حروراء کے مقام پر جا ٹھہرے۔ سیدنا علی ؓ نے ان کی طرف (مذاکرات کی غرض سے) سیدنا عبداللہ بن عباس ؓا کو بھیجا مگر وہ خالی ہاتھ واپس لوٹ آئے۔ پھر سیدنا علی ؓ خود ان کے پاس گئے اور ان سے بات چیت کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ باہم رضا مند ہو گئے اور وہ (کوفہ میں) آ گئے۔ [تاريخ الطبري : ٥/٧٣، و إسناده صحيح۔ مصنف ابن أبي شيبة : ٧/٥٥٦، ح : ٣٧٩٠٠، و إسناده صحيح، أبو رزين وهو مسعود بن مالك و قد أخطأ من جعله أبا رزير عبد الله بن زرير]

ثقہ و متقن تابعی عبداللہ بن شداد بن ہاد ؒ بیان کرتے ہیں: ''میں سیدہ عائشہ ؓا کی خدمت میں حاضر ہوا، تو ہم ان کے پاس بیٹھے تھے، وہ ان دنوں عراق سے واپس آئی تھیں جب سیدنا علی ؓ کو شہید کیا گیا، وہ مجھ سے کہنے لگیں: ''اے عبداللہ بن شداد! میں تم سے جو سوال کرنے جا رہی ہوں کیا تم مجھے اس کا صحیح جواب دو گے؟ مجھے اس قوم کے متعلق بتاؤ جسے علی ؓ نے قتل کیا تھا۔'' میں نے کہا: ''مجھے کیا ہے کہ میں آپ کے سامنے سچ نہ بولوں؟'' انھوں نے فرمایا: ''پھر مجھے ان لوگوں کا واقعہ سناؤ (جنھیں علی ؓ نے قتل کر ڈالا تھا)۔'' میں نے کہا: ''جب سیدنا علی ؓ نے معاویہ ؓ کے ساتھ خط کتابت کے بعد حکمین کو تسلیم کر لیا تو لوگوں میں سے آٹھ ہزار قراء نے ان کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ کوفہ کی جانب ''حروراء'' کے مقام پر جا ٹھہرے۔ انھوں نے اس (حکمین کے فیصلے) کا انکار کیا۔ انھوں نے سیدنا علی ؓ سے کہا: ''آپ نے (خلافت کی) وہ قمیص اتار دی ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے پہنائی تھی اور آپ نے اس نام (امیر المومنین) کو بھی چھوڑ دیا ہے جو

اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا، (کیونکہ) آپ نے اللہ کے دین میں انسانوں کو حَکَم تسلیم کر لیا ہے، حالانکہ حکم تو صرف اللہ کا ہے۔" جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کے اپنے متعلق اعتراضات اور ان کی علیحدگی کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا (کہ وہ یہ اعلان کرے) کہ امیر المومنین کے پاس وہی شخص آئے گا جو حامل قرآن (یعنی حافظ) ہو گا۔ پھر جب لوگوں میں سے قراء سے حویلی بھر گئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک عظیم مصحف منگوایا اور اسے اپنے سامنے رکھ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسے اپنے ہاتھ سے تھپکی دیتے اور فرماتے: ((أَيُّهَا الْمُصْحِفُ! حَدِّثِ النَّاسَ)) "اے مصحف! لوگوں سے باتیں کر۔" اس پر لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو آواز دی اور کہنے لگے: "اے امیر المومنین! آپ اس سے کیا پوچھتے ہیں؟ یہ تو صرف کاغذ اور سیاہی ہے۔ ہم نے جو کچھ اس سے سیکھا ہے وہ ہم بتائیں گے، آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟" آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((أَصْحَابُكُمُ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ كِتَابُ اللّٰهِ تَعَالٰى يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي امْرَأَةٍ وَرَجُلٍ: ﴿ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ ﴾ [النساء: ٣٥] فَأُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمُ حُرْمَةً مِنِ امْرَأَةٍ وَرَجُلٍ، وَنَقَمُوْا عَلَيَّ أَنِّي كَاتَبْتُ مُعَاوِيَةَ وَكَتَبْتُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَقَدْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ حِيْنَ صَالَحَ قَوْمَهُ قُرَيْشًا، فَكَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، فَقَالَ سُهَيْلٌ لَا تَكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، قُلْتُ فَكَيْفَ أَكْتُبُ؟ قَالَ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبْهُ، ثُمَّ قَالَ اكْتُبْ مِنْ مُحَمَّدٍ

رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَقَالَ لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمْ نُخَالِفْكَ فَكَتَبَ هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قُرَيْشًا، يَقُوْلُ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾ [الأحزاب: ٢١]»

''تمھارے جن ساتھیوں نے (میرے خلاف) خروج کیا ہے میرے اور ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اللہ عزوجل عورت اور مرد (یعنی میاں بیوی) کے بارے میں فرماتے ہیں: ﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا﴾ [النساء: ٣٥] ''اور اگر تم ان دونوں کے درمیان مخالفت سے ڈرو تو ایک حَکَم مرد کے گھر والوں سے اور ایک حَکَم عورت کے گھر والوں سے مقرر کرو۔'' (سنو!) محمد ﷺ کی امت کی حرمت ایک عورت اور ایک مرد کی حرمت سے کہیں زیادہ ہے۔ وہ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ میں نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ معاہدہ تحریر کرتے وقت (صرف) علی بن ابی طالب لکھا (اور امیر المومنین کا لفظ کاٹ دیا)، حالانکہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم قریش سے صلح حدیبیہ کا معاہدہ کیا تو (قریش کی طرف سے) سہیل بن عمرو آیا، ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے (مجھے) اس کی عبارت اس طرح لکھوائی: " بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ " تو سہیل نے کہا: " بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ " نہ لکھو، میں نے کہا: ''کیا لکھوں؟'' اس نے کہا: "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ " لکھو۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''یہی لکھ دو۔'' پھر فرمایا: ''لکھو: " مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ" اس پر سہیل کہنے لگا: ''اگر ہم یقین رکھتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کی مخالفت ہی نہ کرتے۔'' چنانچہ نبی ﷺ نے یہ عبارت لکھوائی: " هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ

عَبْدِ اللّٰهِ قُرَیْشًا " (یعنی یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے قریش کے ساتھ صلح کی)۔'' اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں: ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ ﴾ [الأحزاب: ۲۱] ''بلاشبہ یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کی امید رکھتا ہو۔''

اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا، یہاں تک کہ جب ہم ان کے لشکر کے درمیان میں پہنچے تو ابن الکواء کھڑا ہوا اور لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے کہنے لگا: ''اے حاملین قرآن! یہ عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) ہیں، اگر کوئی انھیں نہیں جانتا تو میں انھیں کتاب اللہ کے حوالے سے بخوبی جانتا ہوں۔ یہ وہ شخص ہیں کہ ان کے اور ان کی قوم (قریش) کے بارے میں اللہ کی کتاب (میں یہ آیت) نازل ہوئی:

﴿ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴾ [الزخرف: ۵۸]

''بلکہ وہ جھگڑالو لوگ ہیں۔''

انھیں ان کے ساتھی (علی رضی اللہ عنہ) کے پاس بھیج دو اور ان سے کتاب اللہ کے حوالے سے بحث مباحثہ نہ کرنا۔'' اس پر ان کے خطباء کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا: ''اللہ کی قسم! ہم ان سے ضرور کتاب اللہ کے حوالے سے بات چیت کریں گے، اگر وہ ہمارے پاس وہ حق لے کر آئیں جس سے ہم آشنا ہوں تو ہم ضرور اس حق کی پیروی کریں گے اور اگر وہ باطل لے کر آئیں تو ہم ان کی ان کے جھوٹ کی وجہ سے خوب خبر لیں گے، پھر انھیں ان کے ساتھی کے پاس بھیج دیں گے۔'' پھر تین دن تک سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کتاب اللہ کے حوالے سے بحث مباحثہ کرتے رہے، جس سے ان میں سے چار ہزار افراد توبہ کر کے واپس لوٹ آئے۔ ابن الکواء انھیں اپنے ساتھ لایا اور پھر انھیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا۔

عَبْدِ اللّٰهِ قُرَيْشًا " (یعنی یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے قریش کے ساتھ صلح کی)۔" اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں: ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ ﴾ [الأحزاب: ۲۱] "بلاشبہ یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کی امید رکھتا ہو۔"

اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا، یہاں تک کہ جب ہم ان کے لشکر کے درمیان میں پہنچے تو ابن الکواء کھڑا ہوا اور لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے کہنے لگا: "اے حاملین قرآن! یہ عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) ہیں، اگر کوئی انھیں نہیں جانتا تو میں انھیں کتاب اللہ کے حوالے سے بخوبی جانتا ہوں۔ یہ وہ شخص ہیں کہ ان کے اور ان کی قوم (قریش) کے بارے میں اللہ کی کتاب (میں یہ آیت) نازل ہوئی:

﴿ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴾ [الزخرف: ۵۸]

"بلکہ وہ جھگڑالو لوگ ہیں۔"

انھیں ان کے ساتھی (علی رضی اللہ عنہ) کے پاس بھیج دو اور ان سے کتاب اللہ کے حوالے سے بحث مباحثہ نہ کرنا۔" اس پر ان کے خطباء کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا: "اللہ کی قسم! ہم ان سے ضرور کتاب اللہ کے حوالے سے بات چیت کریں گے، اگر وہ ہمارے پاس وہ حق لے کر آئیں جس سے ہم آشنا ہوں تو ہم ضرور اس حق کی پیروی کریں گے اور اگر وہ باطل لے کر آئیں تو ہم ان کی ان کے جھوٹ کی وجہ سے خوب خبر لیں گے، پھر انھیں ان کے ساتھی کے پاس بھیج دیں گے۔" پھر تین دن تک سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کتاب اللہ کے حوالے سے بحث مباحثہ کرتے رہے، جس سے ان میں سے چار ہزار افراد توبہ کر کے واپس لوٹ آئے۔ ابن الکواء انھیں اپنے ساتھ لایا اور پھر انھیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پھر ان کے باقی ماندہ لوگوں کے پاس یہ پیغام بھیجتے ہوئے فرمایا:

« قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِنَا وَأَمْرِ النَّاسِ مَا قَدْ رَأَيْتُمْ ، قِفُوْا حَيْثُ شِئْتُمْ حَتّٰى تَجْتَمِعَ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَنْزِلُوْا فِيْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ، بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ نَقِيَكُمْ رِمَاحَنَا مَا لَمْ تَقْطَعُوْا سَبِيْلًا أَوْ تَطْلُبُوْا دَمًا، فَإِنَّكُمْ إِنْ فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ فَقَدْ نَبَذْنَا إِلَيْكُمُ الْحَرْبَ عَلٰى سَوَاءٍ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ »

''ہمارا معاملہ اور لوگوں کا معاملہ تم نے دیکھ لیا ہے، تم جہاں چاہو رہو، یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مجتمع ہو جائے۔ تم اس زمین میں جہاں چاہو رہو، ہمارے اور تمھارے درمیان یہ بات ہے کہ ہم تمھیں اپنے نیزوں سے بچائیں، جب تک کہ تم راستے بند نہیں کرتے اور خون نہیں بہاتے، اگر تم ایسا کرو گے تو ہم برابری کی بنیاد پر تمھاری طرف جنگ پھینک دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اے ابن شداد! کیا سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) نے انھیں قتل کیا تھا؟'' ابن شداد نے کہا: ''اللہ کی قسم! سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان (خوارج) کی طرف کسی کو نہیں بھیجا تھا، یہاں تک کہ انھوں نے راستے بند کر دیے اور خون بہائے۔ انھوں نے ابن خباب (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر ڈالا اور اہل ذمہ پر دست درازی کی۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! (واقعی انھوں نے ایسے کیا)؟'' میں نے کہا: ''اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یہی کچھ ہوا تھا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''وہ کیا چیز ہے (یعنی وہ کون ہے) جس کی خبر مجھے اہل عراق کی طرف سے ملی ہے، جس کے بارے میں وہ بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پستان والا، پستان والا؟'' میں نے کہا: ''میں نے اسے دیکھا ہے، میں مقتولین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس (کی لاش) کے پاس کھڑا تھا، انھوں نے لوگوں کو بلا کر پوچھا: « هَلْ

تَعْرِفُوْنَ هٰذَا؟)) ''کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟'' اس پر کتنے ہی لوگ (صرف) یہ کہتے ہوئے آئے کہ میں نے اسے بنوفلاں کی مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا، میں نے اسے بنوفلاں کی مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا۔ اس کی شناخت کا اس کے علاوہ اور کوئی ثبوت (کسی کے پاس) نہیں تھا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اس پر کھڑے ہو کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کیا کہا تھا، جیسا کہ اہل عراق گمان کرتے ہیں؟'' میں نے کہا کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ فرمارہے تھے:

((صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ))

''اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''کیا تم نے علی رضی اللہ عنہ کو اس کے علاوہ کچھ اور کہتے ہوئے بھی سنا؟'' میں نے کہا: '' اللہ کی قسم! نہیں۔'' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: '' ہاں! اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، اللہ تعالیٰ علی رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، انھیں جب بھی کوئی بات پسند آتی تو فرماتے: ((صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ)) ''اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔'' [السنن الکبری للبیهقي : ۸/ ۳۱۱ ، ح : ۱٦۷٤۱ ، و إسنادہ حسن لذاته، والنسخة الأخرى : ۸/ ۱۷۹ ، ۱۸۰ مسند أحمد : ۱/ ۸۷ ، ح : ٦٥٦ ، و إسنادہ حسن لذاته۔ مستدرك حاکم : ۱/ ۱۵۲ ، ۱۵۳ ، ح : ۲٦۵۷]

جب جنگِ صفین اختتام پذیر ہوئی اور اہلِ شام و اہلِ عراق کی دونوں جماعتوں کا تحکیم پر اتفاق ہو گیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کوفہ کی جانب روانہ ہو گئے تو راستے میں خوارج نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی۔ لشکر میں ان کی تعداد چھ ہزار تھی اور بعض روایات کے مطابق آٹھ ہزار تھی۔ یہ لوگ الگ ہو کر مقام حروراء میں ٹھہر گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انھیں سمجھانے کے لیے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا اور انھوں نے ان لوگوں سے مناظرہ کیا۔

چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''جب حروریہ (یعنی خارجیوں) نے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے الگ ہو کر ان کے خلاف) خروج کیا تو وہ ایک حویلی میں جمع ہو گئے، ان کی تعداد چھ ہزار تھی۔ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہا: ''اے امیر المومنین! ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے ادا کریں، شاید کہ میں ان لوگوں کے پاس جا کر ان سے بات چیت کروں۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((إِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكَ))

''میں تمھارے بارے میں ڈر محسوس کرتا ہوں۔''

میں نے کہا: ''(اللہ نے چاہا تو) ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔'' چنانچہ میں نے یمن کا بہترین لباس زیب تن کیا اور ان کے پاس جانے کے لیے روانہ ہو گیا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو وہ ایک حویلی میں جمع تھے اور قیلولہ کر رہے تھے۔ میں نے انھیں سلام کہا تو انھوں نے کہا: ''خوش آمدید! اے ابو عباس! یہ کیسا لباس (پہن رکھا) ہے؟'' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ''تم مجھ پر کیوں عیب لگاتے ہو؟ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو اس سے بھی زیادہ خوبصورت لباس میں دیکھا ہے اور قرآن مجید میں ہے:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾

[الأعراف : ٣٢]

''تو کہہ کس نے حرام کی اللہ کی زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں؟''

انھوں نے کہا: ''آپ کس مقصد کے لیے آئے ہیں؟'' میں نے کہا: ''میں نبی کریم ﷺ کے صحابہ انصار اور مہاجرین کے پاس سے تمھارے پاس آیا ہوں، تا کہ تم لوگوں تک ان کا پیغام پہنچاؤں اور وہ لوگ وہی بات کہتے ہیں جس کی انھیں (اللہ کی طرف سے) خبر دی گئی ہے اور ان (صحابہ کرام) پر قرآن نازل ہوا، وہ تم سے زیادہ وحی کا علم رکھتے ہیں اور قرآن ان میں اتارا گیا، جبکہ تم میں سے کوئی ایک بھی ان کی طرح (صحابی) نہیں ہے۔'' اس پر ان میں سے بعض لوگ کہنے لگے: ''قریش سے جھگڑا نہ کرو، کیونکہ انھی کے بارے میں اللہ فرماتا ہے:

﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ [الزخرف : ٥٨]

''بلکہ وہ جھگڑالو لوگ ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''میں ایک ایسی قوم کے پاس گیا تھا کہ میں نے ان سے بڑھ کر (نیکی کے کاموں میں) زیادہ محنت کرنے والی کوئی قوم نہیں دیکھی۔ ان کے چہروں پر شب بیداری کی وجہ سے دھاریاں پڑ چکی تھیں اور ان کے ہاتھ اور گھٹنے جانور کے اس حصے کی طرح (سخت) ہو چکے تھے جو زمین پر لگنے کی وجہ سے سخت ہو جاتا ہے اور ان کے بدن پر پسینے میں بھیگے ہوئے قمیص تھے۔'' تو ان میں سے بعض لوگ کہنے لگے: ''ہم ان سے ضرور بات کریں گے اور دیکھیں گے کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''مجھے بتاؤ کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے عم زاد، آپ ﷺ کے داماد اور مہاجرین و انصار سے کیوں ناراض ہو؟'' انھوں نے کہا: ''اس کی تین وجوہات ہیں۔'' میں نے کہا: ''وہ کون سی ہیں؟''

انھوں نے کہا: ''پہلی وجہ یہ ہے کہ علی (رضی اللہ عنہ) نے اللہ کے امر میں انسانوں کو حَکَم تسلیم کر لیا ہے، جبکہ اللہ فرماتا ہے:

﴿ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ﴾ [الأنعام : ٥٧]

''فیصلہ اللہ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں۔''

آدمیوں کا فیصلے سے کیا واسطہ؟'' میں نے کہا: ''یہ ایک وجہ ہوئی۔'' انھوں نے کہا: ''دوسری وجہ یہ ہے کہ علی (رضی اللہ عنہ) نے جنگ کی، مگر نہ کسی کو قیدی بنایا اور نہ مال غنیمت حاصل کیا۔ اگر انھوں نے کافروں سے جنگ کی تھی تو ان کو قیدی بنانا اور ان کا مال بطورِ غنیمت حلال تھا اور اگر وہ مومن تھے تو پھر ان سے جنگ کرنا ہی جائز نہیں تھا۔'' میں نے کہا: ''یہ دو باتیں ہوئیں، تیسری بات کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: ''علی (رضی اللہ عنہ) نے اپنے نام سے لفظ ''امیر المومنین'' مٹا دیا، تو کیا وہ کافروں کے امیر ہیں؟'' میں نے کہا: ''کیا تمھارے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی بات ہے؟'' انھوں نے کہا: ''ہمیں یہی کافی ہے۔'' میں نے کہا: ''تمھارا کیا خیال ہے کہ اگر میں تمھارے سامنے کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم رکھوں، جس سے تمھارے موقف کی تردید ہوتی ہو، تو کیا تم راضی ہو جاؤ گے؟'' انھوں نے کہا: ''ہاں (ہم راضی ہو جائیں گے)۔'' تو میں نے انھیں کہا: ''جہاں تک تمھارے اس قول کا تعلق ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کے امر میں انسانوں کو حَکَم تسلیم کر لیا ہے، تو میں تمھارے سامنے وہ آیت پڑھتا ہوں جس میں خرگوش یا اس جیسے شکار کی چوتھائی درہم قیمت میں آدمیوں کو حَکَم بنایا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ ﴾

[المائدة : ٩٥]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شکار کو مت قتل کرو، اس حال میں کہ تم احرام والے

ہو اور تم میں سے جو اسے جان بوجھ کر قتل کرے تو چوپاؤں میں سے اس کی مثل بدلا ہے جو اس نے قتل کیا، جس کا فیصلہ تم میں سے دو انصاف والے کریں۔''

میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا خرگوش اور اس جیسے کسی شکاری جانور کے بارے میں انسانوں کو حَکَم بنانا افضل ہے یا ان (مسلمانوں) کے خون اور باہم صلح و صفائی کے معاملات میں (افضل ہے)؟ تم جانتے ہو کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ یہ فیصلہ خود ہی کر دیتا اور اسے آدمیوں کے حوالے نہ کرتا۔ اور عورت اور اس کے خاوند کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا﴾ [النساء: ۳۵]

''اور اگر ان دونوں کے درمیان مخالفت سے ڈرو تو ایک حَکَم مرد کے گھر والوں سے اور ایک حَکَم عورت کے گھر والوں سے مقرر کرو، اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ دونوں کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا۔''

اللہ تعالیٰ کا آدمیوں کو حَکَم مقرر کرنا تو ایک سنت ماضیہ ہے۔ کیا میں نے اس سوال کا جواب دے دیا؟'' انھوں نے کہا: ''جی ہاں۔'' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''اور رہا تمھارا یہ کہنا کہ علی رضی اللہ عنہ نے لڑائی کی لیکن نہ کسی کو قیدی بنایا اور نہ مال غنیمت حاصل کیا، تو کیا تم اپنی ماں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بناؤ گے؟ اور پھر تم ان سے وہ چیزیں حلال کرو گے جو دوسری (قیدی) عورتوں سے حلال کی جاتی ہیں؟ اگر تم ایسا کرو گے تو یقیناً کفر کا ارتکاب کرو گے، اس لیے کہ وہ تمھاری ماں ہیں اور اگر تم یہ کہو کہ وہ تمھاری ماں ہی نہیں ہیں تو بھی تم نے کفر کا ارتکاب کیا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

[الأحزاب: ٦]

''یہ نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھنے والا ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔''

اب تم دو گمراہیوں میں گھوم رہے ہو، ان دونوں میں سے جس طرف بھی جاؤ گے گمراہی کی طرف ہی جاؤ گے۔'' تو وہ (خوارج) ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: ''کیا میں اس اعتراض سے بھی نکل گیا (یعنی میں نے اس کا جواب بھی دے دیا)؟'' انھوں نے کہا: ''جی ہاں۔'' پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''رہا تمھارا یہ اعتراض کہ انھوں نے اپنے نام سے ''امیر المومنین'' کا لفظ مٹا دیا، تو میں تمھیں وہ چیز پیش کرتا ہوں جسے تم پسند کرتے ہو، یقیناً تم نے یہ بات سنی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن مشرکینِ (مکہ) سہیل بن عمرو اور ابوسفیان بن حرب کے ساتھ تحریری معاہدہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ''اے علی! لکھو، یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے (مشرکین کے ساتھ) صلح کی۔'' تو اس پر مشرکین نے کہا: ''نہیں، اللہ کی قسم! ہم اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اگر ہمیں اس کا یقین ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ سے جنگ ہی نہ کریں۔'' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں، اے علی! یہ لکھو کہ یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی۔'' اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ خیر و بھلائی پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نام سے لفظ ''رسول اللہ'' مٹانے نے نبوت سے نہیں نکال دیا تھا۔'' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''(میری اس گفتگو سے) دو ہزار خارجی واپس لوٹ آئے اور باقی سارے (جنگ نہروان میں) گمراہی پر مارے گئے۔'' [السنن الكبرى للبيهقي : ٣٠٩/٨ ، ح : ١٦٧٤٠، و إسناده حسن لذاته، وفي النسخة الأخرى: ١٧٩/٨، ١٨٠- مستدرك حاكم: ١٥٠/٢- ١٥٣، ح : ٢٦٥٦، و إسناده حسن لذاته - السنن الكبرى للنسائي: ٤٨٠/٧، ح : ٨٥٢٢، و إسناده حسن لذاته- مصنف عبد الرزاق : ١٥٧/١٠]

جنگِ جمل اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''ہم ایک گھاٹی میں تھے اور وہاں ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تنقیص کیا کرتے تھے۔ ہوا یوں کہ ایک دن ہم نے ان کی تنقیص کی تو میں (وہاں موجود) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے ان سے کہا: ''اے ابو عباس! کیا تمھیں جنگِ جمل کی رات یاد ہے، جب میں (اپنے باپ) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی دائیں طرف تھا اور آپ ان کی بائیں طرف کہ اس دوران ہم نے مدینہ کی طرف سے چیخ کی آواز سنی؟'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''ہاں! یہ چیخ فلاں بن فلاں نے ماری تھی، اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خبر دی تھی کہ اس نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک باڑے میں کھڑے ہو کر قاتلینِ عثمان پر لعنت کرتے ہوئے پایا ہے۔ اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« لَعَنَ اللّٰهُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ وَالْبَرِّ وَالْبَحْرِ »

''اللہ تعالیٰ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر میدانوں، پہاڑوں، خشکی اور تری میں لعنت کرے۔''

محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی دائیں طرف تھا اور یہ ان کی بائیں طرف اور میں نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بڑے قریب سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے منہ سے سنی اور اللہ کی قسم! پھر میں نے آج تک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر کوئی عیب نہیں لگایا۔''

[مصنف ابن أبي شيبة : ٧/ ٥٣٨، ٥٣٩، ح: ٣٧٧٨٢، وإسناده صحيح، و سالم بن

أبي الجعد بري، من التدليس]

ثقہ تابعی ابو رجاء عمران بن ملحان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جنگِ جمل کے دن (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے) اونٹ کو دیکھا، گویا کہ وہ سیہہ ہے تیروں کے پیوست ہونے کی وجہ سے اور ایک آدمی نے اس کی مہار پکڑ رکھی تھی اور وہ یہ (رجزیہ) اشعار پڑھ رہا تھا:

نَحْنُ بَنُوْ ضَبَّةَ أَصْحَابُ الْجَمَلِ
نُنَازِلُ الْمَوْتَ إِذَا الْمَوْتُ نَزَلَ
وَالْمَوْتُ أَحْلَى عِنْدَنَا مِنَ الْعَسَلِ
نَبْغِي ابْنَ عَفَّانَ بِأَطْرَافِ الْأَسَلِ

''ہم ضبہ کے بیٹے اونٹ والے ہیں، ہم موت کو لبیک کہتے ہیں جب وہ آتی ہے۔ ہمارے نزدیک موت شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہے۔ ہم نیزوں کے کناروں سے ابن عفان کا خون مانگتے ہیں۔''

راوی نے کہا: ''اللہ کی قسم! وہ (مہار پکڑنے والا) ڈٹا رہا یہاں تک کہ اونٹ کے پاؤں ہی جواب دے گئے اور وہ گر گیا، تو لوگوں نے کہا، (دور ہو جاؤ) یہ ہماری ماں ہے، یہ ہماری ماں ہے۔'' ایک آدمی نے ابورجاء رحمہ اللہ سے پوچھا: ''اس دن تم نے کیا کیا؟'' ابورجاء رحمہ اللہ نے کہا: ''میں تیر پھینکتا رہا اور میں نہیں جانتا کہ ان تیروں نے کیا کیا (یعنی وہ کہاں گرے)۔''

[تاريخ خليفة بن خياط: ١/ ١٩٠، و إسناده حسن لذاته]

محمد بن طلحہ نے جنگِ جمل کے دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ''اے ام المومنین! (میرے لیے کیا حکم ہے)؟'' تو انھوں نے فرمایا:

« كُنْ كَخَيْرِ ابْنَيْ آدَمَ »

''تو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے بہتر بیٹے (ہابیل) کی طرح ہو جا۔''

چنانچہ محمد بن طلحہ نے اپنی سونتی ہوئی تلوار میان میں ڈال لی، پھر وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ وہ قتل کر دیے گئے۔ [تاريخ الأوسط للبخاري: ١/ ٨٥، ح: ٣٣٧، وإسناده صحيح]

زید بن وہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما بصرہ آئے تو انھوں نے سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو ان کے منصب سے اتار پھینکا۔ جب یہ خبر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ملی اور انھیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی نے بصرہ کا عامل مقرر کر رکھا تھا، تو وہ (مقابلے کے لیے) آئے اور انھوں نے (کوفہ کے قریب) ذوقار جگہ پر پڑاؤ کیا اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کوفہ بھیجا (تا کہ وہ جنگ کے لیے بڑا لشکر تیار کریں) لیکن کوفہ والوں نے جمع ہونے میں تاخیر کر دی۔ پھر ان کے پاس سیدنا عمار رضی اللہ عنہ آئے تو کوفہ والے (ان کے ساتھ لڑنے کے لیے) نکل کھڑے ہوئے۔ زید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نکلنے والوں میں میں بھی شامل تھا۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ لڑائی سے رکے رہے، انھوں نے انھیں (حق کی طرف) بلایا، یہاں تک کہ انھوں نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کا آغاز کر دیا۔ چنانچہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے نمازِ ظہر کے بعد ان سے لڑائی کی اور غروب آفتاب تک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کا دفاع کرنے کے لیے ایک بھی شخص میدان جنگ میں باقی نہ رہا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« لَا تُتِمُّوْا جَرِيْحًا وَلَا تَقْتُلُوْا مُدْبِرًا وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ وَأَلْقَى سِلَاحَهُ فَهُوَ آمِنٌ »

''کسی زخمی کو قتل نہ کرنا، کسی بھاگنے والے کو نہ مارنا اور جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے یا اپنا اسلحہ رکھ دے اسے امان دے دی جائے۔''

ان کی جنگ بس ایک رات ہی ہوئی تھی۔ پھر دوسرے دن (خارجی) لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مالِ غنیمت کے بارے میں گفتگو کرنے کے لیے آئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہاں ٹھیک ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: ﴿وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ [الأنفال : ٤١] (اور جان لو کہ تم جو کچھ بھی غنیمت حاصل کرو تو بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے ہے) مگر تم میں سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کون

نمٹے گا؟'' انھوں نے کہا: ''سبحان اللہ، وہ تو ہماری ماں ہیں۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا انھیں لونڈی بنانا حرام ہے؟'' انھوں نے جواب دیا: ''ہاں!'' اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جو کچھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حرام ہے وہ ان کی بیٹیوں (یعنی دیگر مسلمان عورتوں) سے بھی حرام ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا ان عورتوں پر مقتولین کی عدت چار ماہ دس دن گزارنا واجب نہیں ہے؟'' انھوں نے جواب دیا: ''کیوں نہیں!'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: ''کیا ان کے لیے ان کے خاوندوں کے ترکہ سے چوتھا اور آٹھواں حصہ نہیں ہے؟'' انھوں نے جواباً کہا: ''کیوں نہیں!'' پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یتیم بچوں کو کیا ہوا کہ وہ اپنے مال وصول نہ کریں۔'' پھر انھوں نے قنبر سے فرمایا: ''جو کوئی اپنی چیز پہچان لے وہ اسے لے سکتا ہے۔'' زید کہتے ہیں کہ اس نے لشکر وغیرہ میں موجود تمام چیزیں واپس کر دیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: ''کیا تم نے مجھ سے بیعت نہیں کی تھی؟'' انھوں نے جواب دیا: ''ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ناحق خون کے قصاص کا مطالبہ کرتے ہیں۔'' اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میرے پاس تو عثمان رضی اللہ عنہ کا خون نہیں ہے۔'' عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ ہمیں حضر موت کے ایک شخص ابو قیس نے بتایا: ''جب قنبر نے یہ اعلان کیا کہ جو شخص اپنی چیز پہچان لے وہ اسے لے لے تو ایک آدمی ہماری ہنڈیا کے پاس سے گزرا جس میں ہم کھانا پکا رہے تھے، تو اس نے وہ ہنڈیا لے لی۔ ہم نے کہا: ''جو کچھ اس میں ہے وہ ہمیں پکا تو لینے دو۔'' اس پر اس نے اسے پاؤں مارا اور پھر اسے اپنے قبضہ میں لے لیا۔'' [مصنف ابن أبي شيبة : ٥٤٥/٧ ، ح : ٣٧٨٢٢، وإسنادهٔ صحيح۔ الطبقات الكبرى لابن سعد : ٦٨/٥۔ تاريخ واسط : ١٦٥/١]

جنگِ جمل اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ

جنگِ جمل پر اظہارِ افسوس

سیدنا سلیمان بن صرد الخزاعی رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا:

« أَعْذِرْنِيْ عِنْدَ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ، فَإِنَّمَا مَنَعَنِي مِنْ يَوْمِ الْجَمَلِ كَذَا وَكَذَا، قَالَ فَقَالَ الْحَسَنُ لَقَدْ رَأَيْتُهُ حِيْنَ اشْتَدَّ الْقِتَالُ يَلُوْذُ بِيْ وَ يَقُوْلُ يَا حَسَنُ ! لَوَدِدْتُ أَنِّيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا بِعِشْرِيْنَ حِجَّةً » [مصنف ابن أبي شيبة : ٥٤٦/٧ ، ح : ٣٧٨٢٤، و إسناده صحيح]

''آپ امیر المومنین (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کے ہاں میرا عذر پیش کرنا، کیونکہ میں فلاں فلاں مجبوری کی وجہ سے جنگِ جمل میں شریک نہیں ہو سکا۔'' تو یہ سن کر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جب جنگ نے شدت اختیار کی تو میں نے اپنے باپ (علی رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے اور فرمانے لگے: ''اے حسن! کاش! میں اس جنگ سے بیس سال پہلے فوت ہو گیا ہوتا۔''

زِر بن حبیش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« اِسْتَأْذَنَ قَاتِلُ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ عَلِيٌّ وَاللّٰهِ ! لَيَدْخُلَنَّ قَاتِلُ ابْنِ صَفِيَّةَ النَّارَ، إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ

حَوَارِيٌّ، وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ » [مسند أبي داوٗد الطيالسي : ١/١٣٧، ح : ١٥٨، و إسناده حسن لذاته۔ مستدرك حاكم : ٣/٣٦٧، ح: ٥٥٧٩۔ السنة لابن أبي عاصم : ٢/٦١٠، ح: ١٣٨٨۔ مسند أحمد : ١/١٠٢، ح: ٨٠٢]

''سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے قاتل نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' اللہ کی قسم! سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے (زبیر رضی اللہ عنہ) کا قاتل ضرور بالضرور آگ میں جائے گا، کیونکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی کا ایک حواری (دوست و مددگار) ہوتا ہے، میرا حواری زبیر (رضی اللہ عنہ) ہے۔''

ثقہ وصدوق تابعی عبدِ خیر بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« أَنَّ عَلِيًّا لَمْ يَسْبِ يَوْمَ الْجَمَلِ وَلَمْ يُخَمِّسْ، قَالُوْا يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! أَلَا تُخَمِّسُ أَمْوَالَهُمْ؟ قَالَ فَقَالَ هٰذِهِ عَائِشَةُ، تَسْتَأْمِرُهَا؟ قَالَ قَالُوْا مَا هُوَ إِلَّا هٰذَا ، مَا هُوَ إِلَّا هٰذَا » [مصنف ابن أبي شيبة : ٧/٥٣٥، ح : ٣٧٧٥٤، و إسناده حسن لذاته]

''جنگِ جمل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (مخالفین کو) نہ تو غلام و لونڈی بنایا اور نہ ہی (ان کے اموال کو) مالِ خمس وغنیمت بنایا، تو لوگوں نے کہا: '' اے امیر المومنین! کیا آپ ان کے اموال کو غنیمت نہیں بنائیں گے؟'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، کیا وہ اس چیز کی اجازت دیں گی؟'' تو لوگوں نے کہا: ''پھر تو معاملہ یوں ہی ہے، پھر تو معاملہ یوں ہی ہے (جس طرح آپ کی رائے ہے، کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو اس کی اجازت نہیں دیں گی)۔''

ثقہ وصدوق تابعی عمرو بن مرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

« سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ الْحَارِثِ، قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ الْجَمَلِ، وَ إِنَّ رِمَاحَنَا وَرِمَاحَهُمْ لَمُتَشَاجِرَةٌ، وَلَوْ شَاءَ تِ الرِّجَالُ لَمَشَتْ عَلَيْهِمْ،

يَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَيَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَ يَقُوْلُوْنَ لَيْسَ فِيْهَا شَكٌّ، وَلَيْتَنِي لَمْ أَشْهَدْ، وَيَقُوْلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَمَةَ وَلٰكِنِّيْ مَا سَرَّنِي أَنِّيْ لَمْ أَشْهَدْ، وَلَوَدِدْتُ أَنَّ كُلَّ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ عَلِيٌّ شَهِدْتُهُ »

[مصنف ابن أبي شيبة : ٧/ ٥٣٥ ، ح : ٣٧٧٥٨، و إسنادہ صحيح]

''میں نے سوید بن حارث رحمہ اللہ سے سنا، وہ فرماتے تھے: ''اگر تو ہمیں جنگِ جمل والے دن دیکھتا (تو تُو دیکھتا) کہ ہمارے تیر اور ہمارے مخالفین کے تیر باہم ٹکرا کرگرے ہوئے تھے (اور وہ اتنے زیادہ تھے کہ) اگر پیدل چلنے والے ان تیروں پر چلنا چاہتے تو چل سکتے تھے۔ (اس دن) ایک گروہ ''اللہ اکبر'' کہتا تھا تو دوسرا گروہ بھی ''سبحان اللہ'' اور ''اللہ اکبر'' کی صدا بلند کرتا تھا اور وہ کہتے تھے اس میں کوئی شک نہیں اور ہائے کاش! میں (اس معرکہ میں) شریک نہ ہوا ہوتا۔'' عبداللہ بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے تھے: ''لیکن مجھے اس بات کی کوئی خوشی نہیں کہ میں جنگِ جمل میں شامل نہیں ہوا، کیونکہ میری یہ خواہش تھی کہ میں ہر اس معرکہ میں شریک ہوتا جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ شامل ہوتے تھے۔''

سیدنا عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« لَمَّا رَجَعَ عَلِيٌّ مِنَ الْجَمَلِ، وَتَهَيَّأَ إِلٰى صِفِّيْنَ اجْتَمَعَتِ النَّخْعُ حَتّٰى دَخَلُوْا عَلَى الْأَشْتَرِ فَقَالَ هَلْ فِي الْبَيْتِ إِلَّا نَخْعِيٌّ؟ قَالُوْا لَا ، قَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ عَمَدَتْ إِلٰى خَيْرِهَا فَقَتَلَتْهُ وَسِرْنَا إِلٰى أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَوْمٌ لَنَا عَلَيْهِمْ بَيْعَةٌ فَنُصِرْنَا عَلَيْهِمْ بِنَكْثِهِمْ، وَإِنَّكُمْ سَتَسِيْرُوْنَ إِلٰى أَهْلِ الشَّامِ قَوْمٌ لَيْسَ لَكُمْ عَلَيْهِمْ بَيْعَةٌ، فَلْيَنْظُرِ امْرُءٌ أَيْنَ يَضَعُ سَيْفَهُ؟ » [مصنف ابن أبي شيبة : ٦/ ١٩٤، ١٩٥، ح :٣٠٦٠٦، و إسنادہ صحيح]

''جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ جنگِ جمل سے واپس لوٹے اور جنگِ صفین کی تیاری میں مصروف ہوئے تو قبیلہ نخع کے لوگ اکٹھے ہو کر اشتر رحمہ اللہ کے پاس گئے۔ اشتر نے کہا: ''کیا اس گھر میں صرف قبیلہ نخع کے لوگ ہی ہیں؟'' لوگوں نے کہا: ''نہیں!'' تو اشتر نے کہا: ''اس امت کے لوگوں نے اس امت کے بہترین شخص (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) پر چڑھائی کی اور اسے شہید کر دیا، تو ہم اہل بصرہ کی طرف (جنگ جمل کے لیے) گئے، وہ ایسی قوم تھی کہ انھوں نے ہماری بیعت کی ہوئی تھی۔ تو ان کے بیعت توڑنے کی وجہ سے ان کے مقابلے میں ہماری مدد کی گئی۔ اب عنقریب تم شام والوں کی طرف جاؤ گے۔ ان لوگوں نے تمھاری بیعت نہیں کی ہوئی۔ لہٰذا ہر شخص دیکھے کہ وہ اپنی تلوار کہاں رکھ رہا ہے (یعنی کون اس کی تلوار کی زد میں آ رہا ہے)؟''

ثقہ وصدوق تابعی مخارق بن سلیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« كُنْتُ أُسَايِرُ عَمَّارًا يَوْمَ الْجَمَلِ وَمَعَهُ قَرْنٌ مُسْتَمَطَّةٌ بِسُرْجِهِ، يَبُوْلُ فِيْهِ إِذَا بَالَ، فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَالَ يَا مُخَارِقُ! إِيْتِ رَايَةَ قَوْمِكَ، فَقُلْتُ مَا أَنَا بِغَازٍ وَ أَنَا الْيَوْمَ عَلٰى هٰذِهِ الْحَالِ، قَالَ بَلْ يَا مُخَارِقُ! إِيْتِ رَايَةَ قَوْمِكَ، فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُقَاتِلَ الرَّجُلُ تَحْتَ رَايَةِ قَوْمِهِ » [مستدرك حاكم: ١٠٥/٣، ١٠٦، ح: ٢٥٠٨، وإسناده حسن لذاته۔ مسند البزار: ٢٥٦/٤، ح: ١٤٢٠۔ مسند أحمد: ٢٦٣/٤، ح: ١٨٥٠٦]

''جنگِ جمل کے دن میں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا، ان کے پاس ایک سینگ تھا جو ان کی زین کے ساتھ لٹک رہا تھا۔ جب انھیں پیشاب کی حاجت ہوتی تو وہ اس میں کیا کرتے تھے۔ پھر جب جنگ شروع ہوئی تو انھوں نے

(مجھے) کہا: ''اے مخارق! اپنی قوم کے جھنڈے کے نیچے آ جاؤ۔'' میں نے کہا: ''میری لڑنے کی نیت نہیں ہے اور آج کے دن میں اسی حال میں ہوں (کہ میری لڑنے کی نیت نہیں ہے)۔'' سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: ''اے مخارق! اپنی قوم کے جھنڈے کے نیچے چلے آؤ، یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، آپ ﷺ اس بات کو پسند کیا کرتے تھے کہ آدمی اپنی قوم کے جھنڈے کے نیچے لڑے۔''

ثقہ و متقن تابعی امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''معرکۂ جمل میں سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا عمار اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم کے علاوہ کوئی صحابی حاضر نہیں تھا، اگر ان کے علاوہ کسی پانچویں صحابی کو کوئی پیش کر دے تو میں بہت بڑا جھوٹا ہوں۔'' [مصنف ابن أبي شيبة : ٧/ ٥٣٧ ، ح : ٣٧٧٨٢ ، وإسنادهٔ صحيح۔ السنة للخلال : ٢/ ٤٦٦ ، ح : ٧٢٩]

ایک دوسری روایت میں امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر کوئی تم سے کہے کہ جنگِ جمل میں بدری صحابہ میں سے چار کے علاوہ بھی کوئی شریک ہوا تھا یا وہ کسی پانچویں کا ذکر کریں تو انھیں جھٹلا دو، سیدنا علی اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہما ایک طرف تھے اور سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما دوسری طرف تھے۔'' [تاريخ خليفة بن خياط: ١/ ١٨٦ ، و سنده حسن لذاته]

قصاصِ عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا موقف

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس بات کے منتظر تھے کہ پہلے حالات معمول پر آ جائیں، پھر قاتلینِ عثمان کے بارے میں غور کیا جائے گا۔ اس لیے کہ کسی بھی نتیجہ خیز اور سود مند اقدام کے لیے حالات ساز گار نہیں تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اشارہ دے رہے تھے کہ دو برائیوں میں سے کم تر کو اختیار کرنا بہتر ہے۔ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خیال میں مصلحت کا تقاضا یہ تھا کہ قصاص کو مؤخر کیا جائے، نہ کہ اسے پس پشت ہی ڈال دیا جائے، اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے قصاص کو مؤخر کیا تھا۔ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا بھی تھی کہ واقعۂ افک کے موقع پر جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں بہت سے لوگوں نے چہ میگوئیاں کی تھیں اور رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی اس میں سب سے گھناؤنا کردار ادا کر رہا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا:

« يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ ! مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ أَذَاهُ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ؟ فَوَ اللّٰهِ ! مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا، وَ لَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلاً مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا مَعِيَ »

''مسلمانو! اس آدمی کے خلاف کون میری حمایت کرتا ہے جس کی تکلیف مجھے میرے گھر والوں کے متعلق پہنچی ہے، اللہ کی قسم! میں نے اپنے اہل خانہ میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا اور ان لوگوں نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا ہے جس

میں خیر کے سوا میں نے کچھ نہیں دیکھا اور وہ میرے گھر کبھی اکیلا نہیں بلکہ میرے ساتھ ہی آتا ہے۔"

یہ سن کر (اوس قبیلے کے سردار) سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: "میں اس کے مقابل آپ کی مدد کرتا ہوں، اگر وہ اوس قبیلے سے ہے تو میں اس کی گردن اڑاتا ہوں اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج قبیلے سے ہے تو آپ جو حکم دیں گے ہم بجا لائیں گے۔" یہ بات سن کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، جو خزرج قبیلے کے سردار تھے، کھڑے ہوئے، وہ اس سے پہلے نیک آدمی تھے، مگر قومی حمیت نے انھیں بھڑکا دیا، انھوں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: "اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا، اللہ کی قسم! نہ تم اسے قتل کرو گے اور نہ ہی قتل کر سکتے ہو۔" اتنے میں اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچا کے بیٹے تھے، کھڑے ہوئے اور انھوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: "تم جھوٹ کہہ رہے ہو، اللہ کی قسم! ہم اسے ضرور قتل کریں گے، کیونکہ تم منافق ہو، منافقوں کی طرف داری کرتے ہوئے ان کی طرف سے جھگڑتے ہو۔" اس پر اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ آپس میں لڑ پڑیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی منبر ہی پر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں سمجھاتے اور ٹھنڈا کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہو گئے۔ [بخاري، كتاب المغازي، باب حديث الإفك: ٤١٤١۔ مسلم: ٢٧٧٠]

جامع ترمذی
حدیث نمبر: 3712
ترجمہ:
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہیں اور میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوں اور وہ دوست ہیں ہر اس مومن کے جو میرے بعد آئے گا۔
(سندہ صحیح)

صحیح مسلم
حدیث نمبر: 240
ترجمہ:
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا اور جس نے جانداروں کو پیدا کیا (یعنی اللہ رب العالمین کی قسم) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ مجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور مجھ سے بغض منافق ہی رکھے گا۔

Surat No 4 : سورة النساء - Ayat No 145
ترجمہ :
یہ منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے اور آپ ان کا کوئی مدد گار نہ پائیں گے۔

صحیح بخاری

حدیث نمبر: 3769

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: وحَدَّثَنَا عَمْرٌو، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا: مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ.

ترجمہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ﷺ نے فرمایا : مردوں میں تو بہت سے کامل پیدا ہوئے لیکن عورتوں میں حضرت مریم بنت عمران رحمت اللہ علیہ ، فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رحمت اللہ علیہ کے سوا اور کوئی کامل پیدا نہیں ہوئیں، اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت (یعنی بڑا درجہ) بقیہ (یعنی باقی کے) تمام کھانوں پر ہے۔

جامع ترمذی
حدیث نمبر: 3842
ترجمہ:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا:
اے اللہ رب العالمین ! تو ان کو ہدایت دے اور ہدایت یافتہ بنا دے، اور ان کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے
(سندہ صحیح)

Musnad Ahmed#12412 (سندہ صحیح)
ترجمہ:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اے اللہ رب العالمین ! حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور انہیں عذاب سے محفوظ رکھ۔

Mishkat ul Masabeeh#109 (سندہ صحیح)
ترجمہ :
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :” ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "نبی" بھی تھے
(حوالہ - مسند احمد : 5498، سندہ صحیح)

صحیح بخاری

حدیث نمبر: 3765

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ، قَالَ: إِنَّهُ فَقِيهٌ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ امیرالمؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں، انہوں نے وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ امیرالمؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فقیہ (یعنی جنہیں دین اسلام کی سمجھ ہو) ہیں۔

جامع ترمذی

حدیث نمبر: 2645

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، تو اسے دین (اسلام) کی سمجھ عطا کردیتا ہے

(سندہ حسن صحیح)

صحیح بخاری
حدیث نمبر: 2704
ترجمہ:
...... وہ کہنے لگے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو اتنا اتنا روپیہ دینے پر راضی ہیں اور آپ سے صلح چاہتے ہیں۔ فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ سے پوچھا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ ان دونوں قاصدوں نے کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس چیز کے متعلق بھی پوچھا، تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ آخر آپ نے (یعنی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) صلح کرلی، پھر (حضرت حسن بصری نے) فرمایا کہ میں نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا تھا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پہلو میں تھے، آپ ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اور فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمین کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واقعۂ جمل

اور

افسانۂ جمل

مرتبہ

مسعود احمد

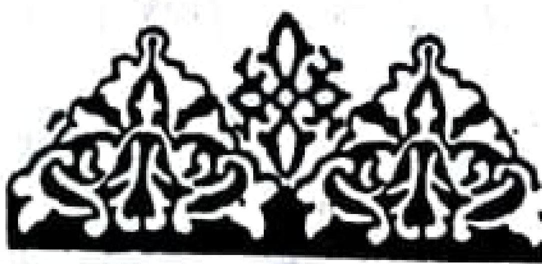
امام جماعت المسلمین

جماعت المسلمین

فی سبیل اللہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتابت ——————— عبدالحفیظ
سالِ طباعت ——————— ١٤١٥ھ مطابق ١٩٩٥ء
اشاعت ——————— اوّل
تعداد ——————— پانچ ہزار



شائع کردہ
ادارہ مطبوعاتِ اسلامیہ
١٦٢/٢ حسین آباد ۔ فیڈرل بی ایریا، کراچی ٣٨
فون ٦٣٢٤١٠٤ ۔ ٦٣٢٣٣٦٤

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

واقعۂ جمل اور افسانۂ جمل

تمہید

ہر قسم کی تعریف، حمد و ثنا اللہ عزّ وجلّ جلّ جلالہ و اعظم شانہ ذو الجلال والاکرام کے لئے زیبا وسزاوار ہے جس نے عالمِ انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے اپنے آخری نبی ورسول، امام الانبیاء، سید المرسلین، شفیع المذنبین، حبیبِ اللہ، بدر الدجیٰ، نور الہدیٰ، المرتضیٰ، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اور توسط سے اپنے قوانین کو انسانوں تک پہنچایا اور اپنے آخری رسول ونبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی ان قوانین کو مثالی طور پر نافذ فرمایا۔

ان قوانین میں ایک قانون قانونِ قصاص ہے۔ یہ قانون ایسا عظیم الشان ہے کہ اس کے ذریعہ امنِ عالم برقرار رہتا ہے۔ اس قانون کے ذریعہ انسانوں کی جانیں، ان کی آبروئیں اور ان کی جلدیں محفوظ رہتی ہیں اور ان کے مال بھی محفوظ رہتے ہیں۔ اگر اس قانون کو نافذ نہ کیا جائے تو دنیا "ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ"[۱] کا نقشہ پیش کرتی ہے نہ کسی کی جان محفوظ رہتی ہے اور نہ کسی کی آبرو۔ ظلم وتشدد کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور دنیا مصیبت کدہ بن جاتی ہے۔

قانونِ قصاص کا نفاذ اتنا ضروری اور اتنا اہم ہے کہ اس کے لئے "لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ"[۲] کی مصداق شعبۂ نسواں میں بہترین جماعت کی رکنِ رکین، بفحوائے آیۂ تطہیر طاہرہ مطہرہ خاتون اور بمصداق حدیث ثرید افضل النساء حبیبۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ وطاہرہ حریم اقدس سے نکل کھڑی ہوئیں اور وہ حادثہ پیش آیا جو جنگِ جمل کے غلط نام سے مشہور ہے۔ یہ جنگ نہیں تھی بلکہ ایک بلوہ تھا جیسا کہ آئندہ بیان کئے جانے والے واقعات سے ثابت ہوگا۔ اس واقعہ کو غلط نام ہی نہیں دیا گیا بلکہ اس کو اتنے غلط انداز میں پیش کیا گیا کہ صحابۂ کرامؓ کی مقدس زندگیاں داغدار ہو گئیں۔ کم علم لوگ بغیر تحقیق اپنے اسلاف پر خود ہی برس پڑے۔ اگر کسی اہلِ علم نے مدافعت بھی کی تو معذرت خواہانہ انداز میں یہ کہا کہ ہمیں صحابۂ کرام کے مشاجرات میں خاموش رہنا چاہیئے۔ وہ اگر لڑے بھی تو نیک نیتی سے لڑے، ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے رہے تو اللہ تعالیٰ

---

۱ (لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے) خشکی وتری میں (یعنی ہر جگہ) فساد پھیل گیا ہے (الروم - ۴۱)

۲ اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو (یعنی تمہاری شان ہر عورت سے برتر وبالا ہے) (الاحزاب - ۳۲)

کی رضاء کی خاطر۔ ان سے اگر غلطی بھی ہوئی تو اجتہادی غلطی ہوئی، وہ عنداللہ ماجور ہیں۔ یہ معذرت ایسی نہیں تھی کہ دل مطمئن ہوجاتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ صحابہ کرام کے متعلق کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ کہا حتیٰ کہ بعض لوگوں نے بعض صحابہ کو منافق تک کہہ ڈالا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ہم نے تاریخی افسانوں کو حقائق سمجھا، اُن کو اپنے سینوں سے لگایا۔ پھر کسی نے تو شرمندگی سے گردن جھکالی اور معذرت کر دی، کسی نے صحابہ کرام کو علی الاعلان طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا۔ اگر کسی نے صفائی بھی کی تو دشمنانِ اسلام کی روایت کردہ روایتوں ہی کا سہارا لیا حالانکہ یہ مضحکہ خیز بات تھی کہ جن دشمنوں کی کذب بیانی کی وجہ سے ہم نے صحابہ کرام کی خلافِ شان روایتوں کو مسترد کیا تھا انہی کی بیان کردہ روایتوں کو صحابہ کرام کی صفائی میں پیش کیا اور ان روایتوں کو دشمنانِ اسلام کی کذب بیانی کی وجہ سے مسترد نہیں کیا۔ بہرحال صفائی بہت کم کی گئی۔ شانِ صحابیت کو داغدار بہت کیا گیا۔ وہی روایتیں جو دشمنانِ اسلام نے صحابۂ کرام کی شان کے خلاف گھڑی تھیں خوب پھلیں اور پھولیں۔ انہی کی اشاعت ہوئی۔ مستشرقین نے انہیں خوب اچھالا۔ عربی میں لکھی گئی کتبِ تواریخ کی بنیاد پر جو کتابیں دوسری زبانوں میں لکھی گئیں وہ انہی خودساختہ بدنام کنندہ روایتوں کی آئینہ دار ہیں۔ اسکول اور کالج کے تعلیم یافتہ نوجوانوں نے مستشرقین کی کتابوں سے استفادہ کیا اور ان کو زیادہ قابلِ اعتبار سمجھا۔ انہوں نے افسانوی روایتوں پر اعتماد کیا اور طرح طرح کی باتیں بنائیں۔

گذشتہ ادوار میں کسی نے بھی قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں صحابۂ کرام کی صفائی پیش نہیں کی۔ افسانۂ جمل کے افسانوں کو سن کر کسی نے بھی نہیں کہا: سُبۡحٰنَکَ ھٰذَا بُہۡتَانٌ عَظِیۡمٌ۔" قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں جو لوگ اللہ تعالےٰ کے پسندیدہ تھے، جن کو جنّت کی بشارت دی گئی تھی وہی لوگ مندرجہ ذیل آیت اور احادیث کی روشنی میں دوزخی اور کافر قرار پائے تھے لیکن کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ ان افسانوں کو جعلی قرار دیتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ خَالِدًا فِیۡہَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا ۝ (النسآء - ۹۳)

اور جو شخص کسی مؤمن کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ اس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اللہ نے اُس پر لعنت کر دی ہے اور اس کے لئے عذابِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

سِبَابُ الۡمُسۡلِمِ فُسُوۡقٌ وَقِتَالُہٗ کُفۡرٌ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

مسلم کو برا کہنا گناہ ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا :۔

لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ (صحیح بخاری)

میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْہِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ۔ (صحیح بخاری)

جب دو مسلم اپنی اپنی تلواریں لے کر مقابلہ کریں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام جو نام نہاد جنگ جمل میں شریک تھے ان کو مندرجہ بالا آیت اور احادیث کی زد سے کیسے بچایا جائے تو جواب ملتا ہے خاموشی اختیار کی جائے۔ یہ جواب قطعًا تسلی بخش نہیں۔ صحیح جواب یہ تھا کہ تاریخی واقعات کا کوئی اعتبار نہیں۔ تاریخ نے صحابہ کرام کے متعلق جو افسانے پیش کئے ہیں وہ " ھٰذَا اِفْکٌ مُّبِیْنٌ " کے پوری طرح مصداق ہیں۔

محدثین اور واقعۂ جمل

امام ابوبکر بن ابی شیبہ کے علاوہ محدثین نے اس واقعہ کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ امام ابوبکر ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب "مصنف ابن ابی شیبہ" میں اس سلسلہ کی کافی روایتیں جمع کیں اور ان کو "کتاب الجمل" کے عنوان کے تحت درج کیا۔ امام ابوبکر کی روایت کردہ روایات میں سے اکثر روایات کی سندیں کافی حد تک واقعہ کے آخری راوی تک قابل اعتماد ہیں لیکن واقعہ کے آخری راوی سے آگے سندیں غائب ہیں۔ واقعہ کا آخری راوی نہ تو واقعۂ جمل میں شریک تھا اور نہ اس نے واقعۂ جمل کے شرکاء تک سند پہنچائی۔ بعض شارحین حدیث نے واقعہ کے آخری راوی تک سند کے صحیح ہونے کی بنیاد پر اس راوی کی روایت کے صحیح ہونے کا فیصلہ کر دیا حالانکہ یہ فیصلہ صحیح نہیں تھا۔ ہم نے ایسی تمام روایتوں کو جو شرکائے جمل تک نہیں پہنچتیں مسترد کر دیا۔

مؤرخین اور واقعۂ جمل

(۱) عمر بن شبہ نے اپنی کتاب "اخبار البصرہ" میں تفصیل سے واقعۂ جمل کا حال لکھا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اخبار البصرہ کے حوالہ سے متعدد روایتیں نقل کی ہیں اور ان میں سے بعض کو اس بناء پر صحیح کہا ہے کہ واقعہ کے آخری راوی تک سند صحیح ہے حالانکہ آخری راوی شریکِ واقعہ نہیں تھا۔

(۲) واقعۂ جمل کا سب سے زیادہ مواد امام محمد بن جریر طبری کی کتاب "تاریخ الامم والملوک" میں ملتا ہے۔ طبری کی تاریخ کا مرکزی راوی سیف بن عمر ہے۔ چند روایتوں کے راوی ابو مخنف اور محمد بن عمر واقدی ہیں۔ ذیل میں ہم ان تینوں کے متعلق محدثین کی جرح نقل کرتے ہیں :۔

سیف بن عمر :۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں ضعیف الحدیث ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں متروک الحدیث ہے۔ اس کی حدیث واقدی کی حدیث کے مشابہ ہے (واقدی مشہور کذاب ہے۔ اس کا حال آگے

آرہا ہے)۔ ابوداؤد نے کہا یہ کچھ نہیں۔ نسائی اور دار قطنی نے کہا ضعیف ہے۔ ابن عدی نے کہا اس کی عام روایتیں منکر ہیں۔ اس کا متابع کوئی نہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ اثبات سے موضوع روایتیں نقل کرتا ہے۔ یہ خود بھی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ اس پر زندیق ہونے کی تہمت بھی لگائی گئی ہے۔ دار قطنی کہتے ہیں متروک ہے۔ امام حاکم کہتے ہیں روایت کے معاملہ میں یہ ساقط ہے (تہذیب جزء ۴ ص ۲۹۵ و ص ۲۹۶ ومیزان الاعتدال جزء ۲ ص ۲۵۵ وتذکرۃ الموضوعات لمحمد طاہر فتنی ص ۲۶۲)

ابو مخنف لوط بن یحیٰی :- اخباری ہے۔ ہلاک ہونے والا ہے۔ اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ ابن معین کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ ابوحاتم وغیرہ نے اسے ترک کر دیا تھا۔ ابن عدی نے کہا شیعی محترق (جلنے والا) ہے۔ (میزان الاعتدال جزء ۳ ص ۲۱۶، لسان المیزان جزء ۴ ص ۴۹۲)۔ ابن عدی کہتے ہیں اخبار مکروہہ بیان کرتا ہے جن کا ذکر مجھے پسند نہیں (کامل ابن عدی جزء ۶ ص ۲۱۱)۔ کذّاب ہے (تذکرۃ الموضوعات ص ۲۸۶)

محمد بن عمر واقدی :- امام بخاری نے کہا متروک ہے۔ امام احمد، ابن نمیر اور اسمٰعیل بن زکریا نے اُسے ترک کر دیا تھا۔ امام احمد نے کہا جھوٹا ہے، کذاب ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں واقدی کی کتابیں سب جھوٹ ہیں۔ نسائی نے کہا معروف کذّاب ہے۔ امام بندار نے کہا میں نے اس سے زیادہ جھوٹا نہیں دیکھا، متروک ہے۔ ابوحاتم نے کہا حدیثیں گھڑتا تھا (تہذیب جزء ۹)

قارئینِ کرام خود نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ان تینوں کے روایت کردہ افسانے کس قدر قابل اعتماد ہو سکتے ہیں۔

(۳) محمد بن سعد :- محمد بن سعد نے بھی طبقات میں واقعۂ جمل کا ذکر کیا ہے اور کافی روایتیں باسند جمع کی ہیں۔ ان روایتوں میں بھی اکثر روایتیں ناقابل اعتبار ہیں۔

(۴) ابن اثیر :- ابن اثیر نے کامل میں بغیر سند کے وہی باتیں بیان کی ہیں جو طبری نے بیان کی ہیں۔

(۵) یعقوبی :- یعقوبی نے اپنی تاریخ میں بے سند مختصراً وہی باتیں بیان کی ہیں جو طبری نے بیان کی ہیں۔

(۶) ابن کثیر :- ابن کثیر نے اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ" میں طبری کی روایتوں کی مختصراً تلخیص کی ہے۔ سندیں بیان نہیں کیں۔

(۷) ابوالفداء اسمٰعیل :- ابوالفداء نے اپنی تاریخ "المختصر فی اخبار البشر" میں واقعۂ جمل کا ذکر کیا ہے لیکن کوئی نئی بات نہیں لکھی۔ طبری کے بیان کی تلخیص ہے۔

(۸) ابنِ خلدون :- ابن خلدون نے بھی طبری کے بیان کی تلخیص کی ہے۔ ابن خلدون نے البتہ ایک بات کا اضافہ کیا ہے وہ یہ کہ حضرت علیؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ پر عتاب کیا (ابن خلدون جزء ۲ ص ۱۶۶) ابن خلدون نے ایسی خلاف واقعہ بات لکھی ہے کہ جس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے

کم ہے۔ نہ حوالہ ہے۔ نہ سند ہے۔ ابنِ خلدون نے اپنے فلسفۂ تاریخ کی خود ہی دھجیاں اڑا دیں۔ ناول نویسوں نے بھی یہ بات نہیں لکھی جو ابنِ خلدون نے لکھی۔ محاکمہ تو وہ کیا کرتے جبکہ وہ جھوٹ کو سچ سمجھ رہے ہوں۔

انتباہ موضوع اور ضعیف روایتوں کی بھرمار نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم اس سانحہ کو دو عنوانات کے تحت درج کریں :

(۱) واقعۂ جمل

(۲) افسانۂ جمل

واقعۂ جمل کو ہم نے اس کتاب کے متن میں تحریر کیا ہے اور افسانۂ جمل کو حاشیہ میں نیچے تحریر کیا ہے۔

واقعۂ جمل میں ہم نے صرف صحیح روایات درج کی ہیں۔ کتاب کے آخر میں ہم نے ان واقعات کی مدد سے واقعہ جمل کو تسلسل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ واقعۂ جمل میں کئی جگہ خلا رہ ہے جس کو ہم نے تجزیہ میں بیان کیا ہے۔

افسانۂ جمل میں ہم نے موضوع اور ضعیف روایات درج کی ہیں۔ ان روایات کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سانحۂ جمل ایک افسانہ یا ایک ناول ہے جو سیف بن عمر کذّاب نے لکھا ہے یا واقعۂ جمل کی صحیح روایات کی بنیاد پر اُس نے واقعۂ جمل کو ایک افسانہ کی شکل دے دی ہے۔ لوگوں میں اس افسانوی قصّہ کی شہرت ہوئی اور اب لوگ اسی سے واقف ہیں۔ بہرحال واقعۂ جمل ہو یا افسانۂ جمل یہ ایک حادثہ تھا جو فریقین کی مرضی کے خلاف رونما ہوا۔ یہ حادثہ باقاعدہ جنگ نہیں تھی بلکہ ایک بلوہ تھا جو سبائیوں نے اپنی جان بچانے کے لئے برپا کیا تھا۔ اس میں صحابہ کرام کا ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنا یا ایک دوسرے کو قتل کرنا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ صرف ایک روایت میں حضرت عمارؓ کے وار کرنے کا ذکر ہے لیکن وہ روایت جھوٹی ہے۔ محمد اکبر شاہ کی تاریخ میں تو بے سند بیان ہوئی ہے، طبری کی روایت میں ابوالحسن ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔

واقعۂ جمل

سچی اور قابلِ اعتماد روایتوں کی بنیاد پر واقعۂ جمل کے واقعات

حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد صحابۂ کرام حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا: (حضرت) عثمانؓ قتل کر دئے گئے۔ امیر کا ہونا ضروری ہے۔ ہم اور کسی کو اس منصب کے لئے آپ سے زیادہ حقدار نہیں سمجھتے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: ایسا نہ کرو۔ میرا وزیر بننا زیادہ بہتر ہے۔ صحابہؓ نے کہا: ہم ایسا نہیں کریں گے، ہم تو آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اچھا تو پھر بیعت مسجد میں ہونی چاہیئے تاکہ بیعت خفیہ نہ ہو اور مسلمین کی رضاء سے ہو۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: مسجد میں گڑبڑ ہونے کا اندیشہ ہے۔ حضرت علیؓ نے گھر پر بیعت لینے سے انکار کر دیا۔ وہ مسجد میں داخل ہوئے۔ مہاجرین اور انصار بھی داخل ہوئے۔ انہوں نے بیعت کی پھر تمام لوگوں نے بیعت کرلی (طبری عن محمد بن الحنفیہ جزء ۳ صفحہ ۴۵۰۔ سندہٗ حسن)۔

افسانۂ جمل

جھوٹی اور ناقابلِ اعتماد روایتوں کی بنیاد پر افسانۂ جمل کے واقعات

احنف کہتے ہیں: میں نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے کہا: مجھے ایسا نظر آرہا ہے کہ حضرت عثمانؓ قتل ہو جائیں گے تو آپ مجھے کس کے ساتھ چمٹنے کا حکم دیتے ہیں۔ ان دونوں نے کہا: علیؓ سے چمٹ جانا۔ .... حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے بھی حضرت علیؓ سے چمٹنے کا حکم دیا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۱ صفحہ ۱۱۸ و جزء ۱۵ صفحہ ۲۷۲ و طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۰)۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی عمر یا عمرو بن جاوان پہچانا نہیں جاتا (میزان الاعتدال)۔

عبد بن ام کلاب نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ سے کہا: آپ ہی نے تو کہا تھا کہ اس بوڑھے بے وقوف (یعنی حضرت عثمانؓ) کو قتل کر دو، اس نے کفر کیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: لوگوں نے ان سے توبہ کرائی تھی پھر قتل کیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۷۷)۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ ایک سند میں سیف بن عمر کذاب ہے۔ دوسری سند میں اسد بن عبد اللہ ضعیف ہے (تہذیب) ایک راوی مجہول ہے، اس کا نام نہیں لیا گیا۔

عبداللہ بن بدیل حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہؓ کے پاس آئے اور کہا: حضرت عثمانؓ قتل ہوگئے۔ اب آپ مجھے کیا حکم دیتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: علیؓ سے چمٹ جاؤ (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص ۲۸۵۔ سندہ صحیح)۔

= حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ الگ تھلگ رہے لیکن جب انہیں اندیشہ ہوا کہ حضرت طلحہؓ کے ہاتھ پر بیعت ہونے والی ہے تو انہوں نے اپنی بیعت کی دعوت دی۔ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور تمام لوگوں نے بیعت کرلی۔ (فتح الباری کتاب الفتن جزء ۱۲ ص ۱۶۴ بحوالہ اخبار بصرہ لعمر بن شبہ۔ زہری سے آگے کوئی سند نہیں ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے)۔ حضرت طلحہؓ نے کبھی اپنی خلافت کی دعوت نہیں دی۔

سب لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان سے بیعت لینے کے لئے کہا۔ حضرت علیؓ مسجد میں آئے۔ منبر پر چڑھے۔ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ نے بیعت کی پھر تمام لوگوں نے بیعت کی۔ حضرت سعدؓ نے کہا جب تک سب لوگ بیعت نہ کرلیں میں بیعت نہیں کروں گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کوئی ضامن لاؤ۔ انہوں نے کہا: ضامن کوئی نہیں ہے۔ اشتر نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کی گردن اڑادوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو، میں ان کا ضامن ہوں (طبری جلد ۲ ص ۴۵۱)۔ اس روایت کی سند میں سلمہ بن عبداللہ ابوبکر الھذلی ضعیف ہے بلکہ کذاب ہے (کامل ابن عدی ۱۱۶۸/۳) لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان سے بیعت لینے کے لئے کہا۔ انہوں نے پس و پیش کیا۔ اشتر نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا۔ حضرت علیؓ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اشتر نے کہا: اگر آپ نے اس موقع کو ضائع کر دیا تو آپ بڑے کوتاہ نظر ثابت ہوں گے۔ (حضرت علیؓ نے ہاتھ بڑھایا اور) سب لوگوں نے بیعت کرلی (طبری جزء ۳ ص ۴۵۵) راوی مسلمہ بن محارب کا حال نہیں ملتا۔ شعبی سے آگے سند نہیں ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت زبیرؓ نے ایک باغ میں حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی (طبری جزء ۳ ص ۴۵۱) سند میں ایک راوی اسحاق بن ادریس ہے جو حدیثیں گھڑا کرتا تھا (میزان الاعتدال) لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

نوٹ: حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کا کراہت کے ساتھ بیعت کرنا متعدد روایتوں میں بیان کیا گیا ہے لیکن وہ سب روایتیں باطل ہیں مثلاً

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو بلایا گیا۔ انہوں نے بیعت کرنے میں توقف کیا۔ اشتر نے تلوار دکھائی (تو ان دونوں نے بیعت کرلی) (طبری جزء ۳ ص ۴۵۱) زہری سے آگے سند غائب ہے۔

حضرت طلحہؓ نے بیعت کے سلسلہ میں ایک مرتبہ فرمایا تھا: "ہمیں اس سلسلہ میں کوئی اختیار نہیں تھا مگر صرف اس قدر کہ کتا اپنی ناک زمین پر رگڑے (طبری جزء ۳ ص ۴۵۲) اس روایت کی سند میں ابومخنف لوط بن یحییٰ کذاب ہے۔

بعض کہتے ہیں: حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے مجبوراً بیعت کی۔ بعض کہتے ہیں حضرت زبیرؓ نے بیعت نہیں کی، (طبری جزء ۳ ص ۴۵۲)۔ اس روایت میں قائلین کے نام نہیں لئے گئے۔ یہ سب مجہول ہیں۔ سند میں ایک راوی جو زہری سے روایت کرتا ہے مجہول ہے۔

بعض انصار نے بیعت نہیں کی (طبری جزء ۳ ص ۴۵۲) اس روایت میں عبداللہ بن حسن سے روایت کرنے والا مجہول ہے =

= حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں میرے سر پر تلوار تھی۔ اسی روایت میں بعض صحابہ کے بیعت نہ کرنے کا بھی ذکر ہے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۵۳) اس روایت کی سند میں محمد بن عمر واقدی کذّاب ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔ طبری جزء ۳ صفحہ ۴۸۰ و صفحہ ۴۸۲ میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے لیکن ان دونوں روایتوں میں سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو لایا گیا انہوں نے مجبوراً بیعت کی (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۵۶)۔ اس کی سند میں سیف کذّاب ہے۔

طبری جزء ۳ صفحہ ۵۰۴ پر بھی تقریباً یہی مضمون ہے۔ سند میں مصعب بن سلام بہت ضعیف ہے (تہذیب)۔

طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲ پر بھی تقریباً یہی مضمون ہے۔ زہری سے آگے سند غائب ہے۔

حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی۔ ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۱ صفحہ ۱۰۵) راوی حمید بن عبد الرحمٰن الاصم وغیرہ مجہول ہیں۔ ان کا حال نہیں ملتا۔

حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں: مجھے پاخانہ میں داخل کیا گیا۔ میری گردن پر تلوار رکھی گئی۔ مجھ سے کہا گیا بیعت کرو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ میں نے بیعت کر لی (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجمل جزء ۱۵ صفحہ ۲۶۱) اس کی سند میں ربیعہ ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔

ایک عراقی منافق جبلہ بن حکیم کہتا ہے میں نے حضرت زبیرؓ سے کہا: آپ نے تو بیعت کر لی تھی۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا: میری گدّی پر تلوار رکھی گئی پھر مجھ سے کہا گیا: بیعت کرو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ میں نے بیعت کر لی (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجمل جزء ۱۵ صفحہ ۲۶۱)۔ اس روایت کا راوی جبلہ منافق ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے ایک دوسرے سے کہا: ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی، ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۶۲)۔ احمد بن عبد اللہ بن الاصم مجہول ہے۔ اس کا حال نہیں ملتا۔

ابراہیم کہتے ہیں حضرت علیؓ کو خبر پہنچی کہ (حضرت) طلحہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس حالت میں بیعت کی کہ میری گدّی پر تلوار تھی۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے کہا: تلوار تو خیر ان کی گدّی پر نہیں تھی البتہ انہوں نے کراہت کے ساتھ بیعت کی تھی (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۶) حضرت علیؓ اور ابراہیم کے درمیان راوی غائب ہے۔

جب حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو خبر دی گئی کہ حضرت علیؓ خلیفہ ہو گئے تو انہوں نے فرمایا: کاش ان کی خلافت قائم ہونے سے پہلے زمین و آسمان مل جاتے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۷۷) اس کا راوی سیف بن عمر ہے اور وہ کذّاب ہے۔ یہ روایت بالکل جھوٹی اور حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ پر بہتان ہے۔ انہوں نے تو صحیح روایت کے مطابق حضرت علیؓ سے چمٹنے کا حکم دیا تھا۔ یہ روایت صفحہ ۸ پر گزر چکی ہے۔

حضرت کلیب کہتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک امیر بستر پر پڑا ہے اور ایک عورت اس کے سرہانے بیٹھی ہے۔ لوگوں نے اس امیر کو قتل کر دیا۔ اگر وہ عورت انہیں روک دیتی تو وہ لوگ امیر کو قتل نہ کرتے۔ لوگوں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ وہ امیر حضرت

عثمانؓ ہیں اور وہ عورت حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ ہیں (طبری جزء ۳ ص۵۰۴) اس روایت کا راوی مصعب بن سلام بے حد ضعیف منکر الحدیث ہے۔ وہ شیعہ تھا۔ مصنف ابن ابی شیبۃ میں بھی یہ روایت ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۲۴۹) راوی بقی بن مخلد مجہول ہے۔ اس کا حال نہیں ملتا۔ الغرض یہ روایت باطل ہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ مدینہ میں نہیں تھیں۔ مکہ معظمہ میں تھیں۔

حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور کئی صحابہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان سے قصاص کا مطالبہ کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں ان سے کیسے قصاص لوں جو ہمارے مالک بنے ہوئے ہیں۔ حضرت علیؓ نے صحابہؓ سے پوچھا کیا ان حالات میں قصاص لیا جا سکتا ہے؟ صحابہؓ نے کہا: نہیں (طبری جزء ۳ ص۴۵۸)۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور کئی صحابہؓ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور قصاص کا مطالبہ کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: قاتل کو پکڑو اور قتل کر دو۔ صحابہؓ نے کہا: وہ تو چھائے ہوئے ہیں (طبری جزء ۳ ص۴۵۹)۔ یہ روایت باطل ہے۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

جب ملک کے حالات خراب ہوئے تو حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو بلایا اور ان کو حالات سے آگاہ کیا۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے کہا: آپ ہمیں مدینہ کے باہر جانے دیجئے تاکہ ہم کوئی تدبیر کریں (طبری جزء ۳ ص۴۶۳)۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ حضرت علیؓ سے عمرہ کرنے کی اجازت لے کر مکہ معظمہ چلے گئے (طبری جزء ۳ ص۴۶۵) یہ روایت صحیح نہیں۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔ حافظ ابن حجر نے اخبار البصرہ کے حوالے سے یہی بات زہری سے نقل کی ہے لیکن زہری سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے اہل مکہ سے فرمایا: مشورہ کرو پھر ان فتنہ انگیز لوگوں کی طرف چلو (طبری جزء ۳ ص۴۶۹) یہ روایت جھوٹی ہے۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت ابن عباسؓ مکہ سے مدینہ آئے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا: تم زبیرؓ اور طلحہؓ سے ملے تھے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا: ان کے ساتھ کون کون تھے۔ انہوں نے کہا: ابوسعید اور قریش کی ایک جماعت۔ حضرت علیؓ نے کہا: یہ لوگ باز نہیں آئیں گے، ایک دن نکلیں گے اور عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کریں گے حالانکہ یہی عثمانؓ کے قاتل ہیں (طبری ۴۶۱/۳)۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ ابو بلال راوی پہچانا نہیں جاتا (میزان)

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے مکہ معظمہ میں تقریر کی۔ انہوں نے فرمایا: باغیوں نے محترم شہر میں محترم مہینہ میں (حضرت عثمانؓ کا) خون بہایا۔ میں تم لوگوں سے ان باغیوں کے خلاف مدد چاہتی ہوں تاکہ انہیں سزا دی جائے اور بعد والوں کو ایسی حرکت سے باز رکھا جائے۔ عبداللہ بن عامر الحضرمی نے کہا: میں سب سے پہلے قصاص طلب کرنے اور آپ کا ساتھ دینے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں (طبری جزء ۳ ص۴۶۸)۔ یہ روایت باطل ہے۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

واقعۂ جمل کے متفرق واقعات

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بصرہ چلے گئے۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب بعد باب الفتنۃ التی تموج کموج البحر جزء ۹ صفحہ ۷)

= لوگوں نے قصاص کے مطالبہ کو اس وقت تک جاری رکھنے پر اتفاق کیا جب تک قاتل قتل نہ کر دئے جائیں (فتح الباری کتاب الفتن، بحوالہ اخبار البصرۃ ۱۶/۱۶۴)۔ زہری سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: یہ بہت بڑا حادثہ ہے، تم اپنے بھائیوں کے پاس بصرہ چلو (طبری ۳/۴۶۹) راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔

لوگوں نے کہا: ہم حضرت علیؓ کی طرف جائیں گے اور ان سے لڑیں گے لیکن اس رائے پر اتفاق نہیں ہوا۔ بصرہ جانے پر سب کا اتفاق ہوا (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۷۱)۔ زہری سے آگے سند نہیں ہے۔

لوگوں نے بصرہ جانے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ سے عرض کیا: آپ بھی چلیئے۔ اگر اللہ تعالےٰ نے صلح کرا دی (تو بہت اچھا ہوگا) آپ کا مقصد بھی یہی ہے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۷۰)۔ راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔

منادی نے ندا کی: ام المؤمنینؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ بصرہ جا رہے ہیں۔ جو شخص چاہتا ہے کہ قاتلین (عثمانؓ) سے بدلہ لے وہ ساتھ چلے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۷۰)۔ سیف بن عمر کذّاب ہے۔

حضرت علیؓ نے مدینہ منورہ میں خطبہ دیا۔ انہوں نے فرمایا: اس قوم کے مقابلہ کے لئے چلو جو تمہاری جماعت میں تفرقہ پیدا کر رہے ہیں شاید اللہ تمہارے ذریعہ ان کی اصلاح فرمائے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۶۶)۔ راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ ام المؤمنینؓ، (حضرت) طلحہؓ اور (حضرت) زبیرؓ بصرہ جا رہے ہیں تاکہ اہلِ بصرہ کی اصلاح کریں (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۶۶)۔ راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔

سفر کے دوران جب حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ بنو عامر کے چشمہ پر پہنچیں تو کتے بھونکنے لگے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے پوچھا: اس چشمہ کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے کہا: حَوْأَب۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: میں سوچتی ہوں کہ واپس ہو جاؤں۔ لوگوں نے کہا نہیں آپ چلیئے۔ مسلمین آپ کو دیکھیں گے تو اللہ تعالےٰ ان میں صلح کرا دے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی بیویوں سے) فرمایا تھا: تم میں سے وہ کون ہے جس پر حَوْأَب کے کتے بھونکیں گے (مسند احمد عن عائشۃ الصدیقۃ الطاہرۃ المطہرۃ رضؓ جزء ۶ صفحہ ۵۲ و صفحہ ۹۷، مسند ابی یعلیٰ ۸/۲۸۲، مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۵۹ و مستدرک حاکم جزء ۳ صفحہ ۱۲۰)

حاکم نے اور ذہبی نے اس روایت کو صحیح نہیں کہا بلکہ سکوت فرمایا۔ قیس راوی نے بیان نہیں کیا کہ یہ روایت اُن کو کس ذریعہ سے پہنچی۔ وہ راوی جس کے ذریعے سے یہ روایت قیس کو پہنچی مجہول ہے۔ قیس خود اس سفر میں حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے ہمرکاب نہیں تھے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔ امام یحییٰ بن سعید نے اس روایت کو قیس کے منکرات میں شمار کیا ہے (تہذیب التہذیب ۸/۳۸۸)۔

طبری نے اس روایت کو ایک اور سند سے روایت کیا ہے (طبری ۳/۴۷۵)۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی اسماعیل فزاری ہے جو غالی شیعہ تھا۔ سلف کو برا بھلا کہتا تھا۔ دوسرا راوی علی بن عابس منکرات روایت کرتا ہے۔ بقیہ تین راوی ابو الخطاب، صفوان اور عرنی سب مجہول ہیں۔ کتبِ اسماء الرجال میں عرنی کا حال نہیں ملتا۔

= حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے فرمایا تھا: تم میں سے کون اَدْبَب کے اونٹ والی ہے۔ اس کے گرد بہت لوگ قتل ہوں گے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص ۲۶۵)۔ ابن عباسؓ کو یہ روایت کس طرح پہنچی اس کی وضاحت نہیں ہے۔ الغرض یہ روایت سراسر جھوٹ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے اقدام کو غلط ثابت کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا: یہ حَوْأَب چشمہ نہیں ہے (طبری جزء ۳ ص ۴۸۵)۔ زہری سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے قسم کھا کر کہا کہ یہ حَوْأَب چشمہ نہیں ہے۔ ان کے ساتھ پچاس آدمیوں نے شہادت دی کہ یہ حَوْأَب چشمہ نہیں ہے (مروج الذھب المسعودی جزء ۲ ص ۳۵۸)۔ یہ روایت بے سند ہے۔ الغرض حَوْأَب کا قصہ ایک فرضی کہانی ہے۔

بصرہ کے راستہ میں ملیح بن عوف ملے۔ انہوں نے حضرت زبیرؓ سے پوچھا: کیا معاملہ ہے؟ حضرت زبیرؓ نے فرمایا: امیر المؤمنین (حضرت عثمانؓ) کو قتل کر دیا گیا۔ ملیح نے پوچھا: کس نے قتل کیا؟ حضرت زبیرؓ نے فرمایا: مختلف شہروں کے اوباشوں اور جھگڑالو لوگوں نے۔ ملیح نے پوچھا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت زبیرؓ نے کہا: ہم ان کے خلاف جنگ کریں گے۔ اگر ہم ایسا نہ کریں تو (ان کا حوصلہ بڑھے گا اور) وہ جب چاہیں گے امیر کو قتل کر دیا کریں گے (طبری جزء ۳ ص ۴۷)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

بصرہ کے حاکم عثمان بن حنیف نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو بصرہ میں داخل ہونے سے روکا۔ انہوں نے اعلان کرایا کہ لوگو، جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ (طبری جزء ۳ ص ۴۸۱)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

بنو سعد کے ایک لڑکے نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری والدہ تمہارے ساتھ ہیں، کیا تم اپنی بیویوں کو اپنے ساتھ لائے ہو۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ لڑکے نے کہا تو پھر میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا (طبری جزء ۳ ص ۴۸۲)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔ کتنا لغو قصہ ہے۔ ان کی بیویوں کی کیا حیثیت تھی جو انہیں لے کر آتے۔

حضرت طلحہؓ نے بصرہ پہنچ کر حضرت عمرانؓ سے کہا: ہم حضرت عثمانؓ کے خون کا قصاص طلب کرنے آئے ہیں۔ ہمارا حضرت علیؓ سے کوئی جھگڑا نہیں بشرطیکہ وہ ہمارے اور قاتلینِ عثمانؓ کے درمیان حائل نہ ہوں (طبری جزء ۳ ص ۴۸)۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

(بصرہ کے) لوگوں نے کہا: اتنی لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے قتل پر باغیوں کو اکسایا تھا اور اب بطور توبہ کے قصاص لینے آئے ہیں (طبری جزء ۳ ص ۵۰۴)۔ راوی مصعب بن سلام بے حد ضعیف ہے۔

حضرت زبیرؓ بصرہ کے بیت المال میں داخل ہوئے۔ اس میں سونا بھی تھا اور چاندی بھی۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے۔ پھر فرمایا: یہ ہمارے لئے ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص ۲۸۰)۔ راوی الاسود پہچانا نہیں جاتا۔ حضرت زبیرؓ پر کتنا بڑا بہتان ہے۔

بنو ضبیعہ کا ایک شخص کہتا ہے جب حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بصرہ میں بنو طاحیہ کے محلہ میں آئے تو میں ان کے پاس گیا۔ میں نے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں کیا آپ نے اس کام کو اچھا سمجھا ہے؟ حضرت طلحہؓ نے سر جھکا لیا اور کچھ نہ بولے۔ حضرت زبیرؓ نے کہا: ہم سے بیان کیا گیا تھا کہ یہاں بہت روپیہ ہے لہٰذا ہم اس کو لینے کے لئے آگئے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ =

جزء ۱۵ صفحہ ۲۸۳)۔ ایک راوی مجہول ہے اس کا نام نہیں لیا گیا۔ کتنا لغو قصہ ہے! افسوس ہے بنانے والے پر۔

بصرہ میں احنف حضرت طلحہؓ وغیرہ کے پاس آئے اور انہیں اُن کا قول کہ "حضرت علیؓ سے چمٹ جاؤ" یاد دلایا۔ ان لوگوں نے کہا: علیؓ بدل گئے۔ احنف نے کہا اللہ کی قسم میں نہ تم سے لڑوں گا اس لئے کہ تمہارے ساتھ ام المؤمنین ہیں اور نہ ان سے لڑوں گا جن سے بیعت کرنے کا آپ لوگوں نے حکم دیا تھا (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۱ صفحہ ۱۱۹ و طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۱) سند میں عمرو بن جاوان ہے جو پہچانا نہیں جاتا (میزان الاعتدال)۔

قبیلہ جہینہ کا ایک لڑکا حضرت طلحہؓ کے لڑکے حضرت محمد کے پاس گیا۔ اس نے حضرت محمد سے سوال کیا: عثمانؓ کے قاتل کون لوگ ہیں؟ حضرت محمد نے کہا: حضرت عثمانؓ کے قتل کی ذمہ داری تین شخصوں پر ہے۔ ایک ہودج والی خاتون پر، دوسرے حضرت طلحہؓ پر اور تیسرے حضرت علیؓ پر۔ یہ سن کر وہ حضرت علیؓ کے ساتھ مل گیا۔ (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۸۲)۔ یہ روایت باطل ہے۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔ حضرت علیؓ سے ملنے کی وجہ سمجھ سے بالاتر ہے۔

لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی سے بصرہ آنے کا سبب پوچھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: ہمیں تین باتوں پر غصہ آرہا ہے: (۱) حضرت عثمانؓ کے خون کی حرمت کا لحاظ نہیں کیا گیا (۲) مہینہ کی حرمت کا لحاظ بھی نہیں کیا گیا اور (۳) شہر (مدینہ) کی حرمت کا بھی لحاظ نہیں کیا گیا (طبری جزء ۲ صفحہ ۵۰۶۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ راوی مصعب بن سلام بہت ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔ وہ شیعہ تھا (تہذیب التہذیب)۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے ایک رات اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور ان کو مسجد لے گئے۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے عشاء کی نماز پڑھانے کے لئے عبدالرحمٰن بن عتاب کو آگے کر دیا۔ اس بات پر جاٹوں اور کاشتکاروں نے ہتھیار اٹھا لئے اور مسجد میں خوب لڑائی ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے ساتھی فتحیاب ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے عشاء کی اور صبح کی نماز پڑھائی۔ عثمان بن حنیف کو لوگوں نے خوب لاتیں ماریں اور ان کے چہرے کے تمام بال اکھاڑ ڈالے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو (طبری جزء ۲ صفحہ ۴۸۵)۔ سند میں ابو مخنف راوی کذاب ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

بصرہ کے بھی کچھ لوگ حضرت طلحہؓ کے لشکر میں آملے۔ مربد کے مقام پر دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہو گئے اور ایک دوسرے کو جوش دلانے لگے حتیٰ کہ دونوں فریق غصہ سے بے قابو ہو گئے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۸۱)۔ سیف بن عمر راوی کذاب ہے۔

عثمان بن حنیف کے ساتھی حکیم بن جبلہ نے (جو منافق تھا) جنگ شروع کر دی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے منادی جنگ روکنے کا اعلان کرتے رہے اور صرف مدافعت کرتے رہے لیکن حکیم کے ساتھی باز نہیں آئے تو حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے ساتھیوں نے بھی جنگ شروع کر دی۔ (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۸۳)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے اعلان کرایا کہ جو شخص حضرت عثمانؓ کے قتل میں ملوث نہ ہو وہ ہمارے مقابلے سے ہٹ جائے۔ ہماری جنگ صرف عثمانؓ کے قاتلوں سے ہے۔ بصرہ کے وہ لوگ جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھے مقابلہ کے لئے جمع ہو گئے۔ لڑائی شروع ہو گئی (قاتلین عثمانؓ کو شکست ہوئی)۔ لوگ قاتلین عثمان کو کتوں کی طرح گھسیٹ گھسیٹ کر لاتے اور قتل کر دیتے۔ قاتلین عثمان رضی سب قتل ہو گئے سوائے ایک شخص کے جو بھاگ گیا (طبری جزء ۲ صفحہ ۴۸۴ و صفحہ ۴۸۸

حضرت علیؓ کا بصرہ جانے کے لئے اہل کوفہ کو برانگیختہ کرنا

حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ اور حضرت حسنؓ کو کوفہ روانہ کیا۔ حضرت عمارؓ اور حضرت حسنؓ منبر پر چڑھے۔ حضرت حسنؓ منبر کے اوپر کی جانب تھے اور حضرت عمارؓ حضرت حسنؓ سے نیچے تھے۔ حضرت عمارؓ نے کوفے کے لوگوں سے کہا: حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ بصرہ کی طرف روانہ ہو چکی ہیں۔ اللہ کی قسم وہ تمہارے نبی کی زوجہ ہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں آزمائش میں ڈال دیا ہے کہ تم اس کی اطاعت کرتے ہو یا ان کی۔
(صحیح بخاری کتاب الفتن جزء ۹ ص۷۰)

= راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: عثمان بن حنیف کو قتل کر دو۔ ایک عورت نے کہا: اے ام المؤمنین، یہ صحابی ہیں۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے عثمان بن حنیف کو قتل کرنے سے منع کر دیا (طبری جزء ۳ ص۴۸۵)۔
یہ روایت جھوٹی ہے۔ ابو مخنف راوی کذّاب ہے۔

جنگ بصرہ ختم ہونے کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے کوفے کے لوگوں کو لکھا: بصرہ کے نیک لوگوں نے ہمارا ساتھ دیا۔ ایک شخص کے علاوہ حضرت عثمانؓ کے تمام قاتل قتل کر دیئے گئے (طبری جزء ۳ ص۴۸۹)۔ راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔

زید بن وہب کہتے ہیں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بصرہ آئے اور حضرت علیؓ کے مقرر کردہ امیر عثمان بن حنیف کو گرفتار کر لیا (فتح الباری کتاب الفتن جزء ۱۶ ص۱۶۸ بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ)۔ زید بن وہب نے یہ نہیں بتایا کہ ان کو یہ روایت کس ذریعے سے پہنچی۔ ذریعہ مفقود ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

جب حضرت علیؓ کے ساتھیوں کو یہ خبر ملی کہ اہل بصرہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے مل گئے ہیں تو یہ بات ان پر شاق گزری۔ ان کے دلوں میں خوف پیدا ہوا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تم اہل بصرہ پر غالب آؤ گے اور تم ضرور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو قتل کر دو گے (فتح الباری کتاب الفتن جزء ۱۶ ص۱۶۵ بحوالہ طبرانی)۔ اس کی سند میں اسمٰعیل بن عمرو البجلی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ غریب اور منکر روایتیں بیان کرتا ہے (تہذیب)۔ حضرت علیؓ کی شان سے بعید ہے کہ وہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے قتل کو بطور خوشخبری سنائیں۔ الغرض یہ روایت باطل ہے۔

ایک شخص نے حضرت عمارؓ سے کہا: جس کے لئے تم جنت کی بشارت دے رہے ہو اس کے مقابلہ میں اس شخص کی مدد کرنا چاہتے ہو جس کے لئے تم جنت کی بشارت نہیں دیتے۔ یہ سن کر حضرت حسنؓ نے کہا: اے عمارؓ، اپنی تقریر سے ہمیں معاف رکھو۔ اصلاح کے لئے اہلیت کی ضرورت ہے۔ پھر حضرت حسنؓ نے تقریر کی۔ اس تقریر کے بعد لوگ حضرت علی کی مدد کے لئے روانہ ہوئے (طبری جزء ۳ ص۴۹۹)۔ راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔

حضرت حسنؓ نے حضرت عمارؓ سے فرمایا: ہمارے اس کام سے تم علیحدہ ہو جاؤ۔ تمہاری ماں مرے ہمارے منبر سے اتر جاؤ (طبری جزء ۳ ص۵۰۱)۔ اسد بن عبد اللہ راوی ضعیف ہے۔ اس سے آگے سند غائب ہے۔ دوسرا راوی عمر بن سعید جھوٹا ہے۔ (تہذیب) لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو بھیجا۔ حضرت ابو موسیٰؓ کوفہ میں حضرت ابو موسیٰؓ امیر تھے۔ ان کے پاس حضرت علیؓ نے فرمایا: ہم اس وقت تک اہل بصرہ سے جنگ نہیں کریں گے جب تک حضرت علیؓ قاتلین عثمانؓ سے فارغ نہ ہو جائیں۔ پھر حضرت علیؓ نے حضرت ابن عباسؓ اور اشتر کو بھیجا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے اہل کوفہ سے کہا: یہ ایک خاموش فتنہ ہے۔ تلواروں کو میان میں کر لو، کمانوں کو توڑ کر پھینک دو (طبری جزء ۳ ص۴۹۷)۔ راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔

جب اہل کوفہ کو جنگ کے لئے برانگیختہ کرنے کے سلسلہ میں حضرت ابن عباسؓ ناکام لوٹے تو حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ اور حضرت عمارؓ کو بھیجا۔ جب وہ کوفہ پہنچے تو حضرت مسروقؒ نے حضرت عمارؓ سے پوچھا: آپ نے حضرت عثمانؓ کو کیوں قتل کیا؟ حضرت عمارؓ نے فرمایا: ہماری آبروئیں ختم کر دی گئی تھیں، ہماری جلدوں پر کوڑے مارے جاتے تھے۔ حضرت مسروقؒ =

= نے کہا: اگر تم صبر کرتے تو (تمہیں صبر کا اجر ملتا اس لئے کہ) صبر کرنے والوں کے لئے بڑا اجر ہے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۹۷)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضؓ تشریف لائے۔ انہوں نے حضرت حسنؓ کو چمٹا لیا۔ حضرت حسن نے فرمایا: ہمارا ارادہ اصلاح کا ہے اور امیر المؤمنین جیسے شخص سے کسی قسم کا اندیشہ بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے فرمایا: اللہ عزّ وجل کا ارشادِ گرامی ہے "جو شخص جان بوجھ کر کسی مؤمن کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے"۔ حضرت عمار رضؓ کو غصہ آ گیا۔ بنو تمیم کا ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس نے حضرت عمار رضؓ سے کہا: اے غلام، تو کل تک فتنہ مچانے والوں کے ساتھ تھا اور آج ہمارے امیر سے گستاخی کر رہا ہے۔ پھر شور ہونے لگا۔ حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے سب کو خاموش کر دیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۹۸)۔ راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے جنگ میں حضرت علی رضؓ کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کر دیا (فتح الباری جزء ۱۶ صفحہ ۱۶۸ بحوالہ اخبار البصرة والطبری)۔ ابن ابی لیلیٰ سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت علی رضؓ نے حضرت ابوموسیٰ رضؓ کو لکھا: میں نے حسنؓ اور عمارؓ کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو میری مدد کے لئے آمادہ کریں۔ (کیونکہ تم میرے ساتھ تعاون نہیں کر رہے لہٰذا) میں قرظہ بن کعب کو کوفہ کا امیر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ تم مذموم اور راندۂ درگاہ ہو کر امارت سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ زبردستی تم سے امارت چھین لیں۔ اگر وہ کامیاب ہو گئے تو وہ تمہاری جڑیں کاٹ کر پھینک دیں گے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۲)۔ راوی ابوالحسن اور بشیر بن عاصم پہچانے نہیں جاتے۔

جب حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے حضرت علی رضؓ کا خط پڑھا تو وہ امارت سے علیحدہ ہو گئے (فتح الباری جزء ۱۶ صفحہ ۱۶۸ بحوالہ اخبار البصرة والطبری) ابن ابی لیلیٰ سے آگے سند نہیں ہے۔

جب حضرت علی رضؓ نے حضرت عمار رضؓ کو کوفہ بھیجا تو ان سے فرمایا: جاؤ اور حالات کی اصلاح کرو (البدایہ والنہایہ جزء ۷ صفحہ ۲۳۵) بے سند اور بے حوالہ ہے۔

حضرت حسن رضؓ نے کوفہ میں اعلان کیا: اللہ کی قسم، سوائے اصلاح کے ہمارا اور کوئی ارادہ نہیں ہے (البدایہ جزء ۷ صفحہ ۲۳۵ بے سند اور بے حوالہ ہے)۔

حضرت حسن رضؓ نے کہا: حضرت علی رضؓ نے کہا ہے اگر میں مظلوم ہوں تو میری مدد کرو، اگر میں ظالم ہوں تو مجھے چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ نے پہلے بیعت کی پھر اُسے توڑ دیا۔ الغرض بارہ ہزار آدمی مدد کے لئے نکلے (فتح الباری جزء ۱۶ صفحہ ۱۶۹)۔ راوی ابن ابی لیلیٰ کون سے ہیں اس کی صراحت نہیں نہ ابن ابی لیلےٰ سے آگے سند ہے۔

حضرت حسن رضؓ اور حضرت عمار رضؓ کے کہنے سے اہل کوفہ حضرت علی رضؓ کی امداد کے لئے نکلے (فتح الباری کتاب الفتن جزء ۱۶ صفحہ ۱۶۸)۔ راوی زید بن وہب کا ذریعۂ معلومات مفقود ہے۔

حضرت عمار رضؓ اور حضرت حسن رضؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو حضرت علی رضؓ کی امداد کے لئے نکلنے کی دعوت دی، انہوں نے کہا حضرت علی رضؓ تو بس لوگوں میں اصلاح کے خواہاں ہیں (البدایہ والنہایہ جزء ۷ صفحہ ۲۳۶)۔ بے سند اور بے حوالہ ہے۔

جب حضرت علی رضؓ کو یہ خبر پہنچی کہ عبدی نام کے ایک شخص کے ساتھ ستر آدمی قتل ہو گئے تو وہ بارہ ہزار کا لشکر لے کر بصرہ کی طرف روانہ ہوئے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۹)۔ زہری سے آگے سند نہیں ہے =

ایک شخص نے حضرت علیؓ کو خبر دی کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ مربد میں مقیم ہیں اور حضرت عثمانؓ کے قاتلوں پر لعنت بھیج رہی ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ تعالےٰ میدان میں اور پہاڑ میں، خشکی میں اور تری میں عثمانؓ کے قاتلوں پر لعنت کرے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۶۸۔ سندہ صحیح)۔

= جب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ عراق کی طرف روانہ ہو گئے تو وہ فوراً مدینہ سے روانہ ہو گئے تاکہ ان لوگوں کو واپس کر دیں۔ بعد میں انہیں بمقام ربذہ خبر ملی کہ وہ لوگ بصرہ جا رہے ہیں تو وہ مطمئن ہو گئے اس لئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ کوفہ والے ان سے شدید محبت کرتے ہیں (وہ ان کی مدد کے لئے کافی ہیں) (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۹۳)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

طارق بن شہاب حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ حضرت علیؓ اس وقت ربذہ میں تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: بے شک طلحہؓ اور زبیرؓ نے بخوشی بیعت کی تھی لیکن اب انہوں نے اُسے توڑنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے ان سے لڑنے کے لئے لوگوں کو ابھارا۔ حضرت حسنؓ کھڑے ہوئے اور کہا: کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ اس شخص (یعنی حضرت عثمانؓ) کے قتل کے بعد اہل عرب حملہ کریں گے لہٰذا آپ مدینہ ہی میں رہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ قتل نہ کر دئے جائیں اور آپ کا کوئی مددگار نہ ہو۔ حضرت علیؓ نے کہا: بیٹھ جاؤ، گویا ہم لڑکی ہیں۔ تم لڑکی کی طرح رو رہے ہو۔ تم مدینہ میں بچّوں کی طرح بیٹھے رہو (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۷۲)۔
راوی جعفر بن زیاد شیعہ ہے۔ ابوالصیرفی کا حال نہیں ملتا لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

جب حضرت علیؓ نے ربذہ سے بصرہ جانے کا ارادہ کیا تو رفاعہ بن رافع کے لڑکے نے کہا: آپ کہاں جانا چاہتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: ہم اصلاح کی غرض سے جا رہے ہیں بشرطیکہ وہ ہماری بات مان لیں۔ اس لڑکے نے کہا: اگر انہوں نے ہماری بات نہ مانی؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: ہم حق پیش کریں گے اور صبر کریں گے۔ لڑکے نے کہا اگر وہ اس پر راضی نہیں ہوئے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہم اپنی مدافعت کریں گے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۹۴)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔
عثمان بن حنیفؓ ربذہ میں حضرت علیؓ سے ملے۔ حضرت علیؓ نے اس وقت حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے لئے اس طرح دعا کی اے اللہ، انہوں نے جو فیصلہ کیا ہے اُسے مضبوط نہ کر اور ان کے عمل کی برائی ان کو دکھا دے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۹۵ و صفحہ ۴۹۶)۔ راوی

ابوالحسن پہچانا نہیں جاتا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم میرا ارادہ صرف اصلاح کا ہے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۹۵)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔
جب اہل کوفہ حضرت علیؓ کے پاس آئے تو حضرت علیؓ نے ان کا استقبال کیا (ان کی تعریف کی) اور ان سے کہا: اپنے بصری بھائیوں کی طرف چلو۔ اگر وہ اپنی غلطی سے رجوع کر لیں (تو اچھا ہے) ہمارا مقصد بھی یہی ہے۔ ہم اصلاح کے طریقوں میں سے کوئی طریقہ نہیں چھوڑیں گے اور انشاء اللہ فساد سے احتراز کریں گے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۰۲)۔ سیف راوی کذاب ہے۔
حضرت علیؓ نے فرمایا "میں کل یہاں سے بصرہ کی طرف روانہ ہو رہا ہوں۔ تم لوگ بھی میرے ساتھ چلو البتہ وہ شخص میرے ساتھ نہ جائے جس نے حضرت عثمانؓ کے قتل میں کسی قسم کا حصہ لیا ہو۔ یہ بے ذوق لوگ مجھ سے علیحدہ ہو جائیں" (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۰۷)

راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: ہمارا بصرہ کی طرف جانا صلح کے لئے ہے نہ کہ جنگ کے لئے (تاریخ اسلام: محمد اکبر شاہ نجیب آبادی جلد اول صفحہ ۴۵۱)۔ یہ روایت بے سند ہے۔
حضرت علیؓ کا اعلان سن کر قاتلین عثمانؓ جمع ہوئے۔ انہوں نے کہا حضرت علیؓ ایک نہ ایک دن ضرور قرآن مجید پر عمل کریں گے اور ہم سے قصاص لیں گے۔ اس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے۔ ہمیں کہیں نجات نہیں ملے گی۔ اشتر نے کہا: اگر ان لوگوں میں صلح ہو گئی تو وہ ہمارے خونوں پر ہو گی۔ کیوں نہ ہم حضرت علیؓ کو قتل کر کے ان کو عثمان کے پاس پہنچا دیں (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۰۷)=

حضرت عمران بن حصینؓ نے حجیر نامی ایک شخص کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ حجیر نے اپنی قوم سے کہا: (حضرت) عمران بن حصین نے تم کو سلام کہلوایا ہے اور کہا ہے اللہ کی قسم مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں ایک حبشی غلام ہوتا جس کی ناک اور کان کٹے ہوئے ہوتے اور بکریاں چراتا رہتا یہاں تک کہ مجھے موت آجاتی بہ نسبت اس کے کہ میں دونوں جماعتوں میں سے کسی ایک میں شریک ہوکر دوسری جماعت پر تیر چلاؤں۔ قبیلہ کے رؤساء نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کو کبھی نہیں چھوڑیں گے (طبری جزء ۲ صفحہ ۵۱۵ سندہٗ صحیح)۔

یہ سیف راوی کذاب ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا ہم اصلاح چاہتے ہیں تاکہ امت (کے لوگ) پھر بھائی بھائی بن جائیں (البدایۃ والنہایۃ جزء ۷ صفحہ ۲۳۴) بے سند اور بے حوالہ ہے۔

جب حضرت علیؓ بصرہ کے لئے روانہ ہوئے تو ابن ابی رافع نے پوچھا آپ کا کیا مقصد ہے؟ آپ ہمیں کہاں لے جارہے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہماری خواہش اور ہماری نیت اصلاح کی ہے (البدایہ جزء ۷ صفحہ ۲۳۴)۔ بے سند اور بے حوالہ ہے۔

جمل کے دن ایک شخص حضرت زبیرؓ کے پاس آیا۔ اُس نے کہا کیا میں آپ کی خاطر علی کو قتل کردوں؟ حضرت زبیرؓ نے پوچھا: کیسے؟ اُس نے کہا میں ان سے کہوں گا میں آپ کے ساتھ ہوں پھر میں انہیں ایسی حالت میں قتل کردوں گا کہ وہ غفلت میں ہونگے۔ حضرت زبیرؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "ایمان غفلت میں قتل کرنے سے روکتا ہے۔ مؤمن غفلت میں قتل نہیں کرتا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۱۲۳ و صفحہ ۲۷۹ و مسند احمد جزء ۱ صفحہ ۱۶۶ و صفحہ ۱۶۷)۔ اس روایت کے آخری راوی حسن جنگ میں موجود نہیں تھے۔ حسن سے آگے سند نہیں ہے۔ یہ روایت لغو ہے۔

بصرہ میں عبیداللہ بن زیاد کے مکان کے سامنے دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے مقابل پڑاؤ کیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۳ و صفحہ ۵۱۴)۔ سند میں ابوبکر الھذلی ضعیف ہے۔ غندر نے اُسے کذاب کہا ہے۔ (میزان الاعتدال)

بصرہ میں حضرت علیؓ سے پوچھا گیا: ہمیں اس سفر کا مقصد بتائیے (آپ کیوں آئے ہیں)۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ان دونوں نے (یعنی طلحہؓ اور زبیرؓ نے) مدینہ میں میری بیعت کی اور بصرہ میں میری مخالفت کررہے ہیں۔ اگر کوئی شخص ابوبکرؓ کی مخالفت کرتا تو ہم اُس سے لڑتے، اسی طرح اگر کوئی شخص عمرؓ کی مخالفت کرتا تو ہم اُس سے ضرور لڑتے اب یہ ہماری مخالفت کررہے ہیں تو ہم ان سے لڑیں گے)۔ (فتح الباری جزء ۱۶ صفحہ ۱۶۵ بحوالہ مسند اسحٰق بن راہویہ) سند میں ایک راوی سالم مرادی ہے۔ وہ شیعہ تھا (تہذیب) حسن سے آگے سند نہیں ہے۔

ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ اُس نے پوچھا: آپ ان لوگوں سے کیوں لڑ رہے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: ہم حق پر ہیں (اور یہ ناحق پر)۔ اس نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں (اور آپ لوگ ناحق پر)۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: میں ان سے بیعت توڑنے کی بناء پر لڑرہا ہوں (فتح الباری جزء ۱۶ صفحہ ۱۶۷ بحوالہ اخبار البصرہ لعمر بن شبہ)۔ اس روایت کی سند میں علاء ابومحمد کذاب ہے۔ وہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے آگئے تو حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا: یہ لشکر تم کیوں لے کر آئے ہو۔ حضرت زبیرؓ نے کہا: میں آپ کو اپنے سے زیادہ خلافت کا اہل نہیں سمجھتا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: تم بھی تو خلافت کے اہل نہیں ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: یہ ایک دن ضرور تم سے لڑیں گے اور یہ ان کی زیادتی ہوگی۔ یہ سن کر حضرت زبیرؓ میدان سے ہٹ گئے اور کہا اللہ کی قسم میں تم سے کبھی جنگ نہیں کروں گا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے حضرت زبیرؓ کو طعنے دئے تو انہوں نے اپنی قسم کے کفارے میں اپنے غلام سرجس کو آزاد کردیا اور پھر میدان میں آکر ڈٹ گئے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۰) زہری سے آگے سند نہیں ہے۔

جمل کے دن حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے تنہائی میں ملاقات کی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا=

حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ سے فرمایا: اے حسنؓ، کوئی کسی طرف شامل ہوگیا اور کوئی کسی طرف۔ تمہاری ماں تم کو گم کرے۔ تمہارا میرے کام کے متعلق کیا گمان ہے؟ ان غافل بچکانہ حرکت کرنے والوں کے درمیان صلح کراؤ۔ اللہ کی قسم اس کے بعد مجھے خیر نظر نہیں آتی۔ حضرت حسنؓ نے کہا: خاموش رہیئے۔ کہیں آپ کے ساتھی نہ سن لیں۔ وہ کہیں گے کہ آپ شک میں مبتلا ہیں لہذا وہ آپ کو قتل کردیں گے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص ۲۷۸)۔ سندہ صحیح۔

= ہوں بتاؤ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ (اے زبیرؓ) "تم ضرور علیؓ سے جنگ کروگے اور تم اس پر زیادتی کررہے ہوگے پھر تمہارے مقابلہ میں اس کی مدد کی جائے گی"۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا: ہاں میں نے سنا تھا۔ میں ہرگز آپ سے جنگ نہیں کروں گا (فتح الباری کتاب الفتن جزء ۱۶ ص ۱۶۵ بحوالہ اسحاق بن راہویہ و مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص ۲۸۳)۔ اس قصہ کے راوی عبدالسلام کا جمل میں شریک ہونا ثابت نہیں (تہذیب التہذیب) لہذا یہ قصہ لغو ہے۔

حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا: اے اللہ کے بندے، اے اللہ کے بندے۔ حضرت زبیرؓ ان کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا: تمہیں وہ دن یاد ہے کہ جب میں تم سے سرگوشی کررہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا: تم ان سے سرگوشی کررہے ہو، اللہ کی قسم تم ایک دن ضرور ان سے لڑوگے اور تم ان پر زیادتی کررہے ہوگے۔ حضرت زبیرؓ یہ بات سن کر لوٹ گئے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص ۲۸۴)۔ ایک راوی کا نام نہیں لیا گیا۔ (طبری کے ص ۲۸۳ پر ایک اور سند ہے۔ آخری راوی عبدالسلام کا واقعہ جمل میں شریک ہونا ثابت نہیں۔

لوگوں نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ پر دباؤ ڈالا کہ حضرت علیؓ پر حملہ کریں اور انہیں ختم کردیں۔ یہ بہت اچھا موقع ہے۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے انکار کردیا۔ کعب بن سور نے بھی اپنی قوم سے یہی بات کہی۔ قوم نے کعب کا مشورہ ماننے سے انکار کردیا۔ انہوں نے کہا ہم صلح کے خواستگار ہیں (طبری جزء ۳ ص ۵۰۸ و ص ۵۰۹)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت علیؓ نے خطبہ دیا۔ انہوں نے فرمایا: اے لوگو، اپنے کو قابو میں رکھو، اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو، ان لوگوں سے کچھ نہ کہو۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں (طبری جزء ۳ ص ۵۰۹)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

کعب بن سور نے ازدیوں کے سردار صبرہ سے کہا مجھے صلح ہوتی نظر نہیں آتی۔ تم اپنی قوم (اہل یمن) کو لے کر علیحدہ ہوجاؤ۔ صبرہ نے کہا: میں اصلاح سے الگ رہوں اور اگر صلح نہ ہو تو ام المؤمنینؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو رسوا کردوں۔ الغرض اہل یمن نے شرکت کا فیصلہ کیا (طبری جزء ۳ ص ۵۱۵)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

کعب بن سور حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا: لوگ جنگ کے بغیر نہیں مانیں گے۔ آپ چلیئے، شاید آپ کی وجہ سے صلح ہوجائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ ہودج میں سوار ہوئیں جس پر زرہیں لگادی گئی تھیں (طبری جزء ۳ ص ۵۱۸ و ص ۵۱۹)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

حضرت ابوبکرہؓ سے پوچھا گیا: آپ نے اہل بصرہ کی مدد کیوں نہیں کی۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ نے فرمایا تھا لالچی لوگ خروج کریں گے، وہ فلاح نہیں پائیں گے (اگرچہ) ان کی قائد جو خاتون ہوں گی وہ جنت میں جائینگی (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص ۲۶۶)۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی عمرو بن الھجنع ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔ اس کا کوئی متابع بھی نہیں (میزان الاعتدال جزء ۳ ص ۲۳۲)۔ لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔ مزید برآں یہ روایت صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے جس میں ان کی عدم شرکت کی وجہ خاتون کا سربراہ ہونا بتایا گیا ہے (صحیح بخاری کتاب الفتن باب بعد باب الفتنۃ التی تموج کموج البحر جزء ۹ ص ۶۸)۔

حضرت ابوبکرہؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ سے کہلوایا: "بےشک آپ (میری) ماں ہیں اور بےشک آپ کا بہت بڑا حق ہے لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پائے گی جس کی حکمراں عورت ہو"

حضرت علی رضؓ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ کی طرف سے ایک آواز آتی ہوئی سنی تو فرمایا: دیکھو یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ لوگ دیکھنے کے لئے گئے اور واپس آکر بیان کیا کہ ام المؤمنین کے ساتھی حضرت عثمان رضؓ کے قاتلوں کے خلاف نعرے لگا رہے ہیں۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا: اے اللہ عثمان رضؓ کے قاتلوں کو رسوا کر (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۷۷)۔ سندہ صحیح۔

۔ (فتح الباری جزء ۱۶ صفحہ ۱۶۶ بحوالہ اخبار البصرۃ لعمر بن شبہ) اس روایت کا راوی مبارک بن فضالہ ضعیف، کثیر الخطاء ہے۔ مبارک اس روایت کو حسن سے روایت کرتا ہے اور حسن سے اس کی روایت قابل احتجاج نہیں ہوتی (تہذیب التہذیب)۔

دونوں لشکروں کے درمیان ایک خیمہ لگایا گیا جو تین دن تک لگا رہا۔ حضرت علی رضؓ، حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ اس میں آیا کرتے تھے اور جو اللہ چاہتا گفتگو کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۶۲) راوی ابو الاحوص پہچانا نہیں جاتا۔

حضرت علی رضؓ نے حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ سے پوچھا: کیا تم دونوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ انہوں نے کہا: ہم تو حضرت عثمان رضؓ کا خون طلب کرنے آئے ہیں۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا۔ میرے پاس تو عثمان رضؓ کا خون نہیں ہے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۸۷)۔ اس روایت کی سند میں زائدہ ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔ زائدہ نام کے کئی راوی ہیں بعض بہت زیادہ ضعیف ہیں۔ دوسرا راوی عمرو بن قیس ہے۔ وہ بھی پہچانا نہیں جاتا۔ اس نام کے بھی کئی راوی ہیں۔

جمل کے دن محمد بن ابی بکر یا محمد بن طلحہ نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ سے پوچھا: اے ام المؤمنین، آپ مجھے کیا حکم دیتی ہیں۔ فرمایا اگر تم یہ کرسکتے ہو کہ آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے دو بیٹوں میں سے جو اچھا تھا اس کے مثل ہو جاؤ تو (ضرور ایسا کرو (یعنی لڑو نہیں) (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۸۲)۔ آخری راوی مجاہد کا محمد ابن ابی بکر یا محمد بن طلحہ سے ملاقات کرنا ثابت نہیں۔

حضرت علی رضؓ نے حضرت قعقاع رضؓ صحابی کو اہل بصرہ کی طرف قاصد بنا کر روانہ کیا۔ جب وہ جانے لگے تو حضرت علی رضؓ نے ان سے فرمایا: (جاؤ اور) حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ کو الفت اور جماعت کی دعوت دو، تفرقہ سے ڈراؤ۔ حضرت قعقاع پہلے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ کو سلام کیا اور عرض کیا: اے میری ماں، آپ نے کیوں تکلیف کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ نے فرمایا: اے میرے بیٹے، ہم لوگوں کے درمیان اصلاح کرانے آئے ہیں۔ پھر حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ کو بھی وہاں بلا لیا گیا۔ انہوں نے بھی حضرت قعقاع رضؓ سے یہی بات کہی۔ حضرت قعقاع نے پوچھا: اصلاح کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ نے فرمایا: حضرت عثمان رضؓ کے قاتل قتل کر دئے جائیں۔ حضرت قعقاع رضؓ نے کہا: آپ نے حضرت عثمان رضؓ کے بصری قاتلوں کو قتل کر دیا ہے۔ لوگ غضبناک ہو گئے ہیں اور آپ کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح اگر آپ نے دوسرے شہروں کے لوگوں کے ساتھ بھی کیا تو بڑی تباہی آئے گی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ نے فرمایا: تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت قعقاع رضؓ نے کہا: اس کام کے لئے سکون کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا: (اے قعقاع رضؓ) تم نے اچھی اور مناسب بات کہی ہے۔ اگر حضرت علی رضؓ کا بھی یہی خیال ہے تو صلح ہو جائے گی۔ حضرت قعقاع رضؓ حضرت علی رضؓ کے پاس گئے اور ان سے سارا حال بیان کر دیا۔ حضرت علی رضؓ بہت خوش ہوئے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۰۲ و صفحہ ۵۰۳)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

قبیلہ مضر، قبیلہ ربیعہ، اہل یمن (وغیرہ) کو صلح ہو جانے کے سلسلہ میں کسی قسم کا شک نہیں تھا۔ حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ کے ساتھیوں نے حکیم اور مالک کو حضرت علی رضؓ کی طرف لوٹایا اور ان سے کہلوایا کہ ہم (حضرت) قعقاع رضؓ کے فیصلہ پر قائم ہیں۔ آپ آگے تشریف لائیے۔ دونوں لشکر آگے بڑھے اور ایک دوسرے کے سامنے آ گئے۔ تمام قبائل ایک دوسرے کے لشکر میں آنے جانے لگے اور ملنے جلنے لگے۔ سب کی نیت صلح کی تھی اور سب صلح ہی کا تذکرہ کر رہے تھے۔ دونوں لشکروں کے درمیان حضرت =

= علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کی ملاقات ہوئی صلح کرنے پر اتفاق ہو گیا۔ صلح کے شرائط طے پا گئے۔ حضرت علیؓ،
حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اپنے اپنے لشکروں میں لوٹ گئے۔ دونوں لشکروں میں اعلان کر دیا گیا کہ قصاص کے
معاملہ میں تمام معاملات طے ہو گئے ہیں اور باہم صلح ہو گئی ہے۔ اس اعلان کے بعد لوگوں نے بڑے اطمینان سے رات گزاری۔
(طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۷) ۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

اہل کوفہ سے جب پوچھا جاتا تھا کہ آپ لوگوں کا کیا ارادہ ہے تو وہ کہتے تھے ہم لڑنے کے ارادے سے نہیں آئے، ہم تو
صلح کے لئے آئے ہیں۔ الغرض دونوں طرف صلح ہی کا چرچا تھا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۰۶)۔ راوی مصعب بن سلام بہت ضعیف
بلکہ منکر الحدیث ہے۔ وہ شیعہ تھا (تہذیب)

صلح کا معاملہ طے ہو جانے کے بعد قاتلینِ عثمانؓ نے رات جاگ کر گزاری (وہ سمجھ رہے تھے کہ صلح ان کے خونوں پر ہوئی
ہے۔ وہ آپس میں مشورہ کرتے رہے بالآخر) انہوں نے طے کیا کہ خاموشی کے ساتھ جنگ چھیڑ دی جائے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۰۸)
سیف راوی کذّاب ہے۔

یہ بھی طے پایا کہ انہی لوگوں کے ساتھ ملے جلے رہیں اور جب یہ دونوں فریق ملیں تو جنگ چھیڑ دیں (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۰۸)۔
سیف راوی کذاب ہے۔

سبائی ایجینٹوں نے کچھ تیر اس لشکر میں پھینک دئے کچھ تیر دوسرے لشکر میں پھینک دئے، دونوں لشکروں نے سمجھا ہم
سے غدّاری ہوئی (سیرت الاخوین مرتب کردہ خالد گھرجاکھی صفحہ ۱۹۵) نہ سند ہے اور نہ حوالہ۔

طے شدہ منصوبہ کے مطابق قاتلینِ عثمانؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے لشکر پر صبح اندھیرے ہی میں حملہ کر دیا۔
حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ فوراً باہر نکلے۔ پوچھا کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: اہل کوفہ نے حملہ کر دیا۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ
نے فرمایا: ہم تو پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ علیؓ باز نہیں آئیں گے جب تک خونریزی نہیں کر لیں گے۔ حضرت علیؓ نے بھی فوراً دریافت
کیا: یہ کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا ادھر سے حملہ ہوا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: میں پہلے ہی کہتا تھا کہ یہ دونوں باز نہیں آئیں گے
جب تک خونریزی نہیں کر لیں گے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۸)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

حضرت عمارؓ نے حضرت طلحہؓ پر بار بار تلوار کے وار کئے۔ حضرت زبیرؓ نے ہر وار کو روکا لیکن اُن پر حملہ نہیں کیا۔ آخر
حضرت عمارؓ تھک گئے اور واپس ہو گئے (تاریخ اسلام محمد اکبر شاہ نجیب آبادی جلد اوّل صفحہ ۴۵۷)۔ بے سند اور بے حوالہ ہے۔

جنگ شروع ہوتے ہی حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ میدان سے الگ ہو گئے (تاریخ اسلام محمد اکبر شاہ نجیب آبادی جلد
اول صفحہ ۴۵۸)۔ بے سند اور بے حوالہ ہے۔

لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ دونوں لشکروں کے بچوں نے ایک دوسرے کو برا کہنا شروع کیا۔ پھر انہوں نے تیر چلائے، پھر
غلاموں نے اُن کی پیروی کی، پھر بے وقوف لوگ بھی شامل ہو گئے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۰۶)۔ راوی مصعب بن سلام بے حد ضعیف
اور منکر الحدیث ہے۔ وہ شیعہ تھا (تہذیب)

حضرت علیؓ نے ہاتھ روکے رکھا یہاں تک کہ مخالفین نے ابتداء کی۔ حضرت علیؓ نے ظہر کے بعد لڑائی شروع کی (مصنف
ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۸۶)۔ زائدہ اور عمرو بن قیس پہچانے نہیں جاتے =

حضرت زبیرؓ کی شہادت

حضرت ابن عباسؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا: جب تم علیؓ ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب سے لڑ رہے ہو تو صفیہ بنت عبدالمطلب کہاں ہوں گی (یعنی تمہاری والدہ جو حضرت علیؓ کی پھوپی ہیں اُن کا کیا حال ہوگا)۔ یہ سن کر حضرت زبیرؓ لوٹ گئے۔ عمرو بن جرموز نے انہیں قتل کر دیا (طبقات ابن سعد جزء ۳ صفحہ ۱۱۱۔ سندہ صحیح)۔

= حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے شور کی آواز سنی تو انہوں نے پوچھا یہ کیسا شور ہے؟ کعب نے کہا جنگ شروع ہوگئی ہے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۵ و صفحہ ۵۱۹)۔ سیف راوی کذّاب ہے۔

سبائی برابر جنگ کی آگ بھڑکا رہے تھے۔ دونوں طرف سے ہاتھ روکنے کا اعلان ہو رہا تھا۔ دونوں لشکر نہ بھاگنے والوں کو قتل کر رہے تھے اور نہ زخمی پر ہاتھ اٹھا رہے تھے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۸)۔ سیف راوی کذّاب ہے۔

حضرت علیؓ کے میمنہ نے اہل بصرہ کے میسرہ پر حملہ کیا۔ سخت جنگ ہوئی۔ عصر تک جنگ ہوتی رہی (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۲)۔ ابومخنف راوی کذّاب ہے۔

حضرت عمارؓ نے حضرت زبیرؓ کے نیزوں سے چوکے لگائے اور کہا اے زبیرؓ تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ حضرت زبیرؓ نے کہا: نہیں۔ میں واپس جا رہا ہوں۔ حضرت زبیرؓ نے کہا: اے عمارؓ کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟ حضرت عمارؓ نے کہا: اے ابوعبداللہ نہیں (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۲)۔ راوی ابوالحسن پہچانا نہیں جاتا۔

ان میں سے کسی کو معلوم نہیں ہو سکا کہ جنگ کیسے شروع ہوئی (البدایہ والنہایہ جزء ۷ صفحہ ۲۳۹)۔ بے سند اور بے حوالہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو صلح کی توقع تھی لیکن لوگوں نے اچانک جنگ شروع کر دی (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۳۴)۔ راوی سیف کذّاب ہے۔

یہ لوگ (یعنی اہل بصرہ) جمع ہوئے لیکن انہوں نے نہ خونریزی کی اور نہ جنگ کی۔ جب رات ہوئی تو قاتلین عثمانؓ کو معلوم ہوا کہ ان کو تلاش کیا جا رہا ہے اور ان کے خلاف تدبیر ہونے والی ہے۔ یہ لوگ حضرت طلحہؓ کے لشکر میں گھس گئے اور تلوار چلانے لگے۔ ان لوگوں نے مدافعت کی یہاں تک کہ یہ لوگ حضرت علیؓ کے لشکر سے مل گئے۔ انہوں نے بھی مدافعت کی۔ ہر گروہ بغیر شک کے یہ گمان کر رہا تھا کہ دوسرے گروہ نے اس کے ساتھ جنگ کی ہے (الملل والنحل لابن حزم جزء ۴ صفحہ ۱۵۸)۔ بے سند ہے۔

حضرت زبیرؓ میدان سے لوٹے اور وادی السباع کی طرف جانے لگے۔ انہوں نے دیکھا کہ دو آدمی ان کا پیچھا کر رہے ہیں تو وہ واپس لوٹے اور اس شدت کے ساتھ حملہ کیا کہ مخالفین کی صفیں منتشر ہوگئیں (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۳)۔ سیف راوی کذّاب ہے۔

حضرت زبیر واپس جا رہے تھے کہ ایک شخص نعر نامی انہیں راستے میں ملا۔ اس نے کہا: اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حواری، آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میرا ذمہ ہے، آپ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت زبیرؓ اس کے ساتھ چلے گئے۔ ایک شخص احنف کے پاس آیا کہنے لگا یہ زبیر (جا رہے) ہیں۔ احنف نے کہا: انہیں امن کیسا؟ انہوں نے مسلمین کو جنگ کے لئے جمع کیا اور اب اپنے گھر چلے۔ عمیر بن جرموز نے اور چند باغی لوگوں نے یہ بات سنی۔ انہوں نے حضرت زبیرؓ کو تلاش کیا اور ان پر ناگہانی حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۷۳)۔ اس روایت کی سند میں عمر بن جاوان ہے جو پہچانا نہیں جاتا (میزان الاعتدال جزء ۳ صفحہ ۲۵)۔

حضرت زبیرؓ احنف کے پاس سے گذرے۔ احنف نے کہا یہی وہ صاحب ہیں جو لوگوں میں فساد کراتے ہیں۔ دو آدمیوں نے ان کا پیچھا کیا۔ ایک نے نیزہ چبھویا۔ دوسرے نے قتل کر دیا (طبقات ابن سعد جزء ۳ صفحہ ۱۱۱)۔ آخری راوی ابوخالد کا جنگ جمل میں شریک ہونا ثابت نہیں =

= حضرت زبیرؓ فوج کے ساتھ میدان سے روانہ ہو گئے۔ وہ احنف کے پاس پہنچے۔ احنف نے کہا: آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا: مسلمین کے اتحاد کا۔ پھر وہ فوج کے ساتھ اس کے مگر چلے گئے۔ باقی لوگوں نے ان پر حملہ کیا اور انہیں شہید کر دیا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صـ۲۷۳)۔ راوی حصین اور عمر بن جاوان کا حال نہیں ملتا۔ یہ روایت المطالب میں بھی ہے (المطالب ۲۹۷/۴)۔ راوی اسحاق پہچانا نہیں جاتا۔

عمر بن جرموز نے حضرت زبیرؓ کو سوتے میں قتل کیا (البدایہ جزء ۷ صـ۲۴۱)۔ بے سند اور بے حوالہ ہے۔ عمر بن جرموز نے وادی سباع میں حضرت زبیر کو سوتے ہیں قتل کیا (المختصر فی اخبار البشر جزء اول صـ۱۷۴)۔ یہ روایت بے سند ہے۔

جون بن قتادہ کہتے ہیں: میں جمل کے دن حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ تھا۔ احنف نے عمرو بن جرموز اور ایک اور شخص سے کہا: ان پر حملہ کرو۔ پھر عمرو بن جرموز آیا اور اس نے کہا: میں نے حضرت زبیرؓ کو وادی السباع میں قتل کر دیا (طبقات ابن سعد جزء ۳ صـ۱۱۱)۔ راوی قرۃ بن الحارث کا حال نہیں ملتا۔ یہ مجہول ہے۔

حضرت زبیرؓ میدانِ جمل سے مدینہ جانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ ایک شخص نے احنف سے جا کر کہا: زبیرؓ یہاں ہیں۔ عمیر، فضالۃ اور نفیع یا نفیل نے ان پر حملہ کیا۔ عمیر نے نیزہ چبھویا۔ زبیرؓ نے اس پر حملہ کیا تو اس نے کہا: اللہ اللہ۔ حضرت زبیرؓ رک گئے۔ پھر ایک جماعت نے مل کر ان پر حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا۔ حضرت علیؓ اور ان کے ساتھی (ان کے انتقال کی خبر سن کر) بہت روئے (ابن سعد جزء ۲ صـ۱۱۲)۔ خالد بن سمیر سے آگے سند نہیں ہے۔

عمرو بن جرموز نے حضرت علیؓ سے (ملاقات کی) اجازت طلب کی۔ حضرت علیؓ نے اس کو اپنے پاس بلانا پسند نہیں کیا۔ اس نے کہا: "رہے اصحاب بلاء"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: تیرے منہ میں خاک (ابن سعد جزء ۳ صـ۱۱۳)۔ آخری راوی

ابراہیم سے آگے سند نہیں ہے۔

جنگ اچانک شروع ہو گئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے شور کی آواز سنی تو فرمایا: یہ کیسا شور ہے؟ کعب نے کہا جنگ شروع ہو گئی ہے۔ ابھی وہ میدان ہی میں کھڑی ہوئی تھیں کہ شکست کی خبر پہنچی۔ حضرت زبیرؓ سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دئے۔ وہ میدان چھوڑ کر وادی السباع چلے گئے (طبری جزء ۲ صـ۵۱۸ و صـ۵۱۹)۔ راوی سیف بن عمر کذاب

کتنا تضاد ہے!

ہے۔ اس سے پہلے گذر چکا ہے کہ وہ لڑائی شروع ہوتے ہی واپس ہو گئے تھے۔

حضرت زبیرؓ جب واپس ہوئے تو احنف کے لشکر کے پاس سے گذرے۔ احنف نے کہا: کون ان کی خبر لائے گا۔ عمرو بن جرموز نے کہا: میں خبر لاتا ہوں۔ عمرو ان کے پیچھے پیچھے جانے لگا۔ حضرت زبیرؓ نے اس سے پیچھے پیچھے آنے کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا: میں حالات معلوم کرنے کے لئے آ رہا ہوں۔ حضرت زبیرؓ کے غلام نے کہا: آپ اسے چھوڑیئے، نماز پڑھیئے۔ حضرت زبیرؓ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ عمرو بن جرموز نے بحالت نماز انہیں نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ احنف عمرو بن جرموز کو لے کر حضرت علیؓ کے پاس گیا اور ان سے سارا حال بیان کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اے احنف کیا تو نے اچھا کام کیا؟ اس نے کہا: میں نے اسے اچھا ہی سمجھا۔ حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ کی تلوار اس سے لے کر حضرت عائشہ طاہرہ مطہرہؓ کو بھیج دی (طبری جزء ۳ صـ۵۴)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد دلائی۔ آپ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا =

= تھا کہ (اے زبیرؓ) تم علیؓ سے لڑو گے اور تم ظالم ہو گے۔ حضرت زبیرؓ لوٹ گئے اور وادی السباع میں مقیم ہو گئے۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ابن جرموز نے انہیں قتل کر دیا (اسد الغابہ جزء ۲ صـ۱۹۹) بے سند ہے۔

حضرت زبیرؓ کا قاتل حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ اس نے حضرت علیؓ سے اجازت طلب کی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اسے اجازت دو اور دوزخ کی بشارت دو (طبری جزء ۲ صـ۵۲۰)۔ زہری سے آگے سند نہیں ہے۔ پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت علیؓ نے اسے بلانا پسند نہیں کیا۔

جب حضرت زبیرؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت عمارؓ بھی حضرت علیؓ کے ساتھ ہیں تو انہوں نے ہتھیار اتار دیئے اور اپنی سواری پر سوار ہو کر واپس ہو گئے۔ عمرو بن جرموز نے وادی السباع میں انہیں قتل کر دیا (طبری جزء ۲ صـ۵۲۱)۔ راوی فضیل اور قرہ پہچانے نہیں جاتے۔ پہلے گذر چکا ہے کہ وہ حضرت علیؓ سے ایک حدیث سن کر واپس ہو گئے۔ اس روایت میں ہے کہ حضرت عمارؓ کی شرکت کی وجہ سے واپس ہو گئے۔ تضاد ہی تضاد ہے۔

حضرت طلحہؓ کو ایک تیر آکر لگا جس کا چلانے والا معلوم نہ ہو سکا اس تیر سے ان کی وفات ہو گئی۔ لوگ کہتے ہیں کہ مروان نے چلایا تھا (طبری جزء ۳ صـ۵۲۰) زہری سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت طلحہؓ کے گھٹنے میں ایک تیر آکر لگا جس کا چلانے والا معلوم نہ ہو سکا۔ حضرت طلحہؓ بصرہ چلے گئے (طبری جزء ۳ صـ۵۱۸ و صـ۵۱۹)۔ سیف بن عمر کذّاب ہے۔

حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ کو بلایا اور اپنی اوّلیات بیان کیں۔ حضرت طلحہؓ نے جنگ سے رجوع کر لیا اور صفوں سے علیحدہ ہو گئے۔ مروان نے ان کو تیر مارا جس سے ان کا انتقال ہو گیا (اسد الغابہ جزء ۳ صـ۶۰)۔ یہ روایت بے سند ہے۔

حضرت زبیرؓ لوٹ گئے۔ حضرت طلحہؓ بھی واپس ہو رہے تھے کہ مروان نے ان کے ایک تیر مارا جس سے ان کا انتقال ہو گیا (مروج الذھب المسعودی جزء ۲ صـ۳۶۵)۔ بے سند ہے۔

حضرت طلحہؓ بار بار اپنے ساتھیوں کو پکار رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے: میرے پاس آؤ اور ثابت قدمی دکھاؤ۔ حضرت قعقاع نے کہا: آپ زخمی ہو چکے ہیں۔ کسی گھر میں جا کر آرام کریں۔ الغرض وہ بصرہ چلے گئے (طبری جزء ۳ صـ۵۲۳)۔ سیف بن عمر کذّاب ہے۔

حضرت طلحہؓ بصرہ کے ایک گھر میں چلے گئے۔ وہاں ان کا انتقال ہو گیا (البدایۃ جزء ۷ صـ۲۴۱)۔ بے سند ہے۔

حضرت طلحہؓ کے گھٹنے میں ایک تیر آکر لگا جس کا چلانے والا معلوم نہ ہو سکا۔ وہ زخمی ہو گئے لیکن اپنی جگہ پر ڈٹے رہے۔ ان کا موزہ خون سے بھر گیا۔ جب کھڑا ہونا دشوار ہو گیا تو انہوں نے اپنے غلام سے کہا: مجھے اپنے پیچھے بٹھاؤ اور ایسی جگہ لے چلو جہاں مجھے کوئی پہچاننے والا نہ ہو۔ غلام نے انہیں بصرہ کے ایک ٹوٹے ہوئے مکان کے صحن میں لٹا دیا۔ اس مکان میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کو بنو سعد کے علاقہ میں دفن کیا گیا (طبری جزء ۳ صـ۵۳۴)۔ سیف بن عمر کذّاب ہے۔

مروان نے ان کو تیر مارا (ابن سعد جزء ۳ صـ۲۲۳)۔ ایک روایت میں قیس سے آگے راوی نہیں ہے۔ دوسری سند میں جو عبد الملک سے مروی ہے دو راوی مجہول ہیں۔ ان کے نام نہیں لئے گئے۔ تیسری سند میں عوف سے آگے راوی نہیں ہے، چوتھی سند میں نافع سے آگے راوی نہیں ہے۔ پانچویں سند میں قتادہ سے آگے راوی نہیں ہے۔ چھٹی سند میں ابن سیرین سے =

= آگے راوی نہیں ہے۔ الغرض اس سلسلہ میں ابن سعد کی تمام روایتیں باطل ہیں۔

حضرت زبیر رض کے واپس جانے کے بعد حضرت طلحہ رض نے بھی واپس جانے کا ارادہ کیا۔ مروان کو ان کا ارادہ معلوم ہوا تو ان کے ایک تیر مارا۔ تیر گھٹنے میں لگا۔ خون بہتا رہا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا (الاخبار الطوال صفحہ ١٤٨)۔ بے سند ہے۔

مروان نے حضرت طلحہ رض کے گھٹنے میں تیر مارا۔ گھٹنے سے خون بہنے لگا۔ جب خون کو روکتے تو رک جاتا اور جب چھوڑتے تو بہنے لگتا۔ حضرت طلحہ رض کا گھٹنا سوج گیا۔ حضرت طلحہ رض نے کہا اسے چھوڑ دو۔ یہ تیر اللہ نے بھیجا ہے۔ الغرض ان کا انتقال ہو گیا۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ١٥ صفحہ ٢٥٩)۔ قیس سے آگے راوی نہیں ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت طلحہ رض زخمی ہو گئے تو حضرت علی رض نے انہیں بٹھایا اور ان کے چہرے سے مٹی پونچھی پھر فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں ان سے پہلے مر جاتا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ١٥ صفحہ ٢٦٩)۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ تیس سال پہلے مر جاتا (حاکم ٣/٣٧٢)۔ طلحہ بن مصرف سے آگے سند نہیں ہے نہ طلحہ بن مصرف کا واقعۂ جمل میں موجود ہونا ثابت ہے۔

مروان حضرت طلحہ رض کے ساتھ تھے۔ جب لوگ لڑائی میں گتھم گتھا ہوئے تو مروان نے کہا: آج کے بعد میں (عثمان رض کا) بدلہ طلب نہیں کروں گا۔ انہوں نے ایک تیر پھینکا جو حضرت طلحہ رض کے گھٹنے میں لگا۔ خون بہنے لگا اور کسی طرح بند نہیں ہوا تو حضرت طلحہ رض نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، یہ تیر اللہ نے بھیجا ہے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ١٥ صفحہ ٢٧٦) آخری راوی قیس کا واقعۂ جمل میں شریک ہونا ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ روایت ثابت نہیں۔

ایک دن حضرت علی رض اور ان کے ساتھی بیٹھے اور حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض کی وفات پر روتے رہے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ١٥ صفحہ ٢٦١)۔ روایت کے آخری راوی ابو جعفر سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت علی رض نے ایک نوجوان کو مامور کیا کہ وہ قرآن مجید کو پیش کرے۔ اس نے دونوں گروہوں کے سامنے قرآن مجید کو پیش کیا لیکن لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت علی رض نے فرمایا: اب جنگ حلال ہو گئی۔ اب جنگ کرو (طبری جزء ٣ صفحہ ٥٢٠۔ زہری سے آگے سند نہیں ہے) (طبری جزء ٣ صفحہ ٥٢١۔ راوی بشیر بن عاصم کا حال نہیں ملتا)۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کی طرف سے کعب بن سور قرآن مجید کو اٹھائے ہوئے دونوں لشکروں کو قرآن مجید کا فیصلہ ماننے کی دعوت دے رہے تھے لیکن کسی نے ان کی بات نہ سنی (طبری جزء ٣ صفحہ ٥١١)۔ عمرو بن جاوان پہچانا نہیں جاتا (میزان الاعتدال)۔

حضرت طلحہ رض کا لشکر شکست کھانے لگا لیکن جب اہل لشکر نے دیکھا کہ مضر قبیلہ نے حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہ رض کے اونٹ کو گھیر لیا ہے تو وہ سب لوٹ آئے اور قلب لشکر میں پہنچ کر ڈٹ گئے اور اب نئے سرے سے جنگ شروع ہو گئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض نے کعب کو حکم دیا کہ اترو اور قرآن مجید اٹھا کر انہیں اس کے مطابق فیصلہ کرنے کی دعوت دو لیکن حضرت علی رض کے لشکر میں سب سے آگے سبائی تھے۔ وہ صلح نہیں چاہتے تھے۔ انہوں نے کعب کو قتل کر دیا اور حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کے ہودج کو تیروں کا نشانہ بنا لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض نے پکار کر کہا: اے میرے بیٹو، آگے آؤ، اللہ کو یاد کرو، روزِ جزا کا خیال کرو لیکن سبائی کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں تھے (طبری جزء ٣ صفحہ ٥٢٣)۔ سیف راوی کذاب ہے =

مالک اشتر نے محمد بن طلحہ کو قتل کر دیا اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو زخمی کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اشتر کو زخمی کر دیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۴۵۔ سندہ صحیح)۔

= جمل کے روز حضرت علیؓ کے لشکر نے پہلے تیروں سے جنگ کی۔ جب وہ ختم ہو گئے تو انہوں نے نیزے سنبھال لئے حتیٰ کہ تیر بھی ان کے اور ان کے مخالفین کے سینوں سے پار ہونے ہوئے کند ہو گئے۔ اگر گھوڑے ان پر چلنا چاہتے تو چل سکتے تھے پھر حضرت علیؓ نے کہا: اے مہاجرین کی اولاد تلواریں سنبھالو (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۳)۔ راوی حسن بن حسین العرنی بہت ضعیف ہے۔ یہ شیعوں کا رئیس تھا۔ محدثین کے نزدیک سچا نہیں تھا (میزان الاعتدال)

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ اور ان کے ساتھیوں نے قاتلین عثمان رضؓ اور ان کے ساتھیوں پر لعنت بھیجی۔ حضرت علی رضؓ نے بھی قاتلین عثمان رضؓ اور ان کے ساتھیوں پر لعنت بھیجی۔ جب اہل بصرہ نے دیکھا کہ سبائیوں کا اصل رخ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کی طرف ہے اور وہ کسی اور طرف حملہ نہیں کر رہے تو بصرہ کے مضریوں نے اونٹ کو گھیر لیا اور کوفہ کے مضریوں پر حملہ کیا۔ جنگ شدت سے جاری ہو گئی (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۴)۔ سیف راوی کذّاب ہے۔

حضرت عائشہ طاہرہ مطہرہؓ سرخ اونٹ پر سوار تھیں۔ اونٹ پر ان کا سرخ ہودج رکھا ہوا تھا۔ تیروں کی بوچھاڑ سے وہ سیہی جانور معلوم ہوتا تھا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۳)۔ راوی حسن بن حسین العرنی سچا نہیں تھا (میزان الاعتدال)

ابو رجاء سے روایت ہے کہ ہودج تیروں کی وجہ سے سیہی جانور معلوم ہوتا تھا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۵)، عبداللہ، سلیمان اور ابن عون پہچانے نہیں جاتے۔

ہودج ایک ایسا پرندہ معلوم ہوتا تھا جس کے پر نکل آئے ہوں (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۳۹)۔ سیف راوی کذّاب ہے۔

نماز ظہر کے وقت جنگ بند ہو گئی۔ نماز ظہر کے بعد پھر شروع ہو گئی۔ لشکر کی کمان حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ کر رہی تھیں (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۴)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

اونٹ کے گرد لڑتے ہوئے دس ہزار آدمی مارے گئے۔ ان میں سے نصف تو حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے ساتھی تھے اور نصف حضرت علی رضؓ کے ساتھی تھے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۴۳)۔ سیف راوی کذّاب ہے۔

حضرت علی رضؓ تلوار سے حملہ کرتے تھے یہاں تک کہ تلوار دوہری ہو گئی پھر لوٹتے اور فرماتے: مجھے ملامت نہ کرو، اس تلوار کو ملامت کرو۔ پھر وہ اپنی تلوار کو سیدھا کر لیتے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۵۵)۔ ایک راوی کا نام نہیں لیا گیا۔

دونوں طرف سے چھوڑے ہوئے تیر ٹکرا رہے تھے۔ تیروں کا بچھونا ہو گیا تھا۔ اگر لوگ چاہتے تو ان پر چل سکتے تھے۔ یہ کہہ رہے تھے اللہ اکبر اور وہ کہہ رہے تھے سبحان اللہ اللہ اکبر۔ سوید بن الحارث کہتے ہیں کاش میں شریک نہ ہوتا۔ عبداللہ بن سلمہ کہہ رہے تھے شریک نہ ہونا میرے لئے باعث مسرت نہ ہوتا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۵۸)۔ راوی سوید بن الحارث مجہول ہے۔ اس کا حال نہیں ملتا۔ یہی روایت مصنف جزء ۱۵ کے صفحہ ۲۶۶ پر بھی ہے۔ سند میں حارث بن جمہان الجعفی شیعہ ہے۔ اسی کتاب کی تیسری سند میں جو صفحہ ۲۶۳ پر ہے ابو الاحوص راوی ضعیف ہے (تہذیب)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ زخمی ہو گئے۔ نہ ان کے لشکر کو شکست ہو رہی تھی اور نہ حضرت علی رضؓ کے لشکر کو۔ جو شخص بھی اونٹ کی مہار پکڑ لیتا تھا وہ ضرور قتل ہو جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے مہار پکڑی۔ ان کے مقابلہ کے لئے مالک اشتر نکلا۔ حضرت عبداللہ نے اس پر حملہ کیا۔ وہ دونوں کشتی لڑتے لڑتے نیچے گر گئے۔ حضرت عبداللہ نے چلا کر کہا: لوگو، مجھے بھی قتل کر دو اور مالک کو بھی۔ لوگ برابر جنگ میں مشغول رہے (کسی نے ان کی آواز کی طرف توجہ نہیں کی) (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۵)۔ راوی ابو مخنف =

عبداللہ بن بدیل جمل کے دن حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ کے پاس آئے۔ وہ اس وقت ہودج میں تھیں۔ انہوں نے کہا: اے ام المؤمنین، آپ نے مجھ سے کہا تھا علی رضؓ سے چمٹنا۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے تین دفعہ یہ سوال کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ خاموش رہیں۔ پھر عبداللہ بن بدیل نے لوگوں سے کہا: اونٹ کی کوچیں کاٹ دو۔ لوگوں نے کوچیں کاٹ دیں۔ عبداللہ بن بدیل اور محمد بن ابی بکر نے ہودج کو اتارا اور حضرت علی رضؓ کے سامنے رکھ دیا۔ پھر حضرت علی رضؓ کے حکم سے انہیں عبداللہ بن بدیل کے مکان میں ٹھہرایا گیا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۸۵۔ سندہ صحیح)۔

= کذاب ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اشتر پر جھپٹے اور کہا: مجھ کو اور مالک کو قتل کر دو (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۵۴)۔ راوی بقی بن مخلد کا حال نہیں ملتا۔

لوگ اشتر کو مالک کے نام سے نہیں پہچانتے تھے۔ اگر حضرت ابن زبیرؓ اشتر کہتے تو وہ بچ کر نہیں جاسکتا تھا۔ اشتر حضرت ابن زبیرؓ کے ہاتھوں میں تڑپ رہا تھا، بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگ گیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۳۶)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت ابن زبیرؓ اور اشتر کا مقابلہ ہوا۔ حضرت ابن زبیر نے اس پر وار نہیں کیا جب تک اس نے پانچ یا چھ مرتبہ وار نہ کیا۔ اس نے حضرت ابن زبیرؓ کو ٹانگ پکڑ کر گرا دیا۔ کہنے لگا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارا رشتہ نہ ہوتا تو تمہارا کوئی عضو سلامت نہ رہنے دیتا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۵۷)۔ عبداللہ بن عنید بن عمیر مجہول ہے۔ اس کا حال نہیں ملتا۔

حضرت علی رضؓ نے ظہر کے بعد لڑائی شروع کی۔ سورج غروب ہوا تو اونٹ کے گرد کوئی نہیں تھا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۸۶)۔ زائدہ اور عمرو بن قیس پہچانے نہیں جاتے۔ ان ناموں کے کئی راوی ہیں۔

جب جنگ نے شدت اختیار کی تو حضرت علی رضؓ نے حضرت حسن رضؓ کی پناہ لی اور فرمایا: اے حسن رضؓ، میں چاہتا ہوں کہ اس واقعہ سے بیس سال پہلے مر گیا ہوتا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۸۸) سلیمان بن صرد سے ابوالضحیٰ کی ملاقات ثابت نہیں۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

سب کے آخر میں زفر بن الحارث نے اونٹ کی مہار پکڑی۔ حضرت قعقاع اس کی طرف بڑھے۔ قعقاع نے بجیر بن دلجہ یا عمرو بن دلجہ سے کہا: اپنی قوم کو بچا لے اور اونٹ کو ذبح کر دے ورنہ یہ سب ختم ہو جائیں گے اور ام المؤمنین بھی ختم ہو جائیں گی۔ اس نے کہا: کیا میرے لئے امان ہے۔ حضرت قعقاع نے کہا: ہاں۔ اس نے اونٹ کی پنڈلی کاٹ دی۔ اونٹ گر پڑا۔ قعقاع نے ان لوگوں سے جو اونٹ کے قریب تھے کہا: تم لوگوں کے لئے امان ہے۔ زفر اور بقیہ بنی عامر نے اونٹ کو گھیر لیا۔ قعقاع اور زفر نے ہودج کو اتار کر زمین پر رکھ دیا اور لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۲)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

لوگ برابر جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت علی رضؓ نے کہا: اونٹ کو ذبح کر دو۔ ایک شخص نے اونٹ کو زخمی کر کے گرا دیا۔ حضرت علی رضؓ نے محمد بن ابی بکر سے کہا: ہودج کو اٹھاؤ اور اس پر خیمہ لگا دو اور دیکھو (حضرت) عائشہ رضؓ کو کوئی زخم تو نہیں لگا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۸)۔ راوی ابو مخنف کذاب ہے۔

محمد بن ابی بکر اور حضرت عمار رضؓ نے ہودج کو اٹھایا اور ایک طرف رکھ دیا۔ پھر حضرت علی رضؓ کے حکم سے ان دونوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ کو عبداللہ بن خلف الخزاعی کے مکان میں ٹھہرایا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۳۸)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

اعین بن ضبیعہ نے ہودج میں جھانکا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۳۹)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

حضرت علی رضؓ نے فرمایا: کسی کا پیچھا نہ کرو، زخمیوں کو قتل نہ کرو، کسی کے گھر میں داخل نہ ہو (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۰۶)۔ راوی مصعب بن سلام بے حد ضعیف منکر الحدیث ہے۔ وہ شیعہ تھا (تہذیب التہذیب) ==

= حضرت علی رضؓ نے اعلان کرایا: کسی قیدی کو قتل نہ کرو (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۱ صـ۲۲۳ـ)۔ باقر سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو عبداللہ بن خلف کے مکان میں ٹھہرایا گیا (المختصر فی اخبار البشر یعنی تاریخ ابی الفداء جزء اوّل صـ۱۷۴ـ)۔ یہ روایت بے سند ہے۔

حضرت علی رضؓ نے فرمایا: نہ زخمی کو قتل کرو، نہ پیٹھ پھیر کر جانے والے کو۔ جو ہتھیار ڈال دے اور دروازہ بند کر لے وہ امن میں ہے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صـ۲۸۶ـ)۔ زائدہ اور عمرو پہچانے نہیں جاتے۔

دوسری روایت جو مصنف ابن شیبۃ جزء ۱۵ کے صـ۲۶۳ـ پر ہے اس کی سند میں السدی کذّاب ہے۔

حضرت علی رضؓ نے منادی کرائی کہ سامنے آنے والے اور منہ پھیر کر جانے والے کو قتل نہ کیا جائے۔ کسی کا دروازہ نہ کھولا جائے۔ نہ ان کی عورتیں حلال ہیں اور نہ ان کے مال (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صـ۲۶۶ـ و صـ۲۶۷ـ)۔ راوی جویبر بے حد ضعیف اور متروک الحدیث ہے۔

منادی نے اعلان کیا کہ نہ زخمی کو قتل کیا جائے اور نہ منہ پھیر کر جانے والے کا پیچھا کیا جائے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صـ۲۶۷ـ)۔ عبد خیر راوی کا واقعہ جمل میں شریک ہونا ثابت نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: میں چاہتی ہوں کہ میں (اپنے گھر میں) بیٹھی رہتی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیویاں بیٹھی رہیں (فتح الباری کتاب الفتن بحوالہ طبرانی)۔ سند میں ایک راوی ابو معشر نجیح المدنی ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔ نافع وغیرہ سے موضوعات روایت کرتا ہے (تہذیب)۔

جنگ کے بعد حضرت عمار رضؓ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اماں جان، السلام علیک۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: میں تمہاری ماں نہیں ہوں۔ حضرت عمارؓ نے کہا: کیوں نہیں، آپ میری ماں ہیں اگرچہ آپ اس کو ناپسند ہی کیوں نہ کریں (حاکم کتاب الحدود جزء ۴ صـ۳۵۳ـ)۔ راوی عمرو بن غالب مجہول ہے (تہذیب) واقعۂ جمل میں اس کی موجودگی ثابت نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ نے حضرت عمار رضؓ کے سلام کے جواب میں کہا: السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا (مسند احمد۔ مسند عائشۃ الصدیقۃ الطاہرۃ المطہرۃ رضؓ۔ جزء ۶ صـ۵۸ـ)۔ اس روایت میں بھی عمرو بن غالب راوی ہے جس کو ابن البرقی نے مجہول کہا ہے (تہذیب)۔

جمل کے روز بے شمار آدمی قتل ہوئے۔ اگر آدمی لاشوں پر چلنا چاہتا تو چل سکتا تھا (طبری جزء ۳ صـ۵۳۸ـ)۔ سیف راوی کذّاب ہے۔

حضرت علیؓ نے مالِ غنیمت تقسیم کرنے سے انکار کر دیا تو لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین۔ آپ نے ہمارے لئے ان کے خون تو حلال کر دئے لیکن ان کی عورتیں حلال نہیں کیں۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا: اہل قبلہ کے ساتھ ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ (انھوں نے اصرار کیا تو) فرمایا: اچھا اپنے اپنے حصے لگاؤ اور (حضرت) عائشہ (صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ) کے سلسلہ میں قرعہ اندازی کرو کہ وہ کس کو دی جائیں کیوں کہ وہ ان کی قائد ہیں۔ یہ سن کر وہ لوگ نستغفر اللہ کہتے ہوئے متفرق ہو گئے۔ حضرت =

ے علی رض اس جھگڑے میں اُن پر غالب آ گئے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص ۲۶۳)۔ ابوالبختری سے آگے سند نہیں ہے۔ یہ ایک فرضی کہانی ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

ابویزید مدینی کہتے ہیں: حضرت عمار رض نے بلوۂ جمل کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض سے کہا: آپ کا یہ سفر اس عہد سے جو آپ سے لیا گیا تھا کتنا دور رہا یعنی آپ کو اپنے گھر میں قرار پکڑنے کا حکم دیا گیا تھا (یہ سفر اس عہد کے خلاف رہا)۔ حضرت عائشہ طاہرہ مطہرہ رض نے فرمایا: تم کون ہو؟ ابوالیقظان؟ انہوں نے کہا ہاں۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض نے فرمایا: اللہ کی قسم تم حق کہنے والے ہو۔ حضرت عمار رض نے کہا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کی زبان سے میرے حق میں یہ بات کہلوا دی (فتح الباری جزء ۱۶ ص ۱۲۹ بحوالہ طبری)۔ ابویزید مدینی کا واقعہ جمل میں شریک ہونا ثابت نہیں لہٰذا یہ روایت لغو ہے۔ مزید برآں "اپنے گھروں میں بیٹھی رہو" کے حکم کو بے محل استعمال کیا گیا ہے۔

حضرت علی رض سے جمل والوں کے متعلق پوچھا گیا: کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا شرک سے تو وہ بھاگے ہیں۔ پوچھا: کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا: منافقین تو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے مگر تھوڑا۔ پوچھا: آخر وہ کیا ہیں؟ فرمایا: ہمارے بھائی ہیں۔ انہوں نے ہم پر زیادتی کی ہے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص ۲۵۶ و بیہقی جزء ۸ ص ۱۷۳) راوی ابوالعنبس پہچانا نہیں جاتا۔ دوسری سند جو بیہقی جزء ۸ کے ص ۱۷۴ پر ہے اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے)۔

حضرت علی رض نے دونوں طرف کے مقتولین کی نماز جنازہ پڑھائی اور مقتولین کے کٹے ہوئے ہاتھوں اور پیروں کو ایک بڑی قبر میں دفن کر دیا (طبری جزء ۳ ص ۵۴۲)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

اہل بصرہ نے حضرت علی رض کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت علی رض بیت المال گئے۔ اس میں چھ لاکھ سے زیادہ درہم تھے۔ حضرت علی رض نے وہ درہم اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دئے۔ ہر ایک کے حصہ میں پانچ پانچ سو درہم آئے۔ سبائیہ کو یہ تقسیم پسند نہیں آئی۔ انہوں نے حضرت علی رض پر طرح طرح کے اعتراضات کئے (طبری جزء ۳ ص ۵۴۴)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

جمل کے دن حضرت علی رض نے فرمایا: اے اللہ میرا یہ ارادہ نہیں تھا۔ اے اللہ میں یہ نہیں چاہتا تھا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص ۲۷۵)۔ حضرت علی رض سے روایت کرنے والا حبیب بن ابی ثابت ہے۔ اس کی حضرت علی رض سے ملاقات نہیں ہوئی لہٰذا اس روایت کی سند منقطع ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض سے ان کے سفر کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: تقدیر میں ایسا ہی تھا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص ۲۸۱) راوی عبید بن سعد کا حال نہیں ملتا۔

حضرت علی رض نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کے شایانِ شان سفر کا سامان مہیا کیا۔ سواری، زادِ راہ اور سامانِ سفر (غرض یہ کہ ہر ضروری چیز) کا انتظام کیا۔ مکہ معظمہ سے ان کے ساتھ آنے والوں میں سے جو لوگ زندہ بچ گئے تھے ان کو بھی روانہ کر دیا سوائے دو شخصوں کے جنہوں نے بصرہ میں قیام کرنا پسند کیا۔ حضرت علی رض نے بصرہ کی مشہور و معروف چالیس عورتوں کو حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کے ساتھ کر دیا۔ حضرت علی نے سامان سفر کی تیاری کا حکم محمد بن ابی بکر کو دیا تھا (انہوں نے تمام سامان مہیا کیا)۔ جب روانگی کا دن آیا تو حضرت علی رض حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں رخصت کرنے کے لئے کھڑے رہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ رخصت کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض نے سب کو رخصت کیا۔ انہوں نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ہم نے (تمام)

روانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ سے فرمایا تھا: عنقریب تمہارے اور عائشہؓ کے درمیان اختلاف ہوگا۔ حضرت علی رضؓ نے عرض کیا تو میں بڑا بدبخت ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایسا ہو تو عائشہ کو امن کی جگہ لوٹا دینا (مسند امام احمد عن ابی رافع جزء ۶ صـ ۳۹۳ ۔ سندہٗ حسن)۔

= ہیں) دیر کرنے والا اور کوتاہی کرنے والا سمجھ کر خفگی کا اظہار کیا تھا۔ ہمارے اس اختلاف کی بنیاد پر کوئی شخص کسی شخص پر کسی قسم کی زیادتی نہ کرے۔ میرے اور علیؓ کے باہمی تعلقات شروع سے بھاوج اور دیور کے تعلقات کے مثل رہے لیکن میری خفگی کے باوجود وہ یقیناً نیک لوگوں میں سے ہیں۔ حضرت علی رضؓ نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے فرمایا: اے لوگو، اللہ کی قسم انہوں نے سچ فرمایا اور نیک بات کہی۔ میرے اور ان کے تعلقات ایسے ہی رہے (جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے)۔ بے شک وہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہ رضؓ روانہ ہوئیں تو حضرت علی رضؓ ان کو چھوڑنے کے لئے کئی میل ان کے ساتھ گئے اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ ایک دن ان کے ساتھ رہیں (طبری جزء ۳ صـ ۵۴۷)۔ سیف بن عمر راوی کذّاب ہے۔

جب حضرت علی رضؓ غالب ہوگئے تو انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ سے کہلوایا کہ آپ واپس مدینہ چلی جائیں۔ انہوں نے جانے سے انکار کر دیا۔ حضرت علی رضؓ نے کہلوایا: اللہ کی قسم آپ چلی جائیں ورنہ میں بکر بن وائل قبیلہ کی عورتیں بھیج دوں گا جن کا عذاب تیز چھریاں ہیں وہ آپ کو پکڑ لیں گی۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ نے یہ بات دیکھی تو روانہ ہوگئیں (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صـ ۲۸۴)۔ جحش راوی کا حال نہیں ملتا۔ کتنا بڑا جھوٹ ہے جو حضرت علی رضؓ کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ حضرت علی رضؓ ایسا نہیں کہہ سکتے۔ یہ ان کے شایانِ شان نہیں۔ مزید برآں حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ وطاہرہ مطہرہ رضؓ کا مدینہ منورہ جانے سے انکار بعید از عقل ہے۔ بصرہ میں آخر وہ کیوں رہتیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ نے فرمایا: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس ہی دفن کر دینا اس لئے کہ میں نے آپ کے بعد ایک نئی بات کی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صـ ۲۶۰)۔ اس روایت میں قیس نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ سے سننے کی صراحت نہیں کی۔ مزید برآں یہ روایت صحیح بخاری کی روایت کے بھی خلاف ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ کے یہ الفاظ ہیں: "میں نہیں چاہتی کہ دوسری بیویوں کے مقابلہ میں مجھے کوئی برتر مقام دیا جائے"۔ الغرض مصنف ابن ابی شیبۃ کی روایت ناقابل اعتبار ہے۔ یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ کے موقف کو غلط ثابت کرنے کے لئے کسی دشمن نے گھڑی ہے۔ دشمن غالباً وہ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ اور قیس کے درمیان ہے اور جس کا نام نہیں لیا گیا۔

واقعۂ جمل کا صحیح اور مختصر حال

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ مہاجرین اور انصار نے بیعت کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بصرہ چلے گئے۔ حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ اور حضرت عمارؓ کو کوفے روانہ کیا تاکہ وہ اہل کوفہ کو حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کی بصرہ میں تشریف آوری سے مطلع کریں۔ حضرت عمارؓ نے کوفہ کے باشندوں سے کہا: اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے۔ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کس کی اطاعت کرتے ہو، اُس کی یا اُن کی؟ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہؓ کے ساتھی اور حضرت علیؓ کے ساتھی ایک دوسرے کے قریب فروکش ہو گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ وطیبہ ومطہرہؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر لعنت بھیجی تو حضرت علیؓ نے بھی قاتلینِ عثمان پر لعنت بھیجی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے ساتھیوں نے قاتلینِ عثمانؓ کے خلاف نعرے لگائے تو حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ قاتلینِ عثمانؓ کو رسوا کرے۔ حضرت عمران بن حصینؓ نے باہمی لڑائی کو پسند نہیں کیا۔ انہوں نے حجیر کی قوم کو اپنی رائے سے مطلع کیا تو حجیر کی قوم کے رؤسا نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہؓ کو نہیں چھوڑ سکتے۔ لڑائی کے آثار نظر آئے تو حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ سے فرمایا: ان نادان لوگوں کو سمجھاؤ کہ لڑائی میں خیر نہیں۔ لڑائی یعنی بلوہ اچانک شروع ہو گیا۔ حضرت زبیرؓ واپس ہو گئے۔ وہ واپس چلے جا رہے تھے کہ راستے میں انہیں عمرو بن جرموز نے قتل کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا اشتر سے مقابلہ ہوا۔ دونوں زخمی ہو گئے۔ حضرت طلحہؓ کے فرزند محمد کو اشتر نے شہید کر دیا۔ عبداللہ بن بدیل نے لوگوں سے کہا: حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے اونٹ کی کوچیں کاٹ دو۔ لوگوں نے اونٹ کی کوچیں کاٹ دیں۔ عبداللہ بن بدیل اور محمد بن ابی بکرؓ نے ہودج کو اتارا۔ حضرت علیؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو عبداللہ بن بدیل کے مکان میں ٹھہرایا۔ حضرت علیؓ کو اس واقعہ کا بہت افسوس تھا۔

واقعۂ جمل کا تجزیہ

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ، حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ بصرہ چلے گئے۔ کسی صحیح روایت سے نہیں معلوم ہوتا کہ یہ لوگ بصرہ کیوں گئے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ قصاص طلب کرنے کے لئے گئے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بصرہ کیوں گئے۔ انہیں مدینہ منورہ جانا چاہیئے تھا جہاں اس وقت حضرت علیؓ مقیم تھے اور ان سے قصاص کا مطالبہ کرنا چاہیئے تھا۔ قصاص کے مطالبہ کے لئے کسی خاص شہر کو پسند کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔

اگر یہ کہا جائے کہ قاتلینِ عثمانؓ کی ایک بڑی جماعت بصرہ میں تھی لہٰذا ان کو سزا دینے کے لئے بصرہ گئے تو یہ بھی قرین قیاس نہیں۔ سزا دینا تو حکومت کا کام ہے۔ انہوں نے حکومت سے رجوع کیوں نہیں کیا؟

اگر یہ کہا جائے کہ وہ اپنی خلافت چاہتے تھے تو یہ بھی صحیح نہیں۔ امام مہلب کہتے ہیں: ان میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں کہ وہ حضرت علیؓ سے اپنی خلافت کے لئے لڑ رہا تھا اور نہ ان میں سے کسی نے اپنی خلافت کی دعوت دی (فتح الباری کتاب الفتن جزء ۱۶ ص ۱۶۶)

اگر یہ کہا جائے کہ قصاص کے مطالبہ کے لئے رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے بصرہ گئے تو یہ بھی صحیح نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ رائے عامہ ہموار کرنے کا نتیجہ بغاوت اور خانہ جنگی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ بدامنی ختم نہیں ہوتی بلکہ اور بڑھ جاتی ہے۔ جمہوریت جیسی لعنت کو پھلنے پھولنے کا موقع ملتا ہے۔ الغرض ان لوگوں کا بصرہ جانے کا مقصد ایک معمہ ہے جو کسی صحیح و صریح روایت سے حل نہیں ہوتا۔ البتہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کا حضرت عثمانؓ کے قاتلوں پر لعنت کرنے اور ان کے ساتھیوں کی قاتلینِ عثمانؓ کے خلاف نعرے لگانے سے اشارۃً یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ وہ لوگ قصاص چاہتے تھے۔

حضرت علیؓ کا اہل کوفہ کو برانگیختہ کرنے کا کیا مقصد تھا؟ کیا وہ قاتلینِ عثمانؓ کا دفاع کرنا چاہتے تھے؟ ایسا تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ تو علی الاعلان قاتلینِ عثمانؓ کے لئے بد دعاء کر رہے تھے۔ یہ بھی مقصد ہو سکتا ہے کہ "قاتلینِ عثمانؓ کوئی شرارت کر بیٹھیں تو ان کی سرکوبی کے لئے ان کے پاس طاقت در جمعیت ہونی چاہیئے"۔

اہل کوفہ کو برانگیختہ کرنے کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے ساتھ تعاون کیا جائے اور ان کے ساتھ مل کر قاتلینِ عثمان سے قصاص لیا جائے۔

الغرض اہل کوفہ کو برانگیختہ کرنے کا مقصد بھی ایک معمہ ہے جس کا حل کسی صحیح روایت میں نہیں۔

حضرت علیؓ کے قول سے جو صفحہ ۱۹ پر گذر چکا ہے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں طرف سے بعض نادان لوگ جنگ کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے اس کو سخت ناپسند کیا اور حضرت حسنؓ سے کہا کہ ان میں مصالحت کی کوشش کریں۔

حضرت زبیرؓ نے بھی جنگ کو پسند نہیں کیا اور واپس چلے آئے۔ راستہ میں عمرو بن جرموز نے انہیں قتل کر دیا۔ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہوتا کہ کس طرح قتل کیا۔

جب دونوں فریق قاتلینِ عثمان کے خلاف تھے تو جنگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں یہی ہو سکتا ہے کہ قاتلین عثمانؓ نے بلوہ کر دیا اور اپنے کو بچانے کی صورت نکالی۔ لہٰذا اس واقعہ کو جنگ کہنا صحیح نہیں۔ یہ ایک بلوہ تھا جس میں حضرت زبیرؓ اور حضرت محمد بن طلحہؓ شہید ہو گئے۔

اونٹ کی کوچیں کیوں کاٹی گئیں، کوچیں کاٹنے کا مقصد کیا تھا کسی صحیح روایت میں نہیں ملتا۔

ہو سکتا ہے کہ وہ باغی ٹولہ جس نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو بھی شہید کرنا چاہتا ہو اور ہودج پر مسلسل تیر برسا رہا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو تیروں کی زد سے بچانے اور محفوظ کرنے کے لئے اونٹ کو بٹھایا گیا ہو اور ان کو کسی محفوظ مقام پر منتقل کر دیا گیا ہو۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کی موجودگی حملہ اور جوابی دفاع کی شدت کے باعث ہو لہٰذا ان کو میدانِ بلوہ سے دور کر کے بلوے کا سدباب کیا گیا ہو۔

بہرحال اونٹ کی کوچیں کاٹنے کا مقصد بھی ایک معمہ ہے۔

الغرض واقعہ جمل میں کئی جگہ خلاء ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی معمولی حادثہ تھا جو محض اتفاقی طور پر بلوہ کی صورت میں نمودار ہوا اور ختم ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ دین اور ثقہ راویوں نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی لیکن جب کسی خاص شخص یا اشخاص نے اس اتفاقی حادثہ کو دلفریب بنانا چاہا تو بے شمار روایتیں گھڑ گھڑا کر خلاؤں کو پُر کر دیا اور اس حادثہ کو افسانہ بنا دیا اور صحابۂ کرام کی طرف وہ باتیں منسوب کر دیں جو ان کے شایانِ شان نہیں تھیں۔

افسانۂ جمل اور اس کا تجزیہ

جب حضرت عثمانؓ شہید کر دئے گئے تو صحابۂ کرامؓ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر برضاء و رغبت بیعت کی۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے بالجبر بیعت لینے کی تمام روایتیں باطل ہیں۔ افسانہ کی روایت کے مطابق انہوں نے تو خود حضرت علیؓ سے چمٹنے کا حکم دیا تھا تو پھر وہ خود برضاء و رغبت بیعت کیوں نہیں کرتے؟ یہ اس ناول کی من گھڑت باتیں ہیں۔ کس پر یقین کیا جائے؟ صحابۂ کرام نے حضرت علیؓ سے

قصاص کا مطالبہ کیا۔ حضرت علیؓ نے مجبوری کا اظہار کیا۔ صحابہ کرام نے ان کی مجبوری کو تسلیم کر لیا اور خاموش ہو گئے۔ جب ملک کے حالات زیادہ خراب ہوئے تو حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کو بلایا اور ان سے مشورہ کیا۔ ان دونوں نے کہا: آپ ہمیں مدینہ کے باہر جانے دیجئے تاکہ ہم کوئی تدبیر کریں۔ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ حضرت علیؓ کی اجازت سے مکہ معظمہ چلے گئے۔

حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر سن کر حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہؓ نے اہل مکہ سے فرمایا: مشورہ کرو پھر ان فتنہ انگیز لوگوں کی طرف چلو۔

حضرت عثمان کی شہادت اور حضرت علیؓ کی برضا و رغبت بیعت کے علاوہ اوپر کی تمام روایتیں جھوٹی ہیں۔ ہر روایت میں سیف بن عمر ہے جو کذّاب ہے۔

افسانۂ جمل میں وہ مقصد بتایا گیا ہے جس مقصد کے لئے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ طیّبہ و مطہرہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ بصرہ گئے تھے اور وہ مقصد یہ تھا کہ باغیوں یعنی حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو عبرتناک سزا دی جائے اور بعد والوں کو آئندہ ایسی حرکت کرنے سے باز رکھا جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا اپنے بھائیوں کے پاس بصرہ چلو۔ لوگوں نے بصرہ جانے کا فیصلہ کیا۔ واقعۂ جمل کے ضمن میں (ص۳۱ پر) ہم نے اس مقصد پر تبصرہ کیا ہے اُس تبصرہ کی روشنی میں یہ مقصد ناقابلِ فہم ہے۔ یہ تمام روایتیں سیف بن عمر کی روایت کردہ ہیں جو کذّاب ہے۔

لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ سے عرض کیا: آپ بھی چلئے اگر اللہ تعالیٰ نے صلح کرا دی تو بہت اچھا ہے۔ آپ کا مقصد بھی یہی ہے۔ یہ روایت بھی سیف بن عمر نے بنائی ہے۔ مندرجہ بالا روایت کے مطابق وہ تو خود کہہ رہی ہیں "چلو" پھر انہی سے یہ کہنا آپ بھی چلئے ناقابلِ فہم ہے سیف بن عمر نے بلا سوچے سمجھے ناول نویسی کی ہے۔

اوپر ذکر تھا کہ یہ لوگ باغیوں کو سزا دینے کے لئے بصرہ گئے تھے لیکن اس روایت میں صلح کا ذکر ہے۔ باغیوں سے صلح کیسے ہو سکتی ہے؟ باغیوں کو سزا اور باغیوں سے صلح یہ عجیب تضاد ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: اس قوم کے مقابلہ کے لئے چلو جو تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کر رہے ہیں، شاید اللہ تمہارے ذریعہ ان کی اصلاح فرمائے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: ام المؤمنینؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بصرہ جا رہے ہیں تاکہ اہلِ بصرہ کی اصلاح کریں۔

حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ وغیرہ کی اصلاح کے لئے جا رہے ہیں اور وہ لوگ اہلِ بصرہ کی اصلاح کے لئے جا رہے ہیں۔ عجیب و غریب بیان ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت علیؓ بھی اہلِ بصرہ کی اصلاح کے لئے جا رہے تھے تو پھر اختلاف ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔ دونوں کو مل جانا چاہیئے تھا۔

اہلِ بصرہ میں کیا خرابی تھی جس کی اصلاح کے لئے وہ لوگ روانہ ہوئے تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ باغیوں کی اصلاح منظور تھی تو یہ بھی صحیح نہیں اس لئے کہ باغیوں کو تو قصاص میں قتل کرنا تھا۔ اصلاح کیسی؟ الغرض دونوں روایتیں سیف بن عمر ہی کی وضع کردہ ہیں۔

حَوْأب کے چشمہ پر کتّے بھونکنے کی جو روایت ہے وہ بالکل جھوٹ ہے۔ یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ طیبہؓ کے اقدام کو غلط ثابت کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

بصرہ کے راستہ میں ملیح بن عوف کے سوال پر حضرت زبیرؓ نے فرمایا ہم قاتلینِ عثمانؓ سے جنگ کریں گے۔ اوپر ذکر تھا کہ صلح کرائیں گے یا اصلاح کریں گے یہاں ذکر ہے کہ جنگ کریں گے۔ آخر کس بات کو صحیح سمجھا جائے۔ یہ سب کچھ سیف بن عمر کا کرشمہ ہے۔

بصرہ پہنچ کر حضرت زبیرؓ نے فرمایا: ہم سے بیان کیا گیا تھا کہ یہاں بہت دولت ہے لہٰذا ہم اس کو لینے آئے ہیں۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی مجہول ہے۔ اس روایت میں اوپر کی روایتوں کے برخلاف بصرہ جانے کا مقصد دولت حاصل کرنا تھا نہ کہ اصلاح یا صلح یا جنگ۔ آخر کس روایت پر یقین کیا جائے؟

بصرہ کے حاکم عثمان بن حنیفؓ نے حضرت طلحہؓ کے ساتھیوں کو بصرہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ انھوں نے اعلان کرایا کہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

جو لوگ اصلاح کے لئے آرہے ہیں ان کو روکنے کا کیا مقصد تھا۔ حضرت عثمان بن حنیفؓ جو کہ ایک صحابی ہیں ان کا حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ وغیرہ کو روکنا اور ان سے جنگ کا اعلان کرنا ان کی شان کے قطعاً منافی ہے۔ یہ سیف بن عمر کا حضرت عثمان بن حنیفؓ پر بہتان ہے۔

ایک رات کو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ مع اپنے ساتھیوں کے مسجد گئے۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے امامت کے لئے عبدالرحمٰن بن عتاب کو آگے کر دیا۔ اس پر جاٹوں اور کاشتکاروں نے ہتھیار اٹھا لئے۔ مسجد میں خوب لڑائی ہوئی حضرت عثمان بن حنیفؓ کو حضرت طلحہؓ کے ساتھیوں نے مارا۔ ان کے چہرے کے تمام بال اکھاڑ ڈالے۔ ایک صحابی پر یہ تشدّد اور اس کے ساتھ یہ توہین آمیز حرکات حضرت طلحہؓ یا حضرت زبیرؓ ہرگز برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ یہ واقعہ ابو مخنف کذّاب نے بنایا ہے۔

بالآخر دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل صف آراء ہو گئے۔ حکیم بن جبلہ نے جو منافق تھا جنگ شروع کر دی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے منادی جنگ روکنے کا اعلان کرتے رہے اور صرف مدافعت کرتے رہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے اعلان کرایا جو شخص حضرت عثمانؓ کے قتل میں ملوث نہ ہو وہ ہمارے مقابلہ سے ہٹ جائے۔ ہماری جنگ صرف حضرت عثمانؓ کے

قاتلوں سے ہے۔ اس اعلان پر بصرہ کے تمام لوگ جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھے مقابلہ کے لئے جمع ہو گئے۔ الغرض ایک شخص کے علاوہ جو بھاگ گیا تھا تمام قاتلینِ عثمان قتل کر دئے گئے۔

اس روایت سے ان لوگوں کے بصرہ آنے کا مقصد معلوم ہو جاتا ہے۔ اس مقصد پر ہم ص۳۱ پر تبصرہ کر چکے ہیں۔ یہ مقصد بعید از عقل ہے۔ اس بعید از عقل مقصد کا راوی وہی سیف بن عمر کذّاب ہے۔ الغرض حضرت عثمانؓ کے قاتل جو بصرے کے رہنے والے تھے سوائے ایک شخص کے سب قتل ہو گئے۔ یہاں پہنچکر افسانۂ جمل کا پہلا حصّہ ختم ہو جاتا ہے۔ اب دوسرا حصّہ شروع ہوتا ہے۔

کوفہ کے امیر حضرت ابوموسیٰؓ نے حضرت علیؓ کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت علیؓ نے قرظہ بن کعب کو کوفہ کا امیر مقرر کر دیا اور حضرت ابوموسیٰؓ کو معزول کر دیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ کو کوفہ روانہ کیا تاکہ وہاں کے حالات کی اصلاح کریں۔ حضرت حسن نے کوفہ میں اعلان کیا: اللہ کی قسم سوائے اصلاح کے ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے۔ الغرض بارہ ہزار آدمی حضرت علیؓ کی مدد کے لئے روانہ ہوئے۔

حضرت علیؓ بارہ ہزار کا لشکر ساتھ لے کر بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت علیؓ چاہتے تھے کہ راستہ ہی میں حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو روک کر مدینہ منوّرہ روانہ کر دیں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ حضرت علیؓ زبذہ پہنچ گئے۔ انہوں نے فرمایا: بے شک طلحہؓ اور زبیرؓ نے بخوشی بیعت کی تھی لیکن اب انہوں نے اس کو توڑنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے اُن سے لڑنے کے لئے لوگوں کو ابھارا۔ حضرت علیؓ نے کہا: ہم اصلاح کی غرض سے بصرہ جا رہے ہیں۔ اگر وہ راضی نہیں ہوئے تو ہم اپنی مدافعت کریں گے اور فساد سے احتراز کریں گے۔ ہمارے ساتھ وہ شخص نہ جائے جس نے حضرت عثمانؓ کے قتل میں کسی قسم کا حصہ لیا ہو۔ ہمارا بصرہ جانا صلح کے لئے ہے نہ کہ جنگ کے لئے۔ ہم اصلاح چاہتے ہیں تاکہ امّت کے لوگ پھر بھائی بھائی بن جائیں۔ ہماری نیّت اور ہماری خواہش اصلاح کی ہے۔

ایک طرف تو حضرت علیؓ لوگوں کو لڑنے کے لئے ابھار رہے ہیں تو دوسری طرف فرماتے ہیں ہم اصلاح چاہتے ہیں نہ کہ جنگ اگر وہ لڑیں گے تو ہم صرف مدافعت کریں گے۔ دونوں بیانوں میں کتنا تضاد ہے!!

بصرہ میں دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے مقابل پڑاؤ کیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا: یہ لشکر تم کیوں لے کر آئے ہو۔ حضرت زبیرؓ نے کہا میں آپ کو اپنے سے زیادہ خلافت کا اہل نہیں سمجھتا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تم بھی تو خلافت کے اہل نہیں ہو۔ پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ سے چمٹنے کا حکم دیا اب وہ اپنے ہی قول کے خلاف حضرت علیؓ کے مخالف ہو گئے۔ کیوں؟ یہ روایت لغو ہے۔

حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تم

ایک دن مجھ سے ضرور لڑو گے۔ یہ سن کر حضرت زبیرؓ نے کہا: اللہ کی قسم میں تم سے نہیں لڑوں گا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کے اس فعل پر طعنہ دیا تو وہ قسم کا کفّارہ ادا کرکے پھر میدان میں آڈٹے۔

لوگوں نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ پر دباؤ ڈالا کہ حضرت علیؓ پر حملہ کر دیں۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ کعب بن سور نے بھی اپنی قوم سے یہی بات کہی۔ قوم نے کہا ہم صلح کے خواستگار ہیں (نہ کہ جنگ کے)۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: اے لوگو، اپنے کو قابو میں رکھو، اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔ ان لوگوں سے کچھ نہ کہو۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔

حضرت عائشہ طاہرہ مطہرہؓ نے محمد بن طلحہؓ سے فرمایا اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے دو بیٹوں میں سے جو اچھا تھا اس کے مثل ہو جاؤ تو ضرور ایسا کرو۔

الغرض لڑائی کوئی نہیں چاہتا تھا۔ اسی خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حضرت علیؓ نے حضرت قعقاعؓ صحابی کو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا: جاؤ اور انہیں الفت اور جماعت کی دعوت دو، تفرقہ سے ڈراؤ۔ حضرت قعقاعؓ، حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت قعقاعؓ نے کہا: اے والدۂ محترمہ، آپ نے کیوں تکلیف کی حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ و مطہرہؓ نے فرمایا: ہم اصلاح کرنے آئے ہیں۔ حضرت قعقاعؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے بھی ملے۔ انہوں نے بھی یہی کہا: ہم اصلاح کرنے آئے ہیں۔ حضرت قعقاعؓ نے پوچھا: اصلاح کی کیا صورت ہوگی۔ انہوں نے فرمایا: حضرت عثمانؓ کے قاتل قتل کر دئے جائیں۔ حضرت قعقاعؓ نے کہا: آپ نے حضرت عثمانؓ کے بصری قاتلوں کو قتل کر دیا ہے۔ لوگ غضبناک ہو گئے ہیں اور اب انہوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح اگر آپ نے دوسرے شہروں کے لوگوں کے ساتھ بھی یہی کیا تو بڑی تباہی آئے گی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت قعقاعؓ نے کہا: اس کام کے لئے امن و سکون کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا: (اے قعقاعؓ) تم نے ایک اچھی بات کہی۔ اگر حضرت علیؓ کا بھی یہی خیال ہے تو صلح ہو جائے گی۔ حضرت قعقاعؓ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور یہ سب باتیں ان سے بیان کر دیں۔ حضرت علیؓ بہت خوش ہوئے۔

صلح کا سوال تو جب پیدا ہوتا ہے جب دونوں لڑنے آئے ہوں۔ دونوں اصلاح کے لئے آئے ہیں تو لڑائی کیسی اور صلح کیسی؟

دونوں لشکر آگے بڑھے اور ایک دوسرے کے سامنے آگئے۔ تمام لوگ ایک دوسرے کے لشکر میں آنے جانے لگے۔ سب کی نیت صلح کی تھی اور سب صلح ہی کا تذکرہ کر رہے تھے۔ دونوں لشکروں کے درمیان حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ کی ملاقات ہوئی۔ صلح کے شرائط طے پا گئے۔ اس کے بعد لوگوں نے بڑے اطمینان سے رات گزاری۔ لیکن قاتلینِ عثمانؓ نے رات جاگ کر گزاری۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ صلح ان کے خونوں پر ہوتی ہے۔ مشورے ہوتے رہے بالآخر

یہ طے پایا کہ خاموشی کے ساتھ جنگ چھیڑ دی جائے۔
خاموشی کے ساتھ جنگ چھیڑنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ دونوں لشکروں کے درمیان جو کچھ ہوا وہ جنگ نہیں تھی بلکہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا بلوہ تھا۔
الغرض طے شدہ منصوبہ کے مطابق حضرت عثمان کے قاتلوں نے صبح اندھیرے میں دونوں لشکروں پر حملہ کر دیا۔ دونوں لشکر یہ سمجھتے رہے کہ اُدھر سے حملہ ہوا ہے حالانکہ دونوں طرف حملے کرنے والے سبائی تھے۔ دونوں طرف سے ہاتھ روکنے کا اعلان ہو رہا تھا لیکن سبائی کب باز آنے والے تھے وہ برابر جنگ کی آگ بھڑکا رہے تھے۔ اس بلوے میں حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت محمد بن طلحہؓ شہید ہو گئے۔
حضرت زبیرؓ واپس جا رہے تھے کہ عمرو بن جرموز اور چند باغی لوگوں نے ان پر اچانک حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن جرموز نے حضرت زبیرؓ کو سوتے میں قتل کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ عمرو نے انہیں اس حالت میں شہید کیا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ عجیب تضاد ہے! پھر بھی لوگوں کو اس افسانہ پر اعتماد ہے اور اس کی اشاعت شدّ و مدّ سے جاری ہے۔
حضرت طلحہؓ بھی واپس جا رہے تھے کہ ایک تیر ان کے آ کے لگا۔ وہ زخمی ہو گئے۔ حضرت قعقاعؓ نے کہا: آپ زخمی ہو گئے ہیں کسی گھر میں جا کر آرام کریں یعنی حضرت قعقاعؓ مخالف لشکر میں ہوتے ہوئے بھی ان کے خیر خواہ تھے۔ ثابت ہوا کہ وہ بلوہ تھا جنگ نہیں تھی۔
حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ کو بٹھایا اور ان کے چہرے سے مٹی پوچھی پھر فرمایا میں چاہتا ہوں کہ ان سے پہلے مر جاتا۔
ایک دن حضرت علیؓ اور اُن کے ساتھی حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی وفات کے صدمے سے بہت دیر تک روتے رہے۔
کیا یہ باتیں ثابت نہیں کرتیں کہ وہ جنگ نہیں تھی۔ بلوہ تھا۔
حضرت طلحہؓ بصرہ چلے گئے اور ایک مکان میں ان کا انتقال ہو گیا۔
بلوہ جاری تھا کہ حضرت علیؓ نے ایک نوجوان کو مامور کیا کہ وہ قرآن مجید کو دونوں فریقوں کے سامنے پیش کرے۔ اس نے دونوں لشکروں کے سامنے قرآن مجید کو پیش کیا۔ لوگوں نے اُسے قتل کر دیا۔
حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے حکم سے کعب بن سور نے بھی قرآن مجید کو پیش کیا لیکن کسی نے ان کی بات نہیں سنی۔ سبائی کسی حال میں بھی صلح کے لئے تیار نہیں تھے۔ انہوں نے کعب کو قتل کر دیا اور حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ و طاہرہؓ کے ہودج کو تیروں کا نشانہ بنا لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: اللہ کو یاد کرو، روزِ جزاء کا خیال کرو لیکن سبائی کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں تھے۔ سبائیوں سے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے لشکر نے بڑی سخت مدافعانہ جنگ کی،

اونٹ کے گرد لڑتے ہوئے دس ہزار آدمی مارے گئے (دس ہزار کی تعداد کتنی مبالغہ آمیز ہے جبکہ) لڑائی ظہر کے بعد شروع ہوئی اور مغرب کے وقت ختم ہو گئی۔

دونوں طرف سے لڑائی بند کرنے کا اعلان اور دونوں طرف سے قرآن مجید کو حکم ماننے کی دعوت دی جارہی تھی یعنی فریقین نہ لڑ رہے تھے اور نہ لڑنا چاہتے تھے آخر پھر یہ لڑائی کیوں جاری تھی لڑائی اس لئے جاری تھی کہ وہ لڑائی تھی ہی نہیں، بلوہ تھا اور بلوائی کسی کی نہیں سنا کرتے۔ ان کا تو مقصد فساد اور بگاڑ ہوتا ہے۔ الغرض دونوں طرف سے لڑائی بند کرنے کے اعلان کے باوجود سبائی اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوشاں تھے۔

حضرت قعقاعؓ نے ابن دلجہ سے کہا: اونٹ کو ذبح کر دے۔ اس نے اونٹ کی پنڈلی کاٹ دی۔ اونٹ گر پڑا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے کہا اونٹ کو ذبح کر دو۔ ایک شخص نے اونٹ کو زخمی کر کے گرا دیا۔ حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر سے کہا: ہودج کو اٹھالو اور اس پر خیمہ لگا دو۔ محمد بن ابی بکر اور حضرت عمارؓ نے ہودج کو اٹھایا اور ایک طرف رکھ دیا۔

کسی روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے کہا اونٹ کو ذبح کر دو، کسی روایت میں ہے کہ حضرت قعقاعؓ نے کہا، کسی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن بدیل نے کہا۔ کسی روایت میں ہے کہ حضرت قعقاعؓ اور زفر نے ہودج کو اتارا۔ افسانہ کیا ہے تضادات کا مجموعہ ہے۔

حضرت علیؓ نے بصد اکرام و احترام حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو مدینہ روانہ کر دیا۔ حضرت علیؓ نے دونوں طرف کے مقتولین کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان سب کے کٹے ہوئے اعضاء کو ایک قبر میں دفن کر دیا۔

حضرت علیؓ کا دونوں طرف کے مقتولین کا نماز جنازہ پڑھنا یہ بھی اس بات پر دلیل ہے کہ دونوں فریق آپس میں نہیں لڑے۔ وہ جنگ نہیں تھی کہ ایک فریق دوسرے کا دشمن ہوتا۔ وہ محض سبائیوں کا بلوہ تھا اور وہی دونوں طرف کے مسلمین کو قتل کر رہے تھے۔ اگر وہ دونوں آپس میں لڑتے تو کبھی ایک دوسرے کی خیر خواہی نہ کرتے۔ حضرت علیؓ کبھی حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی وفات پر نہ روتے اور نہ کبھی اس واقعہ پر افسوس کرتے۔

تعجب ہے کہ جب دونوں فریق سبائیوں سے انتقام لینا چاہتے تھے تو پھر وہ آپس میں مل کیوں نہیں گئے؟ دونوں متحد ہو کر سبائیوں کا مقابلہ کرتے تو مسلمین کا نقصان برائے نام ہوتا۔ آخر یہ بات حضرت علیؓ کو کیوں نہ سجھائی دی؟ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ ناول میں ایسا ہو جایا کرتا ہے۔ ناول میں فرضی کہانیاں ہوتی ہیں، حقائق نہیں ہوا کرتے۔

واقعۂ جمل اور افسانۂ جمل دونوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہؓ کے درمیان جنگ نہیں ہوئی۔ وہ تو سبائی منافقین کا بلوہ تھا۔ سبائی مُسلم کیسے ہو سکتے ہیں؟ کیا ام المؤمنینؓ کو قتل کرنے کی کوشش

کرنے والے مسلم ہو سکتے ہیں؟

نتیجہ و کامیابی

واقعۂ جمل سے تو معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کس حد تک اپنے مقصد میں کامیاب ہوئیں۔ واقعۂ جمل بہت مختصر ہے اور تفصیلات سے عاری ہے۔

افسانۂ جمل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ بصرے کے سبائیوں کے سلسلہ میں پوری طرح کامیاب ہوئیں۔ بصرہ کے تمام سبائی (سوائے ایک شخص کے) سب قتل ہو گئے۔

کوفہ کے سبائیوں کے قتل کے سلسلہ میں پانچ ہزار کی تعداد اگرچہ مبالغہ آمیز ہے تاہم اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ کوفہ کے سبائی بھی کافی تعداد میں قتل ہوئے اور یہ بھی ایک حد تک کامیابی ہی ہے۔

الغرض حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے ساتھیوں نے سبائیوں کا کافی حد تک قلع قمع کر دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے اس اقدام سے ایک طرف تو یہ فائدہ ہوا کہ قاتلینِ عثمانؓ کافی حد تک قتل ہو گئے، دوسری طرف یہ فائدہ ہوا کہ آئندہ کے لئے مفسدوں اور فتنہ پردازوں کو عبرت ہوئی کہ خلیفہ کا قتل کوئی کھیل تماشا نہیں کہ جس پر قوم خاموش رہے اور کوئی ردّ عمل نہ ہو۔

الغرض حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہؓ کا یہ اقدام نہایت بابرکت، سبق آموز اور عبرت انگیز تھا۔ ان کا پردہ نشین اور صنفِ نازک ہوتے ہوئے قدم اٹھانا نہایت جرأت مندانہ اقدام تھا۔ انہوں نے قانونِ اسلامی کو نافذ کرنے کی جو کوشش کی خواتین کی حد تک وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اللہ تعالیٰ اُن پر رحمتوں کی بارش برسائے۔

نوٹ: کیونکہ افسانۂ جمل ہی ثابت نہیں لہٰذا نتیجہ و کامیابی کے سلسلہ میں جو کچھ اوپر لکھا گیا وہ محض خیال آرائی ہے اور ثبت العرش ثم النقش کی رُو سے لایعنی ہے لیکن خرافات پسندوں اور افسانہ پرستوں کے لئے زیبِ داستاں ضرور ہے۔

مسعود احمد
امیرِ جماعت المسلمین

ہماری کتاب "تاریخ کا کفر" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اس کا مطالعہ کیجئے۔ "واقعۂ کربلا" اور "بلوۂ صفین" یہ دو تحقیقی کتابیں زیرِ کتابت وزیرِ ترتیب ہیں، ان کا انتظار کیجئے۔

"تاریخ الاسلام والمسلمین" کا تعارف

اسلام کے خلاف بہت سی سازشیں برپا ہوئیں۔ ایک سازش یہ بھی تھی کہ اسلام کی تاریخ کو مسخ کر دیا گیا۔ خود ساختہ واقعات کو رنگ آمیزی اور نمک مرچ لگا کر اس طرح پیش کیا گیا کہ پڑھنے والے اپنے اکابر کے متعلق بدظنی کا شکار ہو گئے اور جھوٹ سچ میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا۔

موجودہ زمانہ میں اسلام سے بیزار کرنے کے لئے یہ چال چلی گئی کہ ان فرضی واقعات کو تاریخی حقائق کے نام سے متعارف کرایا گیا۔ یہ سازش اتنی کارگر ہوئی کہ اکثر لوگوں کے ذہن مسموم ہو گئے اس سازش نے جو فتنے پیدا کئے وہ یہ ہیں :۔

(۱) انکارِ حدیث کے لئے فضاء سازگار ہو گئی (۲) جب حدیث پر سے اعتماد اٹھ گیا تو قرآن مجید کی من مانی تاویلیں کی جانے لگیں اور (۳) خلافتِ راشدہ کو ملوکیت میں تبدیل کرنے کا ذمہ دار صحابہ کرام رضؓ کو ٹھہرایا گیا۔

یہ وہ فتنے ہیں جو ہماری غلط تاریخ کی وجہ سے وجود میں آئے۔ پہلے دور کی غلط کتبِ تاریخ کی بنیاد پر دوسری کتبِ تاریخ وجود میں آئیں۔ علماء نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں انہیں کتبِ تاریخ کے افسانوں کو مستند سمجھ کر پیش کیا حالانکہ ان کے بطلان پر قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔

قرآن مجید کے بعد صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا جو درجہ ہے وہ کسی پر مخفی نہیں لیکن افسوس ہے کہ تاریخ کے سلسلے میں بھی علماء نے ان کتابوں سے بے اعتنائی کا ثبوت دیا اور تاریخ کے ان واقعات کو بھی تسلیم کر لیا جو ان صحیح ترین کتابوں سے متصادم تھے۔ ایسی حالت میں کیا ایک ایسی تاریخ کی ضرورت نہیں جو روایتاً اور درایتاً صحیح ہو؟ "تاریخ الاسلام والمسلمین" ایک مختصر تاریخ ہے، صرف قرآن مجید، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مستند احادیث سے ماخوذ ہے۔ یہ کتاب صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ اسلام کے متعلق مفید معلومات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ اس میں توحید، رسالت، قیامت اور دیگر مسائل پر سیر حاصل مواد موجود ہے۔ مؤلف: مسعود احمد۔ اپنے شہر کے کتب فروش سے طلب فرمایئے۔ مسلم کتاب گھر ۲/۱۶۲ حسین آباد بلاک ۲ فیڈرل بی ایریا۔ کراچی ۳۸ فون ۶۳۲۴۱۰۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی	اللہ تبارک وتعالیٰ	اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی	اللہ کا پسند کردہ دین اسلام	فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی	اللہ کا رکھا ہوا نام : مسلم	فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت	صرف ایک	یعنی	اللہ تعالیٰ سے تعلق	دنیوی تعلقات نہیں
وجہ افتخار	صرف ایک	یعنی	ایمان باللہ العظیم	وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین کی مطبوعات

- تفسیر قرآن عزیز .... (جلد اوّل تا ششم) (سورہ مؤمنون تک)
- توحید المسلمین .... (توحید کے موضوع پر ایک جامع کتاب)
- صلوٰۃ المسلمین ..... (نماز کی مکمل کتاب مع اعتراضات وجوابات)
- حج المسلمین .... (قرآن مجید وصحیح احادیث سے ماخوذ) • دعوات المسلمین ..... (مسنون دعائیں)
- منہاج المسلمین .... (اسلام کا ضابطۂ حیات) • برہان المسلمین ..... (فتنۂ انکارِ حدیث کا جواب)
- تفہیم الاسلام .... (ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب دو اسلام کا جواب)
- تلاش حق ...... (معیارِ حق کے بارے میں ایک رہنما تصنیف) • التحقیق فی جواب التقلید (تقلید کا رد)
- ذہن پرستی .... (ادیان اجداد کا ذہن پر اثر۔ شرک کی ایک قسم)
- صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین .... (ماخذ صرف قرآن مجید، صحیح بخاری، وصحیح مسلم) ضعیف احادیث سے پاک سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین کے حالات، ایک ہزار صفحات سے زائد صحیح ترین تاریخ۔
- تاریخ مطول .... {حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر خلافت عثمانیہ (ترکیہ) تک کے صحیح ترین اور مستند حالات (زیر ترتیب)}

پتہ :- مرکزی مسجد المسلمین
کھوکھرا پار، گیلان آباد ۱/۲ نمبر، نزد ملیر، کراچی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واقعۂ صِفّین

اور

افسانۂ صِفّین

مرتّبہ :-

مسعُود احمدؒ

جماعت المُسلمین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

کتاب کا نام . . . . واقعۂ صفّین اور افسانۂ صفّین
کتابت . . . . عبدالحفیظ خوشنویس
سالِ طباعت ۱۴۱۵ھ (۱۹۹۵ء)
اشاعت . . . . دوم
تعداد . . . . ایک ہزار
قیمت . . . .
مطبع . . . .

جماعت المسلمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

واقعۂ صفّین اور افسانۂ صفّین

تمہید

واقعۂ صفّین بھی واقعۂ جمل جیسا ایک اتفاقی حادثہ تھا۔ مورخین نے اپنی اپنی کتابوں میں جو واقعات لکھے تھے ان کو تاریخ کی حیثیت سے نہیں لکھا تھا بلکہ ان کو محض تاریخی مواد کی حیثیت سے جمع کر دیا تھا۔ لوگوں نے اس تاریخی مواد کی نہ جانچ پڑتال کی اور نہ ان کا تجزیہ کیا بلکہ ان کو من و عن صحیح مان کر مستند تاریخ کی حیثیت دے دی۔ الغرض اس طرح جھوٹے اور من گھڑت واقعات بھی تاریخ کا حصہ بن گئے۔ ایسی باتوں کو بھی صحیح واقعات کا درجہ دے دیا گیا جو محض افسانے کی کڑیاں تھیں۔ ایک معمولی سے واقعہ کو افسانہ بنا دیا گیا اور افسانہ کو حقیقت کا درجہ دے دیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سلف صالحین کے متعلق بے سروپا واقعات کو صحیح سمجھ لیا گیا۔ ان واقعات سے سلف صالحین کا کردار داغدار ہو گیا۔ دشمنانِ اسلام نے یہ واقعات گھڑے تھے پھر دشمنانِ اسلام ہی نے ان کو خوب اچھالا۔ بے تحقیق دشمنوں کی خبروں پر اعتماد کرنے والوں نے ان واقعات سے برئیت کا اظہار نہیں کیا بلکہ ان کو سینہ سے لگا لیا اور جب غیروں نے ان واقعات کو ان کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے معذرت خواہانہ انداز میں شرم سے سر جھکا دیا۔ کاش وہ کہتے کہ یہ ہماری تاریخ نہیں ہے۔ یہ جھوٹے واقعات ہیں جو دشمنوں نے گھڑ کر ہمارے سلف کی طرف منسوب کر دئے ہیں۔ ہمارے سلف وہ تھے جن کے اوصاف حمیدہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ ہم قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے خلاف کسی بھی واقعہ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ حیرت ہے کہ آج تک ایسی تاریخ نہیں لکھی گئی جس میں صرف صحیح سند سے ثابت شدہ واقعات درج ہوتے۔ الحمدللہ اللہ تعالٰی نے جماعت المسلمین کو یہ توفیق دی کہ اس نے صحیح تاریخ تیار کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اللہ تعالٰی کا شکر ہے کہ اس سلسلہ میں کام کا آغاز ہو چکا ہے اور صحیح تاریخ کی پہلی جلد زیر طباعت ہے۔ فللہ الحمد۔

جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے صفّین کے حالات کی تفصیل محض افسانہ نگاری کی مرہونِ منت ہے ورنہ اصل واقعہ جو صحیح روایات سے ثابت ہے بہت مختصر ہے۔ اس بات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہم نے صفّین کے حالات کے دو حصّے کر دئے ہیں۔ جو حالات یا واقعات صحیح سند سے ثابت ہیں ان کو متن میں صفحہ کے اوپر کے حصّہ پر لکھا گیا ہے اور جو حالات یا واقعات محض افسانے کی حیثیت رکھتے ہیں ان کو ذیلی حاشیہ میں لکھا گیا ہے۔

مسعود احمد
۲۸ صفر ۱۴۱۵ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

واقعۂ صفّین اور افسانۂ صفّین

واقعۂ صفّین

نوٹ : اس سلسلہ میں صرف چند واقعات ہیں جو آئندہ صفحات میں درج ہوں گے۔

افسانۂ صفّین

جب باغیوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا تو حضرت عمرو بن العاصؓ مدینہ (منورہ) چھوڑ کر شام کی طرف چل دئے۔ انہوں نے فرمایا: اے اہلِ مدینہ جو شخص یہاں مقیم رہے گا اگر اس کی موجودگی میں (حضرت عثمانؓ) شہید کر دئے گئے تو اللہ ضرور اس پہ ذلت مسلط کرے گا۔ جس شخص میں اتنی استطاعت نہ ہو کہ وہ ان کی مدد کر سکے تو اُسے مدینہ چھوڑ کر چلا جانا چاہئے۔ حضرت عمروؓ بن العاص کے ساتھ ان کے بیٹے عبداللہ اور محمد اور بہت سے صحابہ نے مدینہ چھوڑ دیا (طبری جز ۳ ص ۵۵۸) سیف بن عمر کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمروؓ بن العاص کچھ عرصہ وادی السباع میں مقیم رہے (اور حالات کا جائزہ لیتے رہے) جب انہیں خبر ملی کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ (بلوۂ جمل میں) شہید ہو گئے تو انہیں صدمہ ہوا۔ ایک شخص نے ان سے کہا (حضرت) معاویہؓ (حضرت) علیؓ کی بیعت کرنا نہیں چاہتے اگر آپ ان کے پاس چلے جائیں (تو بہتر ہے) اس لئے کہ وہ (حضرت) عثمان کی شہادت کو بہت اہمیت دے رہے ہیں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہے ہیں (طبری جز ۳ ص ۵۵۹) راوی محمد بن عمر واقدی کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ اپنے بیٹے عبداللہ کے مشورہ سے شام چلے گئے۔ اہلِ شام امیر معاویہؓ کو قصاص کے لئے آمادہ کر رہے تھے۔ حضرت عمروؓ نے اہلِ شام سے کہا: تم واقعی حق پہ ہو لہٰذا تم قصاص کا مطالبہ کرو۔ حضرت معاویہؓ نے ان کی بات کی طرف کوئی توجہ نہیں دی تو حضرت عمرو بن العاصؓ (تنہائی میں) حضرت معاویہؓ سے ملے اور ان سے کہا: مجھے تعجب ہے میں آپ کی حمایت پہ آمادہ ہوں اور آپ مجھ سے منہ پھیر رہے ہیں۔ اگر ہم آپ کے ساتھ قصاص کا مطالبہ کریں تو ہمیں اس شخص سے جنگ کرنی ہو گی جس کی سبقتِ اسلام، فضیلت اور قرابتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آپ واقف ہیں لیکن ہم نے دنیا کو اختیار کیا ہے۔ حضرت عمروؓ کی یہ بات سن کر حضرت معاویہؓ نے ان سے صلح کر لی۔ (طبری جلد ۳ ص ۵۶۰) محمد بن عمر کذاب ہے (یہ کذاب وہاں تنہائی کی ملاقات میں کیسے پہنچ گیا؟) یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے حضرت جریرؓ کو ایک خط دے کر امیر معاویہؓ کے پاس روانہ کیا۔ اس خط میں انہوں نے حضرت معاویہؓ کو لکھا کہ مہاجرین اور انصار نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے، تم بھی بیعت کر لو۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے امیر معاویہؓ کو مشورہ دیا کہ شام کے رؤسا کو مدد کے لئے لکھیئے اور حضرت عثمانؓ کے خون کا الزام حضرت علیؓ پر لگا کر ان سے جنگ شروع کر دیجئے۔ حضرت معاویہؓ =

= نے اس رائے پر عمل کیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۱) راوی ابوالحسن پہچانا نہیں جاتا۔ راوی عوانہ کا حال نہیں ملتا (ان مجہول راویوں نے دونوں صحابیوں پر دنیا پرستی کا کیسا الزام لگایا ہے!) یہ روایت باطل ہے۔

(حضرت جریرؓ حضرت علیؓ کا خط لے کر حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچے) انہی ایام میں حضرت نعمان بن بشیرؓ حضرت عثمانؓ کی وہ قمیص جس قمیص کو پہنے ہوئے وہ شہید ہوئے تھے لے کر شام پہنچے۔ حضرت نعمانؓ کے پاس حضرت عثمانؓ کی بیوی حضرت نائلہؓ کی کٹی ہوئی انگلیاں بھی تھیں جو حضرت عثمانؓ کے قاتل کی تلوار کو روکنے کی وجہ سے کٹ گئی تھیں۔ حضرت معاویہؓ نے وہ قمیص منبر پر رکھ دی اور انگلیاں لٹکا دیں۔ لوگ قمیص کو دیکھ کر زار و قطار روتے تھے۔ لوگوں نے قسمیں کھائیں کہ ہم اپنی بیویوں کے پاس نہیں جائیں گے اور نہ بستروں پر سوئیں گے جب تک حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو قتل نہ کر دیں گے اور جو شخص درمیان میں حائل ہوگا اسے بھی قتل کر دیں گے یا خود ختم ہو جائیں گے۔ وہ قمیص روزانہ منبر پر رکھی جاتی تھی۔ کبھی کبھی حضرت معاویہؓ اس قمیص کو پہن بھی لیا کرتے تھے اور اپنے گلے میں نائلہؓ کی انگلیاں ڈال لیا کرتے تھے۔ ایک سال تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ حضرت جریرؓ نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۱) سیف بن عمر کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت جریرؓ نے واپس جا کر سارا حال حضرت علیؓ سے بیان کر دیا۔ اشتر نے حضرت جریرؓ کے ساتھ گستاخی کی۔ حضرت جریرؓ قرقیسا چلے گئے اور حضرت معاویہؓ کو لکھا فوراً حضرت علیؓ پر حملہ کر دو (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۱) ابوالحسن پہچانا نہیں جاتا۔ عوانہ کا حال نہیں ملتا۔ یہ روایت باطل ہے۔

حضرت علیؓ نے صفین جانے کا ارادہ کیا اور جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ امیر معاویہؓ کو حضرت علیؓ کا ارادہ معلوم ہوا تو انہوں نے بھی جنگ کی تیاری شروع کر دی (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۲) راوی ابوبکر الھذلی کذاب ہے (کامل ابن عدی جزء ۳ صفحہ ۱۱۶۵) معاویہ بن عبدالرحمٰن مجہول ہے (میزان الاعتدال) دونوں ڈیڑھ لاکھ سپاہیوں کے ساتھ آئے (البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ صفحہ ۲۶۰) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ابوشیبہ کہتا ہے صفین میں ستر بدری صحابہ شریک تھے۔ امام شعبہ کہتے ہیں ابوشیبہ نے غلط کہا، صفین میں صرف حضرت خزیمہ بن ثابتؓ شریک تھے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوایوبؓ اور سہل بن حنیف شریک تھے۔ امام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ ابن بطہ نے روایت کیا ہے کہ بکیر نے کہا اہل بدر گھروں میں بیٹھے رہے (کوئی بدری صحابی شریک نہیں ہوا) (البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ صفحہ ۲۵۳) بکیر سے آگے سند نہیں ہے۔

جب حضرت علیؓ رقہ پہنچے تو انہوں نے اہل رقہ سے فرمایا: "میرے لئے یہاں دریائے فرات پر پل بنا دو تاکہ میں دریا عبور کر کے شام کی سرزمین میں داخل ہو جاؤں۔ اہلِ رقہ نے پل بنانے سے انکار کر دیا۔ حضرت علیؓ منبج کے پل کی طرف چلے گئے اور اشتر کو وہیں چھوڑ گئے۔ اشتر نے اہل رقہ کو دھمکی دی تو انہوں نے پل بنا دیا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ بھی رقہ لوٹ آئے اور دریا کو پار کر لیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۳) اس روایت کی سند میں دو راوی ابومخنف اور ہشام بن محمد کذاب ہیں لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

جب حضرت علیؓ رقہ میں تھے تو ان کی ملاقات ایک راہب سے ہوئی۔ اس نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی کی لکھی ہوئی ایک کتاب حضرت علیؓ کو سنائی۔ اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق پیشین گوئی تھی۔ اس میں یہ بھی تھا کہ اس رسول کی امت میں سے ایک شخص فرات کے کنارے سے گذرے گا.... جو شخص اس کو پائے اس کی مدد کرے (البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ صفحہ ۲۵۴) اس روایت کی سند میں حبہ سخت ضعیف اور غالی شیعہ ہے اور مسلم اعور متروک

= ہے (یعنی اس پر جھوٹ کی تہمت ہے) [تہذیب التہذیب] الغرض یہ روایت جعلی ہے۔

دریائے فرات کو پار کرنے کے بعد حضرت علیؓ نے زیاد بن نضر اور شریح بن ہانی کو حکم دیا کہ وہ امیر معاویہؓ کی طرف بڑھیں۔ حکم کی تعمیل میں وہ دریائے فرات کے کنارے کنارے چلتے ہوئے عانات پہنچے۔ عانات میں انہیں خبر ملی کہ حضرت امیر معاویہؓ بھی مقابلہ کے لئے بڑھ رہے ہیں۔ زیاد اور شریح نے سوچا کہ ہمارے اور حضرت علیؓ کے درمیان دریا نہیں ہونا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ دونوں ایک دوسرے سے کٹ جائیں اور امیر معاویہؓ سے مقابلہ میں شکست کھا جائیں لہٰذا انہوں نے اہل عانات سے کہلوایا کہ ہمارے لئے پل بنا دو۔ انہوں نے پل بنانے سے انکار کر دیا۔ زیاد اور شریح وہاں سے واپس ہو گئے۔ ہیت پہنچ کر انہوں نے دریا کو پار کیا اور قرقیسا کے قریب پہنچ کر حضرت علیؓ کے لشکر سے مل گئے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۴) راوی ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے ان دونوں کو پھر آگے روانہ کیا۔ جب یہ دونوں روم کی سرحد پر پہنچے تو سامنے سے عمرو بن سفیان شامی لشکر کا مقدمۃ الجیش لے کر آتے ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے حضرت علیؓ کو اطلاع دی۔ حضرت علیؓ نے اشتر کو ان دونوں کی مدد کے لئے روانہ کیا اور اس کو مقدمۃ الجیش کا امیر بنا دیا۔ اشتر کو روانہ کرتے وقت حضرت علیؓ نے اس کو ہدایت کی کہ جنگ میں پہل نہ کرنا، بار بار اطاعت کی دعوت دینا۔ الغرض اشتر زیاد اور شریح سے جا ملا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے تھے۔ عمرو بن سفیان نے حملہ کیا۔ کچھ دیر جنگ ہوئی پھر عمرو واپس لوٹ گیا۔ دوسرے روز پھر بڑی زبردست جنگ ہوئی۔ شام کو دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ لوٹ گئے۔ اشتر نے اچانک شامی لشکر پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں شامی لشکر کا ایک سوار عبداللہ بن منذر مارا گیا۔ عمرو بن سفیان پیچھے ہٹ گیا اور اشتر آگے بڑھ گیا۔ اشتر نے عمرو کو اپنے مقابلہ کی دعوت دی۔ عمرو نے انکار کر دیا۔ بہرحال لڑائی رات تک جاری رہی۔ جب رات ہوئی تو لڑائی بند ہو گئی۔ رات کو کسی وقت شامی لشکر وہاں سے چلا گیا۔ اشتر اپنے مقدمہ کو لے کر آگے بڑھ گیا اور امیر معاویہؓ کے لشکر کے قریب پہنچ گیا۔ حضرت علیؓ بھی پیچھے پیچھے وہاں پہنچ گئے اور ایک مناسب مقام پر پڑاؤ کیا۔ کچھ دیر بعد چند نوجوان پانی لینے گئے تو شامیوں نے انہیں پانی نہیں لینے دیا۔ پانی پر جنگ ہوئی اور خوب ہوئی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اپنے لشکر کو حملہ کا حکم دیا تو اشتر نے بھی اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ بڑی سخت جنگ ہوئی (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۴ تا صفحہ ۵۶۷) راوی ابومخنف کذاب ہے۔ تقریباً یہی مضمون البدایہ والنہایہ جلد ۷ کے صفحہ ۲۵۵ پر ہے لیکن بے سند ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت معاویہؓ نے کہا: اللہ کی قسم میں ان کو پانی نہیں لینے دوں گا وہ پیاسے مر جائیں جس طرح حضرت عثمان پیاسے مر گئے (مروج الذہب ومعادن الجواہر یعنی تاریخ مسعودی جزء ۲ صفحہ ۳۷۵) بے سند ہے۔

کافی جنگ کے بعد شامیوں نے عراقیوں کے لئے گھاٹ خالی کر دیا۔ دونوں طرف کے سقے پانی بھرتے رہے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۸)۔ ابومخنف کذاب ہے۔ تقریباً یہی مضمون البدایہ جلد ۷ کے صفحہ ۲۵۶ پر ہے لیکن بے سند ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے صعصعہ بن صوحان کو قاصد بنا کر حضرت امیر معاویہؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت علیؓ نے صعصعہ کے توسط سے حضرت معاویہؓ سے کہلوایا کہ تم نے جنگ کی ابتداء کر کے غلطی کی، ہم تو بغیر حجت پوری کئے جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے۔ دوسری غلطی تم نے یہ کی کہ ہم کو پانی لینے سے روک دیا حالانکہ لوگ پانی سے رکنے والے نہیں، پانی تو وہ حاصل کر کے رہیں گے تم اپنے لشکر سے کہہ دو کہ پانی کا راستہ چھوڑ دے ورنہ (پھر) جنگ ہو گی اور پانی وہی حاصل کر سکے گا جو غالب ہو گا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۸ و صفحہ ۵۶۹)۔

ابومخنف کذاب ہے۔ البدایہ جلد ۷ ص۲۵۶ پر بھی تقریباً یہی مضمون ہے لیکن بے سند ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

صعصعہ کی حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں سے تلخ کلامی ہوئی۔ انہوں نے صعصعہ کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ امیر معاویہؓ نے کہا: صعصعہ سے کچھ نہ کہو۔ یہ قاصد ہے۔ صعصعہ نے امیر معاویہؓ سے پوچھا آپ کا کیا جواب ہے؟ امیر معاویہؓ نے کہا: میرا جواب تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ کچھ دیر بعد امیر معاویہؓ کی طرف سے متعدد سوار گھاٹ پر پہنچنا شروع ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے مقابلہ کیا اور گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ حضرت علیؓ نے اپنے سواروں سے فرمایا: پانی لے کر لوٹ آؤ اور پانی سے کسی کو نہ روکو۔ حضرت علیؓ کے سوار پانی لے کر لوٹ گئے۔ پھر دو دن تک دونوں لشکر خاموش پڑے رہے (تاریخ طبری جزء ۳ ص۵۶۹) ابومخنف راوی کذّاب ہے۔ البدایہ کی جلد ۷ ص۲۵۶ پر بھی تقریباً یہی مضمون ہے لیکن بے سند ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

سکون اور خاموشی کے ایام میں سبائی جماعت جو حضرت علیؓ کے ساتھ شریک تھی اور جس کا کوئی علیحدہ وجود نہیں تھا بڑی سرگرمی سے مصروفِ کار رہی۔ اس نے اپنی انتہائی کوشش اس بات میں صرف کر دی کہ لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت و رعایت مطلق نہ پیدا ہو سکے اور عداوت و نفرت ترقی کرے (تاریخ اسلام اردو مؤلفہ اکبر شاہ نجیب آبادی حصّہ اوّل ص۲۸۲) بے سند اور بے حوالہ ہے۔

دو روز بعد حضرت علیؓ نے بشیر بن عمرو، سعید بن قیس اور شبث بن ربعی کو امیر معاویہؓ کے پاس بھیجا۔ امیر معاویہؓ نے اُن سے پوچھا: علیؓ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: وہ تمہیں تقوے اور اطاعت کا حکم دیتے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: کیا میں حضرت عثمانؓ کے خون کو رائگاں جانے دوں۔ اللہ کی قسم میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ تلخ و تند گفتگو ہوئی اور بالآخر یہ سفارت بھی ناکام واپس ہو گئی (طبری جزء ۳ ص۵۶۹ و ص۵۷۰)۔ ابومخنف راوی کذّاب ہے۔ تقریباً یہی بات ابن کثیر نے لکھی ہے (البدایہ والنہایہ جزء ۷ ص۲۵۶) البدایہ کی روایت بے سند ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

[دراصل فریقین میں سے کوئی بھی جنگ کرنا نہ چاہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ برابر سال بھر آمنے سامنے بیٹھے رہے لیکن یہ صورتِ حال سبائیوں کے لئے غیر مفید تھی اسی لئے ان کی ہر ممکن کوشش یہ تھی کہ لڑائی لگی رہے (سیرۃ الاخوین اردو مؤلفہ خالد گھرجاکھی ذیلی حاشیہ ص۳۱۱) بے حوالہ اور بے سند ہے (سال بھر تک حضرت عثمانؓ کی خون آلود قمیص دکھائی جاتی رہی اور سال بھر آمنے سامنے بیٹھے رہے، جنگ نہیں ہوئی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت اور جنگ صفین کے درمیان اتنا وقفہ نہیں تھا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت ذوالحجہ ۳۵ھ میں ہوئی (طبری جزء ۳ ص۴۴۱) اور جنگ صفین صفر ۳۷ھ میں ہوئی۔ (طبری جزء ۴ ص۴۰) بہرحال یہ ایک افسانہ ہے۔ اس میں صداقت کہاں سے آئی]۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی طرف سے روزانہ فوجی دستے نکلتے اور معمولی سی جھڑپ کے بعد لوٹ جاتے۔ دونوں پوری فوج کے ساتھ جنگ کو پسند نہیں کرتے تھے اس لئے کہ انہیں اس میں بڑی تباہی کا اندیشہ تھا۔ کبھی کبھی ایک دن میں دو مرتبہ جھڑپیں ہوتیں۔ ایک دن اشتر جنگ کے لئے نکلا۔ جنگ شدّت کے ساتھ جاری ہو گئی۔ امیر معاویہؓ کی طرف سے ایک بہت لمبا اور بہت موٹا آدمی میدان میں آیا۔ اس نے اپنے مقابلہ کی دعوت دی۔ اشتر نے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اسی طرح پورے ایک مہینہ لڑائی جاری رہی۔ اسی اثناء میں محرم کا مہینہ شروع ہوا تو دونوں لشکروں نے جنگ روکنے کی خواہش کی اور جنگ بند ہو گئی (طبری جزء ۳ ص۵۷۰ و ص۵۷۱) ابومخنف کذّاب ہے۔ ابن کثیر نے بھی بغیر سند کے تقریباً یہی بات لکھی ہے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص۲۵۶)۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

جنگ روکنے کا مقصد صلح کی خواہش تھی۔ حضرت علیؓ نے حضرت عدی بن حاتمؓ، یزید بن قیس، شبث بن ربعی اور زیاد بن خصفہ کو امیر معاویہؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت عدیؓ نے ناصحانہ انداز میں تقریر کی۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: تم مبلغ اور ہادی بن کر آئے ہو۔ صلح کی غرض سے نہیں آئے۔ حضرت معاویہؓ نے ان کو دھمکی دی تو شبث اور زیاد نے کہا: ہم تو آپ کے پاس صلح کی غرض سے آئے ہیں اور آپ اس قسم کی گفتگو فرما رہے ہیں۔ ایسی بات کیجئے جس سے ہمیں بھی فائدہ ہو اور آپ کو بھی فائدہ ہو۔ امیر معاویہؓ نے کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ قاتلین عثمانؓ تمہارے امیر کے ساتھ ہیں۔ وہ ان قاتلین کو ہمارے حوالہ کر دیں اس کے بعد ہم تمہارے امیر کی اطاعت کرنے اور اتحادِ جماعت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے بعد شبث نے کچھ سخت گفتگو کی۔ امیر معاویہؓ نے دھمکی دی اور یہ وفد بھی ناکامی کی حالت میں واپس ہو گیا (طبری جزء ۴ صـ۲ و صـ۳) ابومخنف کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ایک موقع پر حضرت معاویہؓ نے کہا: ہم اطاعت قبول کرنے اور جماعت میں آنے کو تیار ہیں بشرطیکہ حضرت علیؓ قاتلینِ عثمانؓ کو ہمارے حوالہ کر دیں (تاریخ ابن خلدون جزء ۲ حصہ اول صـ۱۷۱) بے سند ہے۔ یہی مضمون البدایہ والنہایہ جزء ۷ کے صفحہ ۲۵۳ پر بے سند مروی ہے۔ اسی کتاب میں یہی مضمون صـ۲۵۷ پر دوہرایا گیا ہے لیکن سند میں ابومخنف کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت معاویہؓ نے کہا: وہ قاتلین عثمانؓ کو ہمارے حوالہ کر دیں، میں اہلِ شام میں سب سے پہلے بیعت کروں گا (البدایہ والنہایہ جزء ۷، صـ۲۵۹) حسین بن دیزیل کا حال نہیں ملتا۔ پوری سند نقل نہیں کی گئی لہذا یہ روایت ناقابل اعتبار ہے۔

حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے پاس ایک وفد روانہ کیا۔ اس وفد میں حبیب بن مسلمہ، شرحبیل بن سمط اور معن بن یزید شامل تھے۔ حبیب نے کہا: اے علیؓ اگر تم یہ کہتے ہو کہ تم نے حضرت عثمانؓ کو قتل نہیں کیا تو قاتلین کو ہمارے حوالے کر دو اور خلافت کو لوگوں کی رائے پر چھوڑ دو۔ حضرت علیؓ کو غصہ آ گیا۔ انہوں نے فرمایا: تمہاری ماں مرے، تمہارا خلافت اور اس کی دست برداری سے کیا تعلق۔ کچھ تلخ گفتگو ہوتی رہی پھر شرحبیل نے کہا: آپ نے جو جواب دیا ہے کیا اس کے علاوہ بھی آپ کے پاس کوئی اور جواب ہے۔ حضرت علیؓ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اللہ عزّ وجلّ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا.... انہوں نے اللہ کے احکام لوگوں کو پہنچائے پھر اللہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔ لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنا دیا۔ یہ دونوں حضرات نیک سیرت تھے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ دونوں ہم پر زبردستی خلیفہ بن گئے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہونے کی وجہ سے ہم اس کے مستحق تھے..... پھر حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے۔ لوگوں نے ان پر نکتہ چینی کی اور بغاوت کر کے انہیں شہید کر دیا۔ پھر لوگ میرے پاس آئے اور بیعت لینے پر اصرار کیا تو میں نے بیعت لے لی..... رہا معاویہؓ کا اختلاف تو اللہ عزّ وجلّ نے نہ انہیں دین میں سبقت عطاء فرمائی..... انہوں نے مجبوراً اسلام قبول کیا.... تم ایسے لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلِ بیت کے مقابلہ پر لائے ہو حالانکہ اہلِ بیت سے اختلاف کسی صورت میں مناسب نہیں۔ قاصدوں نے سوال کیا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ اس حالت میں شہید کئے گئے کہ وہ مظلوم تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: نہ تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اس حال میں شہید کئے گئے کہ وہ مظلوم تھے اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اس حال میں شہید کئے گئے کہ وہ ظالم تھے..... غرض یہ کہ یہ سفارت بھی ناکام ہو گئی (طبری جزء ۴ صـ۴ و ۵) ابومخنف راوی کذّاب ہے۔ ابن کثیر نے اس تقریر کا انکار کیا ہے (البدایہ والنہایہ جزء ۷، صـ۲۵۸) الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

مندرجہ بالا واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ اصل جواب کو ٹال گئے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ قاتلین عثمانؓ کو حضرت معاویہؓ کے حوالہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اصل جواب کو ٹالنا سمجھ میں نہیں آتا۔ ایسا کسی سچے واقعہ میں تو نہیں ہو سکتا ہاں

حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے تھے: جس کو حورِعین سے ملاقات کرنا پسند ہو اُسے چاہیئے کہ ثواب سمجھ کر دونوں صفوں کے درمیان آ کر مقابلہ کرے اس لئے کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ وہ ضرور تم پر وار کریں گے اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر وہ ہمیں دھکیل کر ہجر کے کھجوروں تک پہنچا دیں پھر بھی میں یہ سمجھوں گا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ گمراہی پر (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۸۹)۔ سندہ صحیح۔ ہر فریق اس غلط فہمی میں تھا کہ دوسرے نے حملہ میں پہل کی ہے لہٰذا وہ ناحق پر ہے اور ہم حق پر۔

افسانے میں ہو سکتا ہے اور یہ افسانہ ہی تو ہے۔

دس ہزار آدمیوں نے کہا ہم سب حضرت عثمانؓ کے قاتل ہیں (سیرۃ الاخوین خالد گھر جاکھی صفحہ ۳۰۹) بے حوالہ اور بے سند ہے۔

بیس ہزار آدمیوں نے کہا ہم سب حضرت عثمانؓ کے قاتل ہیں (سیرۃ الاخوین خالد گھر جاکھی صفحہ ۳۱۱) بے سند اور بے حوالہ ہے۔

حضرت علیؓ کے لشکر سے ایک خلق کثیر نکل کر کہنے لگی ہم نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔ جس کا جی چاہے ہمیں تیر مارے (البدایہ والنہایہ جزء ۷، صفحہ ۲۵۹) ابن دیزیل کا حال نہیں ملتا لہٰذا یہ روایت ناقابل اعتبار ہے۔

حضرت عمارؓ کہتے ہیں: یہ نہ کہو کہ اہلِ شام کافر ہو گئے۔ یہ کہو کہ انہوں نے گناہ کیا اور ظلم کیا (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۹۰) راوی ریاح پہچانا نہیں جاتا۔

ایک شخص نے کہا: اہل شام کافر ہو گئے۔ حضرت عمارؓ نے کہا: یہ نہ کہو، ہمارے اور ان کے نبی ایک ہیں، ہمارا اور ان کا قبلہ ایک ہے۔ وہ آزمائش میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے حق سے روگردانی کی ہے لہٰذا ہم پر حق ہے کہ ہم ان سے لڑیں جب تک وہ حق کی طرف نہ لوٹیں (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۹۰) راوی حسن بن حکم بہت خطا کرتا ہے اور شدت سے وہم کرتا ہے۔ اس کی خبر سے احتجاج ٹھیک نہیں (تہذیب) الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

جنگ رُکی ہوئی تھی۔ دونوں طرف کے علماء، فضلاء اور حفاظ قرآن کی ایک جماعت تھی جو دل سے خونریزی کو ناپسند کرتی تھی (سیرۃ الاخوین خالد گھر جاکھی صفحہ ۳۱۱) بے حوالہ اور بے سند ہے۔

ماہِ محرم ۳۷ھ گذر جانے کے بعد پھر جنگ شروع ہو گئی۔ پہلے روز اشتر اور حبیب بن مسلمہ کا مقابلہ ہوا۔ دونوں فوجوں کے درمیان بہت سخت مقابلہ ہوا۔ دوپہر کے وقت دونوں لشکر اپنی اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ گئے۔

دوسرے روز ہاشم بن عتبہ اور عمرو بن سفیان ابو الاعور کا مقابلہ ہوا۔ گھمسان کی جنگ کے بعد دونوں لشکر لوٹ گئے۔

تیسرے روز حضرت عمارؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ میدان میں آئے سخت ترین جنگ ہوئی۔

چوتھے روز عبیداللہ بن عمرؓ اور محمد بن علی کا مقابلہ ہوا۔ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے محمد کو آواز دی اور ان کو ٹھہر جانے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ خود عبیداللہ کے مقابلہ پر پہنچے۔ عبیداللہ نے مقابلہ سے انکار کر دیا۔ جنگ کے بعد پھر دونوں لشکر واپس ہو گئے۔

پانچویں روز حضرت ابن عباسؓ اور ولید بن عقبہ کا مقابلہ ہوا۔

چھٹے روز قیس انصاری اور ابن ذو الکلاع الحمیری لشکر لے کر میدان میں آئے۔ سخت مقابلہ کے بعد دونوں لشکر واپس لوٹ گئے۔

ساتویں روز اشتر اور حبیب بن مسلمہ کا پھر مقابلہ ہوا۔ شدید جنگ ہوئی لیکن کوئی غالب نہیں آیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۹) ابو مخنف کذاب ہے۔ تقریباً یہی حال ابن کثیر نے بھی بیان کیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ جزء ۷، صفحہ ۲۶۱) جابر جعفی اور ابن الکلبی کذاب ہیں۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے میدانِ جنگ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ان پر ضرب کاری لگاؤ۔ ان کے سروں پر شیطان سوار ہے اور اپنی دونوں کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے (تاریخ مسعودی جزء ۲ ص ۳۸) بے سند ہے۔

حضرت حذیفہؓ نے اپنے بیٹوں سے کہا: حضرت علیؓ حق پر ہیں اور ان کے مخالف باطل پر ہیں (تاریخ مسعودی جزء ۲ ص ۳۸) بے سند ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

آٹھویں روز بھی سخت ترین جنگ ہوئی لیکن کوئی غالب نہیں آیا۔ نماز کے اوقات میں لڑائی رک جاتی تھی۔ اس روز کثرت سے لوگ قتل ہوئے لیکن فتح کسی کو حاصل نہ ہوسکی (طبری جزء ۴ ص ۱۰) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

اگلے روز عبداللہ بن بدیل نے حبیب بن مسلمہ پر حملہ کیا اور شامی فوج کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ وہ پیچھے ہٹتے ہٹتے حضرت امیر معاویہؓ کے قبہ تک پہنچ گئے (طبری جزء ۴ ص ۱۱) ابومخنف کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

عبداللہ بن بدیل نے سخت جنگ کی۔ شامی لشکر پسپا ہونے پر مجبور ہوگیا۔ حبیب نے حضرت علیؓ کے میمنہ پر سخت حملہ کیا۔ عراقی فوج بھاگنے لگی۔ عبداللہ بن بدیل کے ہمراہ صرف دو تین سو افراد رہ گئے۔ اہل مدینہ بھی بھاگنے پر مجبور ہوگئے۔ شکست حضرت علیؓ تک پہنچ گئی۔ مجبوراً حضرت علیؓ کو قلب چھوڑنا پڑا۔ وہ میسرہ کی طرف چلے لیکن میسرہ جو قبیلہ مضر پر مشتمل تھا بھاگ کھڑا ہوا صرف قبیلہ ربیعہ ثابت قدم رہا۔ حضرت علیؓ کے غلام کیسان کو ایک اموی غلام نے قتل کر دیا۔ حضرت علی اموی غلام کے پاس پہنچے اور اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ وہ اموی غلام مرگیا (طبری جزء ۴ ص ۱۲ و ۱۳) ابومخنف کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ میسرہ کی جانب بڑھے تو سامنے سے اشتر کا گذر ہوا۔ حضرت علیؓ نے اشتر سے فرمایا: ان بھگوڑوں سے کہو کیا تم موت سے بھاگ رہے ہو جسے تم ہٹا نہیں سکتے۔ الغرض بھگوڑوں کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہوگئی۔ اشتر نے حملہ کیا۔ ہمدانی جوان آگے بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہے تھے یہانتک کہ ان کے ایک سو اسی آدمی قتل ہوگئے جن میں گیارہ علمبردار رئیس تھے (طبری جزء ۴ ص ۱۳ و ۱۴) ابومخنف کذّاب ہے۔ لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

لوگ اشتر کے پاس آ آکر جمع ہوگئے۔ وہ مخالف لشکر کو پیچھے ہٹاتے رہے۔ اشتر حملہ کرتے کرتے زیاد ابن النضر کے پاس سے گذرا جو مخالف لشکر پر حملہ کر رہا تھا۔ جب عبداللہ بن بدیل اور ان کے ساتھیوں کو میمنہ میں شکست ہوئی تو زیاد نے آگے بڑھ کر اہل مدینہ کا جھنڈا سنبھالا۔ زیاد لڑتا رہا یہانتک کہ قتل ہوگیا۔ جب وہ قتل ہوگیا تو چند کے علاوہ کوئی میدان میں نہ ٹھہرا۔ کچھ دیر بعد یزید بن قیس دشمن پر حملہ کرتے ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے اہل مدینہ کا جھنڈا اٹھالیا۔ یزید برابر جنگ کرتا رہا یہانتک کہ وہ بھی قتل ہوگیا۔ اشتر نے کہا: صَبْرٌ جَمِیْلٌ (صبر جمیل کے سوا اور ہم کیا کرسکتے ہیں) (طبری جزء ۴ ص ۱۴ و ۱۵) ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

اشتر کے پاس جب میمنہ کے شکست خوردہ لوگ پہنچے تو اشتر انہیں جنگ پر ابھارتا۔ ایک موقع پر اس نے بڑی ہمت افزا تقریر کی۔ اس کے بعد مخالفین پر حملہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹا دیا۔ وہ دشمن کو پیچھے ہٹاتے ہٹاتے امیر معاویہؓ کے لشکروں تک پہنچ گیا پھر اس نے عبداللہ بن بدیل کا رخ کیا اور ان کو دشمن کے نرغے سے نکالا۔ پھر عبداللہ بن بدیل اپنے ساتھیوں کو لے کر آگے بڑھے۔ بڑھتے بڑھتے وہ امیر معاویہؓ کے قریب پہنچ گئے۔ دشمن نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور ان کو اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ صرف چند ہی لوگ زخمی ہوکر لوٹے۔ شامی سپاہی انہیں گھیرنا چاہتے تھے۔ اشتر نے ابن جمہان کو ان

لوگوں کو بچانے کے لئے بھیجا۔ ابن جمهان نے شامیوں کو پیچھے ہٹا دیا اور وہ لوگ ان کے نرغے سے نکل کر اشتر کے پاس پہنچے (طبری جزء ۴ ص۱۵ و ۱۶) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

اشتر حضرت معاویہؓ کی طرف بڑھا۔ حضرت معاویہؓ بھی مقابلہ کے لئے آئے۔ بڑی سخت جنگ ہوئی۔ پھر اشتر نے ہمدانیوں کے ساتھ شامیوں پر حملہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹا دیا یہانتک کہ وہ ان کو دھکیلتے دھکیلتے اس مقام پر پہنچ گیا جہاں پانچ صفیں حضرت معاویہؓ کے گرد اپنے آپ کو عماموں سے باندھے کھڑی تھیں۔ اشتر نے اتنا سخت حملہ کیا کہ چار صفیں تتر بتر ہو گئیں۔ پھر اس نے پانچویں صف پر حملہ کیا۔ جب اشتر اور اس کے ساتھی حضرت معاویہؓ کے قریب پہنچے تو انہوں نے گھوڑا طلب کیا اور مقابلہ کے لئے ڈٹ گئے (طبری جزء ۴ ص۱۶ و ۱۷)۔ ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

قبیلہ بجیلہ نے ابوشداد سے علم اٹھانے کے لئے کہا۔ ابوشداد نے کہا اگر تم مجھے یہ جھنڈا دو گے تو میں اس وقت تک دم نہیں لوں گا جب تک اس سونے کی چھتری والے کے پاس نہ پہنچ جاؤں۔ اہل قبیلہ نے کہا: آپ کا جو جی چاہے کیجئے۔ الغرض وہ صفوں کو چیرتے پھاڑتے اس چھتری والے (یعنی بقول لوگوں کے عبدالرحمن بن خالد بن ولید مخزومی) کے پاس پہنچ گئے۔ بڑی سخت جنگ ہوئی اور ابوشداد قتل ہو گئے (طبری جزء ۴ ص۱۸) ابومخنف راوی کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

پھر جندب بن زہیر مقابلہ کے لئے نکلے۔ ان کو شامی سردار نے قتل کر دیا پھر جندب کی جماعت سے عجل اور سعد بھی قتل ہو گئے پھر عقبہ بن حدید اور ان کے تین بھائی آگے بڑھے اور وہ بھی قتل ہو گئے (طبری جزء ۴ ص۱۹) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

شامی فوج میں سے ادھم بن محرز نے شمر ابن ذی الجوشن الضبابی کو مقابلہ کی دعوت دی۔ جب شمر مقابلہ کے لئے پہنچا تو ادھم نے اس کے چہرہ پر تلوار کا وار کیا۔ شمر نے بھی وار کیا لیکن اس کا وار خالی گیا۔ شمر واپس ہوا۔ پانی پی کر پھر نیزہ لے کر آگے بڑھا۔ اس نے ادھم پر حملہ کیا اور اسے پچھاڑ دیا اور کہا یہ تیرے وار کا بدلہ ہے (طبری جزء ۴ ص۲۰) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ایک شامی نے مقابلہ کی دعوت دی۔ عبدالرحمن ابن محرز کندی مقابلہ کے لئے نکلے۔ کچھ دیر مقابلہ ہوتا رہا آخر عبدالرحمن نے اس شامی کو قتل کر دیا (طبری جزء ۴ ص۲۱) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

پھر شامیوں کی طرف سے قبیلہ عک کا ایک شخص مقابلہ کی دعوت دیتا ہوا نکلا۔ قیس بن فہدان اس سے مقابلہ کے لئے نکلے۔ عکی نے قیس کو خوب مارا۔ قیس کے ساتھی قیس کو اٹھا کر لے آئے (طبری جزء ۴ ص۲۱) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

قیس بن یزید عراقی لشکر سے نکل کر شامی لشکر میں جا ملا۔ شامی لشکر سے وہ دعوتِ مقابلہ دیتے ہوئے نکلا۔ اس کے مقابلہ کے لئے ابوالعمرطہ بن یزید نکلا۔ وہ دونوں بھائی تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا اور بلا مقابلہ واپس ہو گئے۔ (طبری جزء ۴ ص۲۱) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ایک دن قبیلہ طے نے بڑی سخت جنگ کی (طبری جزء ۴ ص۲۲) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

بنو محارب قبیلہ کا ایک شخص جس کا نام خنثر تھا بہت بہادر تھا۔ اس کے ساتھی بھاگنے لگے تو اس نے ان کو للکارا۔ ان کو جنگ پر ابھارا۔ اس کے بعد اس نے سخت جنگ کی یہانتک کہ وہ زخمی ہو گیا۔ پھر وہ ان پانچ سو اشخاص سے جا ملا جو جنگ سے علٰحدہ

ہو کر دسکرہ اور بندنیجین میں مقیم ہو گئے تھے (طبری جزء ۴ صـ۲۲) ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

قبیلۂ نخع نے بھی بڑی سخت جنگ کی۔ ان کے کئی آدمی قتل ہو گئے (طبری جزء ۴ صـ۲۳) ابو مخنف کذاب ہے۔ لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

زیاد بن خصفہ کہتے ہیں جب علوی میمنہ نے شکست کھائی تو حضرت علیؓ ہمارے پاس آئے اور کہا یہ کس کے جھنڈے ہیں۔ ہم نے کہا یہ ربیعہ کے جھنڈے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: یہ اللہ کے جھنڈے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اٹھانے والوں کو محفوظ رکھے۔ حضرت علیؓ نے مجھے ایک جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ میں وہاں جم کر کھڑا ہو گیا۔ میرے ساتھی بھی میرے پاس پہنچ گئے (طبری جزء ۴ صـ۲۳) ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

شامی فوج سے ذوالکلاع نے قبیلہ ربیعہ پر جو عراقی فوج کا میسرہ تھا حملہ کیا۔ ذوالکلاع کے ساتھ عبیداللہ بن عمرؓ بھی تھے۔ انہوں نے پیدل اور سوار فوج کے ساتھ بڑا سخت حملہ کیا۔ عراقی فوج کا میسرہ پیچھے ہٹ گیا۔ اس حملہ کے بعد شامی لوٹے لیکن کچھ دور جانے کے بعد انہوں نے پلٹ کر پھر حملہ کیا۔ عراقی میسرہ کے کچھ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، کچھ لوگ ڈٹے رہے۔ الغرض ربیعہ کا حمیر اور حضرت عبیداللہ بن عمر سے سخت مقابلہ ہوا۔ ذوالکلاع اور حضرت عبیداللہ بن عمر شہید ہو گئے (طبری جزء ۴ صـ۲۴و۲۵) ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ربیعہ بن لقیط کہتا ہے: ہم صفین میں تھے۔ آسمان نے ہم پر خون برسایا (البدایہ والنہایہ جزء ۷ صـ۲۶۳) ربیعہ کا حال نہیں ملتا لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت عمارؓ نے فرمایا: اے لوگو ہمارے ساتھ ان لوگوں کے مقابلہ میں چلو جو حضرت عثمانؓ کے خون کے بدلہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ مظلوم قتل کئے گئے..... یہ لوگ اپنے متبعین کو یہ کہہ کر دھوکا دیتے ہیں کہ ان کے امام مظلوم قتل ہوئے۔ پھر حضرت عمارؓ آگے بڑھے۔ ایک جماعت بھی ان کے ساتھ تھی۔ حضرت عمارؓ بڑھتے بڑھتے حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس پہنچ گئے اور ان سے فرمایا: اے عمرو تم نے اپنے دین کو مصر کی حکومت کے بدلہ بیچ ڈالا، تم پر افسوس! (طبری جزء ۴ صـ۲۷) ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت عمارؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص کے متعلق فرمایا میں نے ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین مرتبہ جنگ کی ہے اور یہ چوتھی مرتبہ ہے۔ یہ شخص نہ نیک ہے اور نہ متقی (طبری جزء ۴ صـ۲۸)۔ اس روایت کی سند میں دو راوی ضعیف ہیں۔ عبید بن الصباح کو ابوحاتم نے ضعیف کہا ہے (میزان الاعتدال) امام عقیلی نے بھی ضعیف کہا ہے (لسان المیزان)۔ دوسرا راوی عطاء بن مسلم ہے۔ اس کے متعلق امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں: اس کی احادیث منکر ہوتی ہیں۔ امام ابوحاتم نے کہا: قوی نہیں۔ امام ابوداؤد نے کہا ضعیف ہے۔ امام احمد نے کہا: مضطرب الحدیث ہے (تہذیب التہذیب)۔ ابن عدی کہتے ہیں: اس کی بعض احادیث منکر ہیں (کامل ابن عدی جزء ۵ صـ۲۰۰۵) الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

صفین میں دو شخص حضرت علیؓ کی حفاظت کرتے تھے۔ وہ دونوں حضرت علیؓ کے گھوڑے کے اِدھر اُدھر رہتے تھے اور انہیں حملہ کرنے سے روکتے تھے لیکن جب وہ دونوں غفلت میں ہوتے تو حضرت علیؓ حملہ کر لیا کرتے تھے (طبری جزء ۴ صـ۲۸)۔ اس روایت کی سند میں بھی عطاء بن مسلم ہے جس پر جرح اوپر گذر چکی ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ کے علم بردار ہاشم بن عتبہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ متعدد بار شامیوں پر حملہ کیا۔ شامیوں نے ڈٹ کر مقابلہ

کیا۔ ہاشم نے پھر بہت سخت حملہ کیا اور کسی حد تک خوش کن بات دیکھی (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۰) ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

شامیوں میں سے ایک نوجوان مقابلہ کے لئے نکلا۔ وہ دو شعر پڑھ رہا تھا جن کا ترجمہ یہ ہے :۔

میں غسان کے بادشاہ کا بیٹا ہوں — عثمانؓ کا دین میرا دین ہے

مجھے ایک دردناک خبر ملی ہے — کہ علیؓ نے ابن عفان کو قتل کیا ہے

وہ سختی سے بار بار حملہ کرتا اور اُس وقت تک پیچھے نہ ہٹتا جب تک کسی کو تلوار نہ مار لیتا، پھر گالیاں دیتا۔ ہاشم نے کہا: اللہ سے ڈر۔ نوجوان نے کہا: میں تم سے اس لئے جنگ کر رہا ہوں کہ تمہارا امیر نماز نہیں پڑھتا اور تم بھی نماز نہیں پڑھتے۔ تمہارے خلیفہ نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا ہے اور تم نے بھی اُن کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ ہاشم نے کہا: تیرا عثمانؓ سے کیا تعلق؟ ان کو تو اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے، ان کے بیٹوں نے اور قراء نے قتل کیا ہے اور اُس وقت کیا ہے جب انہوں نے بدعتیں نکالیں اور کتاب (اللہ) کے حکم کی مخالفت کی۔ قاتلینِ عثمانؓ تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے زیادہ دین دار اور لوگوں کے امور میں تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے زیادہ گہری نظر رکھنے والے ہیں۔ ذرا ایک لمحہ کے لئے رُک جا۔ وہ رُک گیا۔ ہاشم نے کہا.... تو اس معاملہ کو ان لوگوں کے لئے چھوڑ دے جو اس سے (تیرے مقابلہ میں) زیادہ واقف ہیں۔ اُس نوجوان نے کہا: میرا گمان ہے کہ آپ نے مجھے اچھی نصیحت کی.... اس نوجوان نے توبہ کی اور میدانِ جنگ سے چلا گیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۰ و ۳۱) ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمارؓ دونوں صفوں کے درمیان نکلتے اور بلند آواز سے فرماتے تھے: جنّت کی طرف چلو، حوروں نے (تمہارے لئے) زینت کی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۸۹) محمد بن راشد پہچانا نہیں جاتا۔ مسلم ابن اجدع کا حال نہیں ملتا۔ یہ روایت باطل ہے۔

حضرت علیؓ کا جھنڈا سیاہ تھا۔ جھنڈے کو ہاشم بن عتبہ اٹھائے ہوئے تھے۔ حضرت عمارؓ برابر تالیف کرتے رہے..... وہ کہتے جاتے تھے: اے اللہ کے بندو، صبر کرو۔ جنّت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۸۸) راوی زید بن عبدالعزیز کا حال نہیں ملتا لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمارؓ حضرت علیؓ کے علمبردار ہاشم کے پاس پہنچے اور کہا: اے ہاشم تو بھینگا بھی ہے اور بزدل بھی ہے۔ بھینگے میں کوئی بھلائی نہیں۔ وہ جنگ میں چھا نہیں سکتا۔ حضرت عمارؓ یہ باتیں کہہ ہی رہے تھے کہ اسی اثناء میں دونوں صفوں کے درمیان سے ایک شخص ظاہر ہوا۔ حضرت عمارؓ نے اُسے دیکھ کر فرمایا: اللہ کی قسم یہ ضرور اپنے امام کی مخالفت کرے گا اور اس کے لشکر کو ذلیل کرے گا۔ پھر انہوں نے ہاشم سے کہا: اے ہاشم سوار ہو۔ ہاشم سوار ہوا۔ حضرت عمارؓ آگے بڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے: اے ہاشم آگے بڑھ۔ جنّت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے۔ پھر وہ دونوں واپس نہیں آئے۔ حضرت عمارؓ اور ہاشم دونوں قتل ہو گئے۔ (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۸) (البدایہ جزء ۷، صفحہ ۲۶۹) اس روایت کی سند میں عطاء بن مسلم ہے جس پر جرح صفحہ ۱۳ پر گذر چکی ہے۔

ابن جوی سکسکی اور ابوالغادیہ فزاری نے حضرت عمارؓ پر حملہ کیا۔ ابوالغادیہ (صحابی) نے نیزہ مارا اور ابن جوی نے ان کا سر کاٹ دیا (البدایہ والنہایہ جزء ۷، صفحہ ۲۹۷) جابر جعفی کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ابوالغادیہ کہتے ہیں میں نے مدینہ منورہ میں حضرت عمارؓ کو حضرت عثمانؓ کی برائی کرتے سنا تو میں نے حضرت عمارؓ کو قتل کرنے کا پکا ارادہ کرلیا اور انہیں صفین میں قتل کر دیا (ابن سعد جزء ۳ ص۲۶۱) یہ روایت معلول ہے کیونکہ یہ متواتر حدیث کے خلاف ہے جس میں ہے کہ حضرت عمارؓ کو باغی جماعت قتل کرے گی اور ابوالغادیہ باغی جماعت میں شامل نہیں تھے بلکہ حضرت عثمانؓ سے محبت کرنے والے تھے الغرض یہ روایت باطل ہے۔

ابوالغادیہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ ایک شخص فلاں شخص کو برا کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم اگر کسی لڑائی میں اللہ نے مجھے تجھ پر قابو دیا (تو میں تجھے ضرور قتل کروں گا)۔ جب صفین کا بلوہ ہوا تو میں نے اُسے دیکھا وہ لوہے کی قمیص پہنے ہوئے تھا۔ میں نے اُسے قتل کر دیا۔ وہ عمارؓ تھے (مسند احمد عن ابی الغادیہ جزء ۴ ص۷۶) اس روایت کی سند میں ایک راوی ابن عون ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔ مزید برآں یہ روایت معلول بھی ہے جیسا کہ اوپر کی روایت کے سلسلہ میں لکھا گیا ہے الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

عقبہ بن عامر، عمر بن الحارث اور شریک بن سلمہ نے حضرت عمارؓ پر حملہ کیا۔ وہ انہیں قتل کر دیا (طبقات ابن سعد جزء ۳ ص۲۵۹) محمد بن عمر کذاب ہے۔ یہی مضمون اسد الغابہ جزء ۴ ص۴۷ پر بھی ہے لیکن بے سند ہے الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمرو بن العاص نے (ابن) جوی سے کہا: بے شک تو نے حضرت عمارؓ کو قتل کیا ہے۔ تیرے ہاتھ کامیاب نہ ہوں۔ تو نے اپنے رب کو ناراض کیا ہے (البدایہ والنہایہ جزء ۷ ص۲۶۸) جابر جعفی کذاب ہے۔ تقریباً یہی مضمون البدایہ جزء ۷ ص۲۶۸ پر دوبارہ آیا ہے۔ اس کا راوی عمرو بن شمر رافضی، کذّاب اور وضاع ہے (میزان الاعتدال)۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمارؓ اور ذوالکلاع کا مقابلہ ہوا۔ دونوں اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ برسرپیکار تھے۔ خوب جنگ ہوئی۔ دونوں قتل ہو گئے (ابن سعد جزء ۳ ص۲۶۱) محمد بن عمر کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ذوالکلاع کے بعد حضرت عمارؓ قتل ہو گئے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا: میں نہیں جانتا کہ مجھے عمارؓ یا ذوالکلاع میں سے کس کے قتل کی زیادہ خوشی ہوئی ہے۔ اگر ذوالکلاع زندہ رہتا تو وہ ہم پر غالب آجاتے (البدایہ جزء ۷ ص۲۶۷) جابر جعفی کذّاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حنظلہ بن خویلد کہتے ہیں: امیر معاویہؓ کے پاس دو شخص آئے۔ ہر ایک یہ کہہ رہا تھا کہ حضرت عمارؓ کو میں نے قتل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک خوشی کے ساتھ ان کے قتل کو اپنے ساتھی کے لئے تسلیم کرلے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ان کو باغی گروہ قتل کریگا۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے کہا: اے عمروؓ، اپنے مجنون (بیٹے) سے ہمیں نجات کیوں نہیں دیتے۔ پھر حضرت معاویہؓ نے حضرت عبداللہ سے کہا: پھر تم ہمارے ساتھ کیوں ہو؟ حضرت عبداللہ نے کہا: میں تمہارے ساتھ تو ضرور ہوں لیکن میں لڑتا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: اپنے والد کی اطاعت کرنا (میں اپنے والد کی اطاعت کی وجہ سے آپ کے ساتھ ہوں) (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۲۹۱) راوی اسود بن مسعود معلوم نہیں کون شخص ہے (میزان الاعتدال)۔ دوسری روایت جو شعبہ سے منقول ہے اس میں ایک راوی مجہول ہے (تعلیقات احمد شاکر علی مسند احمد جزء ۱۰ ص۴۳) الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی کہتے ہیں جب رات ہوئی تو میں نے یہ سوچا کہ میں دشمن کے لشکر میں جاؤں اور یہ معلوم کروں کہ ان کو ہماری

عبدالرحمٰن بن ابی زیاد کہتے ہیں: صفین سے واپسی کے بعد میں حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کے درمیان چلا جا رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے کہا: اے اباجان، کیا آپ نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: افسوس! اے ابن سمیہ، تم کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ حضرت عمروؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا: کیا تم نے نہیں سنا یہ عبداللہ کیا کہہ رہے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: وہ یکے بعد دیگرے شگوفے چھوڑتے رہتے ہیں۔ کیا ہم نے انہیں قتل کیا ہے۔ ان کو تو انہوں نے قتل کیا ہے جو ان کو لے کر آئے تھے (مسند احمد جزء ۲ صفحہ ۱۶۱) سندہٗ صحیح۔

طرح حضرت عمارؓ کے قتل کا علم ہوا یا نہیں۔ جب جنگ بند ہو جایا کرتی تھی تو دونوں لشکر آپس میں ملتے تھے اور باتیں کرتے تھے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور شامیوں کی طرف چلا۔ میں نے دیکھا کہ چار شخص میدانِ جنگ میں گھوم رہے ہیں۔ یہ چار شخص حضرت معاویہؓ، حضرت ابوالاعورؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ اور عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ تھے۔ حضرت عبداللہ ان چاروں میں سب سے بہتر تھے۔ حضرت عبداللہ نے ایک لاش کو دیکھ کر کہا: اے میرے والد، آج آپ نے اس شخص کو بھی قتل کر دیا جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے پوچھا: کیا فرمایا تھا؟ حضرت عبداللہ نے کہا: کیا آپ ہمارے ساتھ نہیں تھے جب ہم مسجد نبوی تعمیر کر رہے تھے۔ لوگ ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے۔ حضرت عمارؓ پر غشی طاری ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے چہرے سے مٹی صاف کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اے سمیہ کے بیٹے، افسوس لوگ تو ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے ہیں اور تم دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے ہو اور یہ کام تم ثواب کی زیادتی کے لئے کر رہے ہو۔ افسوس تمہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ یہ سن کر حضرت عمروؓ بن العاص نے اپنے گھوڑے کو موڑ لیا۔ حضرت معاویہؓ نے انہیں اپنی طرف کھینچا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا اے معاویہؓ، کیا آپ نے نہیں سنا یہ عبداللہ کیا کہہ رہے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے پوچھا وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے وہ حدیث سنائی۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: تم بوڑھے بے وقوف ہو۔ ہمیشہ حدیث بیان کرتے رہتے ہو حالانکہ (بڑھاپے کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے کہ) تم اپنے پیشاب میں پھسل جاتے ہو۔ کیا ہم نے حضرت عمارؓ کو قتل کیا ہے۔ ان کو تو انہوں نے قتل کیا ہے جو انہیں لے کر آئے تھے (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۸ و صفحہ ۲۹) (البدایہ جزء ۷ صفحہ ۲۶۹) اس روایت کی سند میں بھی وہی عطاء بن مسلم ہے جس پر جرح گذر چکی ہے۔ الغرض یہ روایت عطاء بن مسلم کی منکرات میں سے ہے۔ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت حضرت عمرو بن العاصؓ کہاں تھے؟ وہ تو ایمان ہی نہیں لائے تھے تو وہ مسجد نبوی کی تعمیر میں کیسے شریک ہو سکتے تھے۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمارؓ کا قاتل حضرت معاویہؓ کے پاس آیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا اس کو اجازت دو اور دوزخ کی بشارت دو۔ حضرت معاویہؓ نے ان کی تصدیق کی اور کہا ان کو اُن لوگوں نے قتل کیا ہے جو ان کو لے کر آئے تھے (البدایہ جزء ۷ صفحہ ۲۶۸) شعبی سے آگے سند نہیں ہے۔

جب حضرت عمارؓ قتل ہو گئے تو حضرت عمروؓ گھبرائے ہوئے حضرت معاویہؓ کے پاس گئے۔ حضرت معاویہؓ نے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ کہا عمارؓ قتل ہو گئے۔ حضرت معاویہؓ نے کہا تو پھر کیا ہوا؟۔ حضرت عمروؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے ان کو باغی جماعت قتل کرے گی۔ امیر معاویہؓ نے کہا: تم اپنے پیشاب میں پھسل گئے۔ ان کو تو علیؓ نے اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے۔ وہ ان کو لے کر آئے اور ان کو ہمارے نیزوں کے درمیان ڈال دیا (مسند احمد عن عمرو بن العاصؓ جزء ۴ صفحہ ۱۹۹) راوی محمد بن عمرو کا صفین میں ہونا ثابت نہیں۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمروؓ بن العاص کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حال میں انتقال ہوا کہ آپ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عمارؓ بن یاسر سے محبت کرتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا آپ نے صفین میں حضرت عمارؓ کو اس لئے قتل کیا (کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے)! حضرت عمروؓ بن العاص نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو، اللہ کی قسم ان کو ہم نے قتل کیا ہے (طبقات ابن سعد جزء ۳ صفحہ ۲۶۳) سند میں ایک راوی حسن ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔ حسن نام کے

کئی راوی ہیں۔ مزید برآں اس نے ایک حکایت بیان کی ہے۔ اُس کا حضرت عمرؓو بن العاص سے سننا ثابت نہیں ہے۔ کتنی لغو روایت ہے!

ابو جعفر کہتا ہے: حضرت علیؓ کے پاس جب کوئی قیدی لایا جاتا تو آپ اُس سے اس کی سواری اور اس کے ہتھیار لے لیتے اور اس سے عہد لیتے کہ وہ آئندہ مقابلہ پر نہیں آئے گا پھر اُسے چھوڑ دیتے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۲ صـ۴۲۲) ابو جعفر پہچانا نہیں جاتا۔ مزید برآں اُس کا صفین میں شریک ہونا ثابت نہیں۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

ابو فاختہ کہتا ہے: میرے پڑوسی نے مجھے خبر دی کہ میں صفین کے دن ایک قیدی کو لے کر حضرت علیؓ کے پاس گیا۔ انہوں نے اُس سے فرمایا: میں تمہیں باندھ کر ہرگز قتل نہیں کروں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۲ صـ۴۲۲) ایک راوی مجہول ہے، اس کا نام نہیں لیا گیا۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ جب حضرت عمارؓ شہید ہو گئے تو حضرت علیؓ نے ربیعہ اور ہمدان قبیلوں کو پکارا اور فرمایا تم میری زرہ اور میرا نیزہ ہو۔ یہ سنتے ہی تقریباً بارہ ہزار آدمی حضرت علیؓ کے پاس جمع ہو گئے۔ حضرت علیؓ اور ان کے لشکر نے یکبارگی سخت حملہ کیا اور شامی لشکر کی تمام صفوں کو درہم برہم کر دیا۔ یہ لوگ جس شخص کے پاس بھی پہنچتے اُسے قتل کر دیتے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے یہ لوگ حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو پکارا اور کہا: اے معاویہؓ، تم کیوں لوگوں کو بلا وجہ قتل کرا رہے ہو۔ یہاں آؤ میں تمہارے لئے اللہ سے فیصلہ کرا لوں۔ ہم میں سے جو شخص بھی اپنے مخالف کو قتل کر دے وہی تمام امور کا مالک ہوگا۔ حضرت عمرؓو بن العاص نے کہا: یہ انصاف کی بات کہہ رہے ہیں (مقابلہ پر جائیے)۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: تم نے انصاف کی بات نہیں کی۔ تم جانتے ہو کہ جو شخص بھی ان کے مقابلہ پر جائے گا وہ اُسے قتل کر دیں گے۔ حضرت عمرؓو بن العاص نے کہا: اب آپ کے لئے مقابلہ کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: تم میرے بعد کسی لالچ میں مبتلا ہو (طبری جزء ۴ صـ۲۹) ابو جعفر سے آگے کوئی سند نہیں۔ مزید برآں یہ حکایت مجہول کے صیغہ سے بیان کی گئی لہٰذا بالکل لغو اور جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے پانچ سو سے زیادہ آدمیوں کو قتل کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا "لَا سَيْفَ إِلَّا ذُوالْفِقَارِ وَلَا فَتٰى إِلَّا عَلِيٌّ" (کوئی تلوار نہیں سوائے ذوالفقار کے اور کوئی جوان نہیں سوائے علی کے) [البدایہ والنہایہ جزء ۷ صـ۲۶۳] جابر جعفی کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ کا شامی فوج کے ایک دستہ کے پاس سے گذر ہوا جس میں ولید بن عقبہ بھی تھا۔ ولید حضرت علیؓ کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ حضرت علیؓ سے جب یہ بات بیان کی گئی تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ان پر حملہ کرو، سکون اور وقار کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ اللہ کی قسم ان کے قائد ایام جاہلیت کے زیادہ قریب ہیں یعنی معاویہؓ، ابن نابغہ، ابو الاعور اور ابن ابی معیط ..... میں انہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور وہ مجھے بت پوجنے کی دعوت دے رہے ہیں ..... اے اللہ ان کی جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے ..... ان کی خطاؤں کے بدلہ ان کو ہلاک کر دے (طبری جزء ۴ صـ۳۱)۔ ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ کا کچھ شامی علمبرداروں کے پاس سے گذر ہوا جو ذرا بھی پیچھے نہیں ہٹتے تھے۔ حضرت علیؓ نے اپنے ساتھیوں کو ابھارا اور اپنے بیٹے محمد کی سرکردگی میں اُن پر حملہ کر دیا۔ سخت جنگ ہوئی۔ شامی فوج کے کئی آدمی مارے گئے (طبری جزء ۴

صـ۳۲۲) ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمرؓ کے صاحبزادے حضرت عبیداللہ بھی شریک جنگ تھے۔ ان کو حریث بن عامر نے قتل کیا۔ بعض کہتے ہیں انہیں اشتر نخعی نے قتل کیا۔ کسی نے کہا ہے کہ انہیں حضرت علیؓ نے قتل کیا (کیا کہا جائے سب کچھ غیر یقینی۔ قیاس آرائی کے سوا اور کیا ہے) (تاریخ مسعودی جزء ۲ صـ۳۸۵) بے سند ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ پر حملہ کیا۔ حضرت علیؓ نے انہیں نیزہ مار کر لٹا دیا۔ ان کی شرمگاہ کھل گئی۔ انہوں نے حضرت علیؓ کو اپنی قرابت یاد دلائی۔ حضرت علیؓ نے انہیں چھوڑ دیا (البدایہ والنہایہ جزء ۷ صـ۲۶۳) بے سند ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ کے حملہ کے موقع پر حضرت عمروؓ بن العاص نے اپنا ستر کھول دیا (تاریخ مسعودی جزء ۲ صـ۳۸۷) بے سند ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

نوٹ :۔ البدایہ والنہایہ میں ہے کہ حضرت عمروؓ بن العاص کا ستر کھل گیا۔ مروج الذہب (تاریخ مسعودی) میں ہے کہ حضرت عمروؓ بن العاص نے ستر کھول دیا۔ معلوم نہیں کونسی بات درست ہے۔ دونوں بے سند ہیں۔

کوکب شادانی نے تاریخ مسعودی کے متعلقہ عربی الفاظ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے :۔

"وہ گھوڑے سے کودا، نیزہ اور تلوار پھینک کر کپڑے تک اتار دئے اور مادر زاد برہنہ ہو کر کھڑا ہو گیا" (ترجمہ اردو تاریخ مسعودی حصہ دوم صـ۳۲۶)۔ یہ بالکل لغو اور جھوٹ ہے۔

عربی میں یہ مضمون نہیں ہے۔ مؤرخین نے کیا کسر چھوڑی تھی کہ مترجم نے ترجمہ میں الفاظ بڑھا کر واقعہ کی شکل مزید بگاڑ دی۔ ایسی صورت میں قارئین غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں تو آخر کیا کریں۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے وردان سے کہا: اگر تو پیچھے ہٹے گا تو ذبح کر دیا جائے گا۔ اب اگر تو پیچھے ہٹا تو میں تیری گردن کاٹ دوں گا۔ جا اور اشتر کو قید کر کے لا۔ وردان حضرت عمروؓ بن العاص کے پیروں میں گر پڑا۔ اس نے کہا اے ابوعبداللہ اللہ کی قسم تم مجھے موت کے حوض میں پہنچانا چاہتے ہو۔ اچھا آپ میرے کندھے پر ہاتھ رکھے رہیئے۔ پھر وردان آگے بڑھا اور بار بار پیچھے مڑ کر حضرت عمروؓ بن العاص کو دیکھتا رہا اور کہتا رہا آپ تو مجھے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہیں (طبری جزء ۴ صـ۳۳ و صـ۳۴)۔ پھر کیا ہوا تاریخ خاموش ہے۔

اس واقعہ کی سند میں ایک راوی سلیمان ہے۔ اس نام کے متعدد راوی ہیں جن میں سے بعض کذاب بھی ہیں۔ سند میں راویہ جویریہ بھی ہے جس کا حال نہیں ملتا۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

ایک دن لڑائی مغرب کے بعد بھی جاری رہی۔ لوگوں نے اشارے سے نماز ادا کی۔ لڑائی ساری رات جاری رہی۔ لوگ ہر طرف لڑائی میں مشغول رہے۔ حضرت علیؓ رات بھر ہر دستے کو ابھارتے رہے۔ اشتر نے اپنے دستہ کے ساتھ شامیوں پر بڑا زبردست حملہ کیا یہاں تک کہ وہ اپنے لشکرگاہ تک پیچھے ہٹ گئے۔ شامی علمبردار قتل ہو گیا۔ اس رات کو لیلۃ الہریر (نفرت کی رات یا ہتھیاروں کے جھنکار کی رات یا بھونکنے کی رات) کہتے ہیں۔ (طبری جزء ۴ صـ۴۳) ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

جب حضرت عمروؓ بن العاص نے دیکھا کہ عراقی غالب آتے جا رہے ہیں تو انہوں نے حضرت معاویہؓ کو یہ رائے دی کہ ہم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا تھا: جب تم رات کو بستر پر آؤ تو ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: میں نے جب سے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی میں نے کبھی یہ وظیفہ نہیں چھوڑا۔ کسی نے ان سے پوچھا: صفین کی رات کو بھی نہیں چھوڑا۔ فرمایا: نہیں صفین کی رات کو بھی نہیں چھوڑا (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب التسبیح اول النہار وعند النوم جزء ۲ صـ۴۸۳)

قرآن مجید کو اٹھالیں اور اُس کے فیصلہ پر راضی ہوجائیں۔ الغرض شامیوں نے قرآن مجید کے نسخے نیزوں پر اٹھالئے عراقیوں نے جب اس منظر کو دیکھا تو کہا: ہم اللہ عزوجل کی کتاب (کے فیصلہ) کو قبول کرتے ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں (طبری جزء ۴ صـ۳۴) ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

جب جنگ تیز ہوگئی اور اہل شام قتل ہونے لگے تو حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ سے کہا: حضرت علیؓ کے پاس قرآن مجید بھیج دو اور انہیں دعوت دو کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرلیں۔ وہ ہرگز اس بات سے انکار نہیں کرسکتے۔ (حضرت معاویہؓ نے ایسا ہی کیا) حضرت علیؓ راضی ہوگئے (مسند احمد فی مسند سہل بن حنیف جزء ۳ صـ۴۸۵)۔ ابووائل راوی کی صفین میں شرکت ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ روایت ثابت نہیں۔

صہیب الفقعسی کہتے ہیں کہ ان کے چچا نے کہا: صفین کے دن ہمارے خیموں کی میخیں مقتولین تھے۔ بدبو کی وجہ سے ہم کھانا نہیں کھا سکتے تھے۔ ایک شخص نے کہا: اہل شام کافر ہوگئے۔ چچا نے کہا (نہیں) کفر سے تو وہ بھاگے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صـ۲۹۲) صہیب اور ان کے چچا دونوں مجہول ہیں۔

حکم بن سعد کہتے ہیں: ہم (دونوں فریقوں) نے نیزوں کا راستہ بنایا اگر کوئی انسان ان نیزوں پر چلنا چاہتا تو چل سکتا تھا (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صـ۲۹۲) حکم بن سعد کا حال نہیں ملتا لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

جب قرآن مجید کے نسخے نیزوں پر اٹھائے گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا: جنگ پر قائم رہو اس لئے کہ معاویہؓ، عمروؓ بن العاص، ابن ابی معیط (وغیرہ) نہ دیندار ہیں اور نہ قرآن (مجید) والے ..... وہ یہ تک نہیں جانتے کہ قرآن (مجید) میں کیا لکھا ہے، انہوں نے تمہیں دھوکا دینے کے لئے قرآن مجید کو اٹھایا ہے (طبری جزء ۴ صـ۳۴) ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

مسعر بن فدکی اور زید بن حصین نے جو بعد میں خارجی ہوگئے تھے کہا: کتاب اللہ کی دعوت کو قبول کرو.... ورنہ ہم تمہارے ساتھ بھی وہی کریں گے جو ابن عفان کے ساتھ کیا ہے..... حضرت علیؓ نے فرمایا: اگر تم میری اطاعت کرتے ہو تو جنگ جاری رکھو اور اگر تم میری نافرمانی کرتے ہو تو پھر جو تم چاہو کرو..... ان لوگوں نے کہا: آپ اشتر کو فوراً میدان جنگ سے بلالیں ورنہ ہم آپ کو قتل کردیں گے (طبری جزء ۴ صـ۳۵) ابومخنف کذاب ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے اشتر کو بلالیا۔ اشتر نے لوگوں سے کہا: تمہیں دھوکا دیا گیا ہے اور تم دھوکے میں مبتلا ہوگئے ہو..... تم دور ہوجاؤ جس طرح ظالم قوم دور ہوگئی۔ لوگوں نے اشتر کو برا بھلا کہا اور اشتر نے ان کو برا بھلا کہا۔ انہوں نے اشتر کے گھوڑے کے منہ پر کوڑے مارے، اشتر نے ان کے گھوڑوں کے مونہوں پر کوڑے مارے۔ حضرت علی نے بلند آواز سے فرمایا: رک جاؤ۔ لوگوں نے کہا: ہم نے قرآن (مجید) کو اپنے اور ان کے درمیان حکم بنانا قبول کرلیا ہے۔ (طبری جزء ۴ صـ۳۵ و صـ۳۶) ابومخنف کذاب ہے۔ یہ روایت باطل ہے۔

اشتر نے کہا: معاویہؓ، ابن العاصؓ، ابی معیط، حبیب بن مسلمہ، ابن النابغہ نہ دین والے ہیں اور نہ قرآن (مجید) والے (انہوں نے تمہیں دھوکا دیا ہے) [مروج الذہب تاریخ مسعودی جزء ۲ صـ۳۹۱] بے سند ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

جنگ رُک گئی اگرچہ اشتر اور دوسرے سبائی جنگ بند کرنے کے حق میں نہیں تھے (سیرۃ الاخوین خالد گھرجاکھی صـ۳۱۳) بے حوالہ اور بے سند ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

دونوں طرف کے کل ۷۰ ہزار آدمی قتل ہوئے (البدایہ جزء ۷ صـ۲۷۴ وتاریخ مسعودی جزء ۲ صـ۳۹۴) بے سند ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں سند ہے لیکن سند میں ہشام ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔ اگر وہ ہشام کلبی ہے تو وہ کذّاب ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صـ۲۹۵)۔

ابن معین کہتے ہیں کل ایک لاکھ دس ہزار آدمی قتل ہوئے (تاریخ مسعودی جزء ۲ صـ۲۹۳) ابن معین سے آگے سند نہیں ہے۔

ایک قبر میں پچاس آدمی دفن ہوئے (البدایہ جزء ۷ صـ۲۷۴) بے سند ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: ہمارے اور ان کے مقتولین جنت میں ہوں گے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صـ۳۰۳) یزید نے حضرت علیؓ سے نہیں سنا لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت علیؓ کی طرف سے اشعث حضرت معاویہؓ کے پاس گئے اور اُن سے پوچھا آپ نے قرآن (مجید) کے نسخے کس لئے اٹھوائے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: اس لئے اٹھوائے کہ ہم اور تم دونوں اس کے احکامات پر عمل کریں۔ تم اپنے میں سے ایک شخص کو جس سے تم راضی ہو متعین کر دو اور ہم بھی اپنے میں سے ایک شخص کو متعین کر دیں۔ اُن دونوں پر لازم ہوگا کہ وہ کتاب اللہ کے مطابق عمل پیرا ہوں، پھر جس بات پر وہ دونوں متفق ہو جائیں ہم اس کی پیروی کریں۔ اشعث نے یہ خبر حضرت علیؓ کو پہنچائی۔ حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے کہا: ہم اس بات پر راضی ہیں، ہم نے اسے قبول کیا۔ (طبری جزء ۴ صـ۳۶)۔ ابو مخنف کذّاب ہے۔

شامیوں نے اپنی طرف سے حضرت عمرو بن العاصؓ کو حَکَم بنایا۔ عراقیوں نے حضرت ابو موسیٰؓ کو حکم بنانے پر اصرار کیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابن عباس اور بعد میں اشتر کو حکم بنانے پر زور دیا لیکن عراقیوں نے دونوں کو مسترد کر دیا۔ انہوں نے کہا ہم تو صرف ابو موسیٰؓ کے حکم بنانے پر راضی ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اچھا تو جو تمہارا جی چاہے کرو (طبری جزء ۴ صـ۳۶ و صـ۳۷) ابو مخنف کذّاب ہے۔

حضرت علیؓ نے جب اشتر کا نام لیا تو اشعث نے برافروختہ ہو کر کہا کہ جنگ کی آگ اشتر ہی نے تو بھڑکائی ہے (سیرۃ الاخوین خالد گھرجاکھی صـ۳۱۳) بے حوالہ اور بے سند ہے۔

حضرت علیؓ اپنا ہونٹ کاٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے، اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا کہ واقعہ اس طرح رونما ہوگا تو میں نہیں نکلتا: اے ابو موسیٰؓ، جاؤ اور فیصلہ کرو اگرچہ میری گردن جھک جائے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صـ۲۹۳) ایک راوی مجہول ہے، اس کا نام نہیں لیا گیا۔

خط کشیدہ الفاظ ایک اور روایت میں بھی وارد ہوئے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صـ۲۹۳) آخری راوی ابو صالح کا صفین میں شریک ہونا ثابت نہیں۔

ابو جعفر کہتے ہیں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے مابین جو معاہدہ ہوا وہ ۱۳ صفر ۳۷ھ کو لکھا گیا۔ اس میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں چار چار سو ساتھیوں کے ساتھ ماہِ رمضان میں حکمین کے فیصلہ سنانے کی جگہ (یعنی) دومۃ الجندل میں جمع ہوں گے (طبری جزء ۴ صـ۴۰) نہ ابو جعفر تک سند ہے اور نہ ابو جعفر سے اوپر سند ہے۔

دونوں حکم جمع ہوئے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت ابو موسیٰؓ سے کہا: کیا آپ ایسے شخص کا نام بتا سکتے ہیں جسے اس

امت کی خلافت سونپی جائے۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا: میں عبداللہ بن عمرؓ کا نام پیش کرتا ہوں۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: میں معاویہؓ کا نام پیش کرتا ہوں۔ کچھ دیر کے بعد یہ مجلس برخاست ہو گئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا اور باہر نکل آئے۔ باہر نکل کر انہوں نے ایک دوسرے کے متعلق بری مثالیں بیان کیں (طبری جزء ۴ صفحہ ۴۲) اس روایت کی سند میں سلیمان بن یونس بن یزید ہے اس کا حال نہیں ملتا۔ مزید برآں زہری اسے صعصعہ سے روایت کرتے ہیں حالانکہ زہری کا صعصعہ سے سننا ثابت نہیں لہٰذا یہ روایت لغو ولایعنی اور جھوٹی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: بے شک بنی اسرائیل نے اختلاف کیا۔ ان کا اختلاف برابر جاری رہا یہاں تک کہ انہوں نے دو حَکَم مقرر کئے۔ وہ دونوں حکم خود بھی گمراہ ہوئے اور انہوں نے ان لوگوں کو بھی گمراہ کیا جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ امت بھی برابر اختلاف میں مبتلا رہے گی یہاں تک کہ وہ اُمت کے لوگ دو حکم مقرر کریں گے۔ وہ دونوں حکم خود بھی گمراہ ہوں گے اور اپنی پیروی کرنے والوں کو بھی گمراہ کریں گے (البدایہ والنہایہ جزء ۶ صفحہ ۲۱۶)۔ ابن کثیر کہتے ہیں: یہ حدیث بہت منکر ہے۔ اس کی آفت زکریا بن یحییٰ ہے (یعنی اس کو زکریا بن یحییٰ نے جو اس حدیث کا ایک راوی ہے گھڑا ہے) یحییٰ بن معین کہتے ہیں: یہ کچھ نہیں۔ وہ دونوں حَکَم تو بہترین صحابہ میں سے تھے..... وہ تو اس لئے مقرر کئے گئے تھے کہ لوگوں کے درمیان صلح کرائیں۔ وہ دونوں تو ایسی بات پر متفق ہوئے جس میں مسلمین کے لئے آسانی تھی، خونریزی کو روکنا تھا اور ایسا ہی ہوا۔ ان دونوں کی وجہ سے کوئی گمراہ نہیں ہوا سوائے خوارج کے (البدایہ جزء ۶ صفحہ ۲۱۹) ابن کثیر کہتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اور اس کو مرفوع بیان کرنا من گھڑت ہے (البدایہ والنہایہ جزء ۷، صفحہ ۲۸۴)۔

دونوں حَکَم دومۃ الجندل میں جمع ہوئے۔ دونوں نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے معاملہ پر غور کیا لیکن کسی بات پر ان کا اتفاق نہ ہو سکا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ کا نام پیش کیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے انکار کر دیا۔ پھر عمروؓ بن العاص نے اپنے بیٹے عبداللہ کا نام پیش کیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے انکار کر دیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا نام پیش کیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے انکار کر دیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت ابوموسیٰؓ سے پوچھا: آخر آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت ابوموسیٰ نے کہا: میری رائے تو یہ ہے کہ ہم ان دونوں کو معزول کر دیں اور خلافت کے معاملہ کو مسلمین کے مشورہ پر چھوڑ دیں۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: صحیح رائے تو یہی ہے جو آپ نے دی ہے۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے اعلان کیا: (اے لوگو) ہم ایک بات پر متفق ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اعلان کیا: ابوموسیٰ سچ کہہ رہے ہیں۔ پھر حضرت ابوموسیٰؓ نے اعلان کیا: ہم نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ہم علیؓ اور معاویہؓ دونوں کو معزول کر دیں اور خلافت کے معاملہ کو امت کے لئے چھوڑ دیں، وہ جسے چاہیں خلیفہ منتخب کر لیں لہٰذا میں علیؓ اور معاویہ دونوں کو معزول کرتا ہوں۔ ان کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص نے اعلان کیا: ابوموسیٰؓ نے اپنے ساتھی کو معزول کر دیا میں بھی انہیں معزول کرتا ہوں لیکن میں اپنے ساتھی کو برقرار رکھتا ہوں کیونکہ وہ حضرت عثمانؓ کے وارث ہیں اور ان کے قصاص کے طلب گار ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ اس کے حقدار بھی ہیں۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا: اے عمروؓ تمہیں کیا ہو گیا۔ اللہ تمہیں نیک کام کی توفیق دے۔ تم نے غداری کی اور دھوکا دیا۔ تمہاری مثال اس کتے کی ہے جس پر اگر کچھ لادا جائے تب بھی ہانپے اور اگر اس کو چھوڑ دیا جائے (کچھ نہ لادا جائے) تب بھی ہانپے۔ حضرت عمروؓ نے کہا: تمہاری مثال اس گدھے جیسی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ یہ دیکھ کر حضرت شریح نے حضرت عمروؓ کو کوڑے مارے۔ حضرت عمروؓ کے لڑکے نے حضرت

شریح کو کوڑے مارے۔ اس کے بعد لوگ کھڑے ہو کر چل دیئے (نتیجہ کچھ نہیں نکلا)۔ شامی حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے اور انہیں خلافت سونپ دی اور حضرت ابن عباسؓ حضرت علیؓ کے پاس چلے گئے (طبری جزء ۴ صـ۵۱)۔ ابو مخنف کذّاب ہے اور یہ اُسی کی داستان سرائی ہے۔ صحابیوں پر کیسے کیسے بہتان اس شخص نے لگائے ہیں! الامان الحفیظ!! ۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

دونوں نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے خلع پر اتفاق کیا اور فیصلہ کے لئے مجلس شوریٰ کی طرف رجوع کرنے کا اعلان کیا (تاریخ مسعودی جزء ۲ صـ۲۹۹) بے سند ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: اے لوگو، معاویہؓ کی امارت کو ناپسند نہ کرنا۔ اللہ کی قسم اگر تم نے انہیں کھو دیا تو تم دیکھنا کہ سر اندرائن کی طرح گردنوں سے علیحدہ ہو جائیں گے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صـ۲۹۴) حارث کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

واقعۂ صفّین

(صحیح روایات کی روشنی میں)

صحیح روایات سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کچھ اختلاف ہوا۔ حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت عمارؓ اور وہ باغی فرقہ تھا جس نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا۔ حضرت معاویہؓ کے ساتھ حضرت عمروؓ بن العاص اور ان کے صاحبزادے عبداللہ تھے۔ ایک رات کو ایسا ہوا کہ اُس باغی فرقہ نے ہنگامہ برپا کر دیا اور حضرت عمارؓ کو شہید کر دیا۔

واقعۂ صفّین کا تجزیہ

صحیح مسلم کی روایت جس میں حضرت علیؓ کے بستر پر آنے کے بعد وظیفہ پڑھنے کا ذکر ہے سے ثابت ہوتا ہے کہ صفّین کا واقعہ صرف ایک رات کا واقعہ تھا اور وہ واقعہ بھی اتنا شدید نہیں تھا کہ بستر پر آکر لیٹنے کا موقع نہ مل سکے۔ حضرت علیؓ بستر پر آئے اور اپنا وظیفہ پڑھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے گڑبڑ ہوئی اور پھر حالات سکون پر آگئے اور سونے والے اطمینان سے سوگئے۔

اس واقعہ میں حضرت عمارؓ شہید ہوگئے۔ ان کو شہید کرنے والا باغی فرقہ تھا۔ حضرت عمارؓ اور باغی فرقہ ایک ہی جماعت میں تھے اس کے باوجود باغی فرقہ نے حضرت عمارؓ کو قتل کر دیا۔ باغی فرقہ کا اپنے ہی آدمی کو قتل کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ باغی فرقہ دونوں طرف کے لوگوں کو قتل کر رہا تھا یعنی وہ کوئی باقاعدہ جنگ نہیں تھی بلکہ ایک بلوہ تھا جو کسی مصلحت سے باغی فرقہ نے برپا کیا تھا۔

افسانۂ صفّین

(جھوٹی اور غیر مستند روایات کی روشنی میں)

حضرت عثمانؓ قتل کر دئے گئے۔ حضرت معاویہؓ نے ان کے قصاص کا مطالبہ کیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص بھی حضرت معاویہؓ سے جا ملے اور حضرت علیؓ کے خلاف مشترکہ محاذ قائم کر لیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے مشترکہ محاذ کے سلسلے میں کہا: ہم نے دنیا کو اختیار کر لیا ہے۔

حضرت عمرؓو بن العاص نے حضرت معاویہؓ کو مشورہ دیا کہ حضرت عثمانؓ کے خون کا الزام حضرت علیؓ پر لگا کر جنگ شروع کردی جائے۔ حضرت معاویہؓ نے ان کی رائے پر عمل کیا۔

حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کی خون آلود قمیص منبر پر رکھ دی اور حضرت عثمانؓ کی بیوی نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں لٹکا دیں۔ لوگ زار و قطار رونے لگے۔ لوگوں نے عہد کیا کہ وہ ضرور حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو قتل کر کے رہیں گے۔

حضرت علیؓ نے جنگ کی تیاری شروع کردی اور صفین روانہ ہو گئے۔ حضرت معاویہؓ بھی مقابلہ کے لئے بڑھے۔ حضرت علیؓ نے ہدایت کی کہ جنگ میں پہل نہ کرنا۔ حضرت معاویہؓ کے فوجی دستے نے حضرت علیؓ کے ساتھیوں کو گھاٹ سے پانی لینے سے روک دیا۔ طرفین میں سخت جنگ ہوئی بالآخر حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں نے عراقیوں کے لئے گھاٹ خالی کر دیا۔ دونوں طرف کے سقے پانی بھرتے رہے۔

سکون اور خاموشی کے ساتھ دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ سبائی جماعت جس نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا بڑی سرگرمی سے اس بات کی کوشش کرتی رہی کہ صلح نہ ہونے پائے۔ سبائی جماعت کا کوئی علیحدہ وجود نہیں تھا۔ وہ حضرت علیؓ کی فوج میں شامل تھے۔ ان کے علاوہ فریقین میں سے کوئی جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ سال بھر آمنے سامنے پڑے رہے اور کسی نے جنگ نہیں کی۔

پھر جب لڑائی شروع ہوئی تو عجیب انداز سے شروع ہوئی۔ روزانہ فوجی دستے نکلتے اور معمولی لڑائی کے بعد لوٹ جاتے تھے پھر دن بھر کوئی لڑائی نہیں ہوتی تھی۔ اسی طرح مہینہ بھر تک لڑائی ہوتی رہی۔ محرم کا مہینہ آیا تو پھر لڑائی بند ہوگئی۔ مصالحت کی خواہش کے باوجود مصالحت نہیں ہوسکی۔ محرم کے بعد پھر لڑائی شروع ہوگئی۔ لڑائی دن بھر جاری رہی۔ پھر رات کو بھی جاری رہی۔ اس رات کو لیلۃ الہریر کہتے ہیں۔ حضرت عمرؓو بن العاص نے رائے دی کہ اس طرح تو بے شمار مسلمین قتل ہو جائیں گے۔ حضرت علیؓ کو قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کی دعوت دی جائے۔ حضرت معاویہؓ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ قرآن مجید نیزوں پر بلند کیا گیا۔ لڑائی رک گئی اگرچہ سبائی اس کے حق میں نہیں تھے۔

فیصلہ کے لئے دو حکم مقرر کئے گئے۔ ایک حضرت علیؓ کی طرف سے اور ایک حضرت معاویہؓ کی طرف سے۔ دونوں نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی معزولی پر اتفاق کیا اور حتمی فیصلہ کے لئے مجلس شوریٰ کی طرف رجوع کرنے کا اعلان کیا۔

افسانۂ صفین کا جائزہ

حضرت عمرؓو بن العاص | حضرت عمرؓو بن العاص کی طرف مندرجہ ذیل باتیں منسوب کی گئیں:۔

(۱) حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ سے کہا: "ہم نے دنیا کو اختیار کر لیا ہے۔"
(۲) حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: "حضرت علیؓ پر حضرت عثمانؓ کے خون کا الزام لگا کر جنگ شروع کر دی جائے۔"
(۳) حضرت عمروؓ بن العاص نے مصر کی امارت کی خاطر اپنے دین کو بیچ ڈالا۔
(۴) حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: "اللہ کی قسم ہم نے حضرت عمارؓ کو قتل کیا ہے۔"
(۵) حضرت عمروؓ بن العاص نے کپڑے اتار دیئے اور مادر زاد برہنہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔
مسلمین کے ایک بڑے جرنل کے متعلق کتنا قبیح نقشہ کھینچا گیا ہے۔
(۶) حضرت علیؓ نے اور اشتر نے کہا: عمروؓ بن العاص نہ دین والے ہیں اور نہ قرآن والے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو انہیں مؤمن فرمائیں (جیسا کہ آگے آرہا ہے) اور دشمن انہیں بے ایمان قرار دیں۔ دشمنانِ اسلام نے خود ایک بات گھڑی اور اسے حضرت علیؓ کی طرف منسوب کر دیا۔ اشتر سبائی ہے۔
(۷) حضرت عمروؓ بن العاص اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے بالاتفاق فیصلہ کیا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کو معزول کر دیں اور خلافت کے معاملہ کو امت کے لئے چھوڑ دیں وہ جسے چاہیں منتخب کر لیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے دونوں کو معزول کر دیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت علیؓ کو معزول کر دیا اور حضرت امیر معاویہؓ کو برقرار رکھا گویا حضرت عمروؓ بن العاص نے دھوکا دیا۔

یہ تمام باتیں جھوٹ ہیں اور حضرت عمرو بن العاص پہ بہتان ہیں۔

حضرت معاویہؓ کو معزول کرنے کی روایت بھی جھوٹ ہے۔ حضرت معاویہؓ خلیفہ ہی کب تھے جو اُن کے معزول کرنے کا سوال پیدا ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِبنَا العَاصِ مُؤْمِنَانِ عَمْرٌو وَهِشَامٌ (احمد عن ابی ہریرۃؓ ۱۵/۱۸۶ صحہ احمد شاکر۔ رواہ الحاکم ۳/۴۵۲ وصحہ ہو والذہبی)	العاص کے دونوں بیٹے عمروؓ (بن العاص) اور ہشام مؤمن ہیں۔

کیا اتنی بڑی شہادت کے بعد بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عمروؓ بن العاص دنیا دار، مکّار، دغاباز اور بے حیا تھے۔ وہ دنیا دار، مکّار، دغاباز اور بے حیا نہیں تھے دنیا دار، مکّار، دغاباز اور بے حیا تو وہ دشمنانِ اسلام تھے جنہوں نے جھوٹی کہانیاں گھڑ کر صحابہ کرام کو بدنام کیا۔

حضرت معاویہؓ | حضرت معاویہؓ کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں گھڑی گئیں:۔

(۱) حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ سے کہا: "ہم نے دنیا کو اختیار کر لیا ہے۔"
حضرت معاویہؓ خاموش رہے۔ اس کی تردید نہیں کی۔

(۲) حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: "حضرت علیؓ پر حضرت عثمانؓ کے خون کا الزام لگا کر جنگ شروع کر دی جائے۔" حضرت معاویہؓ نے ایسا ہی کیا۔

(۳) حضرت معاویہؓ نے کہا: "اللہ کی قسم میں (علیؓ اور) ان (کے ساتھیوں) کو پانی نہیں لینے دوں گا۔ وہ پیاسے مر جائیں جس طرح حضرت عثمانؓ پیاسے مر گئے۔"

(۴) حضرت علیؓ نے فرمایا: "ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) ہم پر زبردستی خلیفہ بن گئے۔"

(۵) حضرت علیؓ نے فرمایا: "انہوں نے (یعنی حضرت معاویہؓ نے) مجبوراً اسلام قبول کیا۔"

(۶) حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: "حضرت علیؓ حق پر ہیں اور ان کے مخالف باطل پر ہیں۔"

حضرت معاویہؓ وغیرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق پر فرمایا (جیسا کہ آگے آرہا ہے) تو پھر وہ باطل پر کیسے ہو گئے۔

(۷) حضرت علیؓ نے فرمایا: "ان کے سروں پر شیطان سوار ہے۔"

جب وہ الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق حق پر ہیں تو شیطان ان کے سروں پر کیسے سوار ہو گیا؟

(۸) حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم ان کے قائد ایام جاہلیت کے زیادہ قریب ہیں یعنی معاویہؓ...... میں انہیں اسلام کی دعوت دے رہا ہوں اور وہ مجھے بت پوجنے کی دعوت دے رہے ہیں۔

کتنا بڑا جھوٹ ہے۔

(۸) حضرت علیؓ نے فرمایا: "معاویہؓ نہ دین دار ہیں اور نہ قرآن والے..... وہ یہ تک نہیں جانتے کہ قرآن میں کیا لکھا ہے۔"

کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ یہ وہی معاویہؓ ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی تھی:-

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ — اے اللہ معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا اور اس کے ذریعہ ہدایت دے۔

(ترمذی۔ کتاب المناقب۔ سندہٗ حسن)

کیا اس حدیث کے باوجود بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ بت پوجنے کی دعوت دے رہے تھے اور قرآن مجید کو برحق نہیں مانتے تھے۔

حضرت علیؓ کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں بھی جھوٹ اور جعلی ہیں:-

(۱) حضرت علیؓ نے فرمایا: "نہ تو میں یہ کہتا ہوں کہ حضرت عثمانؓ اس حالت میں قتل کئے گئے کہ وہ مظلوم تھے اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اس حالت میں قتل کئے گئے کہ وہ ظالم تھے۔

معلوم نہیں کہ وہ پھر کس حالت میں قتل کئے گئے! دونوں حالتوں میں سے کسی ایک حال میں ان کا قتل ہونا لازمی ہے۔ کتنی بے سروپا بات ہے جو حضرت علیؓ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

(۲) حضرت علیؓ نے فرمایا: "وہ دونوں (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) ہم پر زبردستی خلیفہ بن گئے۔ آلِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے زیادہ حقدار تھے۔

حضرت علیؓ کے مندرجہ ذیل قول کی روشنی میں مندرجہ بالا قول کا جعلی ہونا اظہر من الشمس ہے:

حضرت علیؓ نے فرمایا تھا: "ابوبکر صاحبِ غار ہیں۔ ہم ان کے شرف کو پہچانتے ہیں۔ ہم ان کو خلافت کا سب سے زیادہ حقدار سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز کے لئے امام بنایا تھا۔ (البدایہ والنہایہ جزء ۵ ص۲۵۰ و جزء ۶ ص۳۰۲) امام ابن کثیر فرماتے ہیں اس کی سند جید ہے۔

صحابہ کرام ہاشم نے کہا: حضرت عثمانؓ کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب نے، ان کے بیٹوں نے اور قراء نے قتل کیا ہے۔

صحابہ پر کتنا بڑا بہتان ہے۔

حضرت عمارؓ کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمارؓ کو حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں نے قتل کیا پھر اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ حضرت معاویہؓ باغی تھے لہذا حق پر نہیں تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ کا حق پر ہونا اس حدیث کی رو سے بالبداہت ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:-

تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَقْتُلُهَا اَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج و صفاتہم جزء اول ص۳۴۲)

ایسے وقت میں جب کہ مسلمین (کی دو جماعتوں) میں افتراق ہوگا ایک فرقہ دین سے نکل جائے گا۔ اُس کو اُن جماعتوں میں سے وہ جماعت قتل کریگی جو حق کے زیادہ قریب ہوگی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں حق پر تھے اگرچہ حضرت علیؓ حق کے زیادہ قریب تھے کیوں کہ دین سے نکل جانے والوں کو حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔

اس حدیث کی صراحت کے باوجود یہ کہنا کہ حضرت معاویہؓ باطل پر تھے یقیناً باطل ہے۔

باغی فرقہ سبائی فرقہ تھا جس نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا۔ یہی وہ باغی فرقہ ہے جس نے حضرت عمارؓ کو شہید کیا۔ اگر حضرت معاویہؓ باغی ہوتے تو سراسر باطل پر ہوتے حق پر بالکل نہ ہوتے۔

سبائی فرقہ یعنی باغی فرقہ حضرت علیؓ کی فوج میں شامل تھا اور ان کی طرف سے ہی لڑ رہا تھا۔ حضرت معاویہؓ اس باغی فرقہ کو قتل کرنا چاہتے تھے لہٰذا وہ فرقہ یقیناً حضرت معاویہؓ کا دشمن ہوگا۔ وہ

فرقہ حضرت معاویہؓ کا باطل پر ہونا ثابت کر کے ان کے ساتھیوں کو ان سے متنفر کرنا چاہتا تھا تاکہ حضرت معاویہؓ کو بری طرح شکست ہو اور قصاص کا مسئلہ ہی ختم ہو جائے۔

یہی باغی فرقہ تھا جو حضرت عمارؓ کو دھوکا دے کر لایا اور پھر خود ہی انہیں قتل کر کے قتل کا الزام حضرت معاویہؓ پر لگا دیا۔ اسی لئے حضرت معاویہؓ نے کہا تھا کہ عمارؓ کو انہوں نے قتل کیا جو انہیں لے کر آئے ہیں۔ دشمنوں نے بلاوجہ اس قول کو غلط رنگ دے دیا حالانکہ جو کچھ حضرت معاویہؓ نے کہا تھا حقیقت تھی۔

لڑائی یا کھیل شامی گھاٹ پر قابض تھے۔ انہوں نے عراقیوں کو پانی لینے سے روک دیا۔ کئی دن لڑائی ہوتی رہی۔ صبح کو لڑائی ہوتی اور شام کو لڑائی رک جاتی بالآخر شامیوں نے عراقیوں کے لئے گھاٹ خالی کر دیا۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی طرف سے روزانہ فوجی دستے نکلتے اور معمولی سی لڑائی کے بعد لوٹ جاتے۔ جب جنگ بند ہو جاتی تھی تو دونوں لشکر آپس میں ملتے تھے اور باتیں کرتے تھے۔

وہ جنگ کیا تھی ایک کھیل تھا۔ ناول نویسی میں اکثر کاغذی لڑائیاں ہی ہوتی ہیں۔ ناول نویس کے ذہن میں جنگ کا جو نقشہ پیدا ہوتا ہے وہ اُسے کاغذ پر ثبت کر دیتا ہے۔ پڑھنے والا یہ سمجھتا ہے واقعی لڑائی ہو رہی ہے حالانکہ لڑائی نہیں ہوتی۔ کھیل نما جنگ ناول نویس کے تصوّر ہی میں ہو سکتی ہے سطح زمین پر نہیں ہو سکتی۔

قاتلینِ عثمانؓ حضرت معاویہؓ کا مطالبہ یہ تھا کہ قاتلینِ عثمانؓ کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے ہم بیعت کر لیں گے۔ بات تو بہت سیدھی تھی۔ حضرت علیؓ کو چاہیئے تھا کہ قاتلینِ عثمان کو ان کے حوالہ کر دیتے اور بآسانی پوری سلطنت کے حکمراں بن جاتے۔ قاتلینِ عثمانؓ سے اگر حضرت امیر معاویہؓ کا مقابلہ ہوتا تو حضرت علیؓ تو آرام سے رہتے۔ امیر معاویہؓ ان سے نبٹ لیتے۔ لیکن ایسا کیوں نہیں ہوا؟ اس کا جواب صرف اتنا ہی ہے کہ ناول نویسی میں حقائق نہیں ہوتے۔ فرضی باتیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ صِفّین میں جو کچھ ہوا وہ محض ایک افسانہ ہے لہٰذا حضرت علیؓ کا قاتلین عثمانؓ کو حضرت معاویہؓ کے سپرد نہ کرنا محض افسانہ ہے۔ اگر یہ افسانہ نہ ہوتا تو حضرت علیؓ کے متعلق یہ تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ ایسی خلافِ عقل بات کرتے۔ خود ساختہ باتوں میں یہ بھی ایک خود ساختہ بات ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ قاتلین عثمان دس ہزار تھے یا بیس ہزار تھے لہٰذا ان کو حضرت معاویہؓ کے سپرد کرنا محال تھا تو یہ بھی لایعنی بات ہے۔ یہ حضرت علیؓ کا مسئلہ نہیں تھا، حضرت معاویہؓ کا مسئلہ تھا۔ جو کچھ ہوتا حضرت امیر معاویہؓ بھگتتے۔ مزید برآں قاتلینِ عثمانؓ کتنے بھی ہوں آخر وہ حضرت علیؓ کی فوج کا ایک حصّہ تھے۔ حضرت علیؓ کی فوج سے وہ نکل بھی جاتے تو بھی حضرت علیؓ کی بقیہ فوج ان کی تعداد سے کہیں زیادہ ہوتی۔ حضرت علیؓ بھی قصاص لینا چاہتے تھے وہ خود بھی ان سے مقابلہ کر سکتے تھے اور

انہیں بآسانی شکست دے سکتے تھے۔ بالکل اسی طرح حضرت معاویہؓ کی فوج بھی قاتلینِ عثمان کو بآسانی شکست دے سکتی تھی۔ حضرت علیؓ کی بقیہ فوج کو اگر لڑنا پڑتا تو کم و بیش ۲۰ ہزار آدمیوں سے لڑنا پڑتا، حضرت معاویہؓ کی فوج سے جو تقریباً ایک لاکھ تھی نہ لڑنا پڑتا اور یہ جنگ مقابلتاً آسان ہوتی۔ حضرت علیؓ نے ایک لاکھ فوج سے لڑنا پسند کیا اور ۲۰ ہزار کے مقابلہ سے ڈر گئے۔ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ اگر حضرت علیؓ ان کو حضرت معاویہؓ کے حوالہ کر دیتے تو ان کے لئے ۲۰ ہزار سے مقابلہ کرنا بہ نسبت حضرت علیؓ کی فوج سے مقابلہ کرنے کے زیادہ آسان ہوتا۔ مگر ایسا کیوں نہیں ہوا۔ اس لئے نہیں ہوا کہ یہ محض افسانہ ہے۔

حضرت علیؓ بھی قصاص لینا چاہتے تھے اور حضرت معاویہؓ بھی قصاص لینا چاہتے تھے تو پھر کیا مشکل تھی کہ حضرت علیؓ قاتلین عثمانؓ کو حضرت معاویہؓ کے حوالہ کر دیتے، پھر دونوں مل کر قاتلینِ عثمانؓ سے مقابلہ کرکے انہیں قتل کر دیتے۔ یہ سب سے آسان بات تھی، ۲۰ ہزار قاتلینِ عثمانؓ جن میں تقریباً سب ہی منافق تھے وہ فریقین کی مشترکہ فوج سے جو سب کی سب مسلم تھی اور تعداد میں تقریباً دو لاکھ تھی مقابلہ نہیں کرسکتے تھے۔ اگر مقابلہ ہوتا تو بڑا آسان ہوتا۔ زیادہ تر منافق ہی قتل ہوتے۔ یہ تو نہ ہوتا کہ منافق دونوں طرف کے مسلم مدافعین کو قتل کرتے۔ کیا حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں اتنا بھی تدبر نہیں تھا کہ اس مسئلہ کا آسان حل نکال لیتے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ بہادر تو تھے لیکن مدبر نہیں تھے اور حضرت معاویہؓ بہادر تو نہیں تھے لیکن مدبر تھے تو اگر دونوں مل جاتے تو شجاعت اور تدبر بھی مل جاتے پھر بآسانی یہ مسئلہ حل ہوجاتا۔ حیرت ہوتی ہے کہ آخر ایسا کیوں نہیں ہوا۔ اس کا پھر وہی جواب ہے کہ حقائق ہمارے سامنے نہیں آئے۔ افسانے ہمارے سامنے آئے۔ حقائق لکھنے والوں نے اس واقعہ کو کوئی اہمیت نہیں دی تو افسانہ نگاروں نے اپنے ذوق کو پورا کیا اور من گھڑت افسانے لکھ کر پھیلا دئے۔ مؤرخین نے افسانوی واقعات کو قلمبند کرلیا۔ خود تحقیق نہیں کی بلکہ بعد میں آنے والوں کی تحقیق کے لئے سارا مواد جمع کر دیا۔ افسوس کہ بعد میں آنے والوں نے خصوصاً دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے والوں نے اس طرف توجہ نہیں کی اور جھوٹ کو دنیا میں پھیلا دیا۔ مستشرقین تو دشمن تھے ہی انہوں نے اس جھوٹ کے پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اسکول اور کالج کے طلباء نے کوئی تحقیق نہیں کی اور دشمنانِ اسلام کی تحریروں کو حرفِ آخر سمجھا۔ انہیں تاریخی حقائق کا نام دیا اور اپنے اسلاف پر خود ہی برس پڑے۔ صحابہ کرام کو جن کی تعریف قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں ہے اور جن کے اخلاق وعادات کا صحیح اور مستند نقشہ آیات و احادیث میں ملتا ہے ان کو دشمنوں نے بدنام کیا اور کلمہ پڑھنے والوں نے شرم سے سر جھکا کر تسلیم کرلیا۔

خلاصہ | واقعہ بہت معمولی تھا جو قاتلینِ عثمان کی ریشہ دوانیوں کے نتیجے میں ایک بلوے کی صورت میں واقع ہوا اور ختم ہوگیا۔ واقعہ تحکیم بھی محض افسانہ ہی ہے۔ سبائی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئے

تو انہوں نے خارجیوں کا روپ اختیار کیا۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے مابین پھر کیا ہوا تاریخ خاموش ہے اور اسی طرح خاموش ہے جس طرح صفین اور صفین کے قبل کے واقعات سے خاموش ہے۔ مسلمین کو چاہیئے کہ ان واقعات سے صرفِ نظر کریں، ان کی تفتیش اور چھان بین میں اپنا وقت خراب نہ کریں اور جس طرح سلف صالحین نے ان سے بے اعتنائی برتی وہ بھی بے اعتنائی برتیں اور وہ کام کریں جو اُن کے کرنے کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضاء جوئی کے لئے صحیح ایمان و توحید کے ساتھ نیک عمل کریں اور اسلام کی ترقی اور ترویج کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے رہیں۔ مسلمین کو چاہیئے کہ وہ کام کریں جن کے متعلق ان سے میدانِ محشر میں سوال ہوگا۔ جن کاموں، باتوں اور افسانوں کے متعلق ان سے سوال نہیں ہوگا ان کی طرف التفات کرکے اپنا وقت عزیز برباد نہ کریں۔

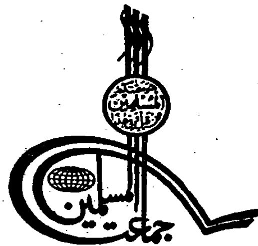
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی :	اللہ تبارک وتعالےٰ	.. اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی :	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	.. فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا پسند کردہ دین اسلام	.. فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین	.. فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت	صرف ایک	یعنی :	اللہ تعالےٰ سے تعلق	.. دنیوی تعلقات نہیں
وجہِ افتخار	صرف ایک	یعنی :	ایمان باللہ العظیم	.. وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔
تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعت المسلمین



JAMAAT-UL-MUSLIMEEN [INDIA]

[Preaching pure and unadulterated Islam]

www.india.aljamaat.org

Flat #204, Saleem Masood Complex,
Nizam Colony, Toli chowki,
Hyderabad – 500 008 (A.P.)
Cell: 9246343676 / 7396620946